ان من البیان لسحرا

رباعی

تھا عہد قدیم صرف غمزہ و ناز — اور عہد جدید کی ہے قومی آواز
میں وسط میں واقع ہوں لہذا پرویں — دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

دیوان پروین

نتیجہ طبع صورت آرا شاہدان بلاغت چہرہ پرداز ساحران فصاحت
اوج آسمان سخندانی موج دریائے نکتہ رانی یعنی مخدرہ عظمیٰ و
مستورہ کبریٰ ام مشتاق بڑی بیگم صاحبہ

اہلیہ عالیہ متعالیہ جناب طریقت مآب شریعت انتساب حضرت مولوی
میر قربان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس آگرہ سابق ممبر محکمہ محتشمہ عالیہ کونسل راج جے پور

حسب فرمائش جناب مولوی حکیم حاجی سید نظیر حسن خان صاحب سخا دہلوی

بمطبع سراج الفیض جے پور باہتمام بابو کیدار ناتھ صاحب مہتمم مطبع طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خالق انس و جاں و نعت سرور دو جہاں و منقبت آل اطہار و اصحاب کبار۔ بندہ سید مشتاق حسین ملتمس ہے کہ دیوان ہذا کے طبع کے اسباب اور مصنفہ صاحبہ کے مجمل حالات مناسب جانکر تحریر کرتا ہوں۔

مجمل حالات

مخدومہ محترمہ جناب والدہ صاحبہ مصنفہ دیوان ہذا کا لقب بڑی بیگم اور تخلص پروین ہے۔ آپ ۱۱۔ دسمبر سنہ ۱۸۶۶ عیسوی مطابق ۱۰۔ رمضان یوم پنجشنبہ قریب ۱۰ بجے دن کو دہلی میں متصل کالے محل پیدا ہوئیں۔ آپ کے والد علامۂ زماں یگانۂ دوراں سید محمد غضنفر علی خاں صاحب۔ غضنفر۔ ابن افتخار سلف و اعتبار خلف مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب مرحوم الملقب بتاج العلما قلزم علوم خان بہادر جھجر کے قاضی القضات تھے دہلی میں علوم تحصیل فرمائے آپ کے بزرگ عرب سے فیروز شاہ

کے عہد میں ہندوستان میں آکر بعہدہ قضا ممتاز ہوتے تھے
مگر قضا کی عزت بادشاہت کے ساتھ رخصت ہوجانے
کی وجہ سے مولانا سید محمد نجف علی خاں صاحب نے عہدۂ قضا
کو اپنے چچا زاد بھائی کے حوالہ کر کے بیس ۲۰ برس کی عمر سے
گورنمنٹ کی ملازمت کی پھر اور اور موقعوں پر مختلف ملازمتیں
بہت سی ریاستوں میں کیں ۔ مرشد آباد میں عدالت العالیہ کے
جج و داروغہ بیوتات اور نواب صاحب والی مرشد آباد کے
اتالیق رہے ۔ نیپال میں ایجنٹی کے میر منشی رہے ۔ ۱۸۴۲ء
میں کابل کی لڑائی پر انگریزی فوج میں جنرل شاور صاحب کے
ساتھ ویسرائے اینڈ گورنر جنرل کے میر منشی کی حیثیت سے
پنجاب سے گذرے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ صاحب والی
پنجاب کو سرکاری فوج گذر جانے پر رضامند کر لینے کے
صلہ میں خان بہادر کا خطاب پایا ۔ پنجاب میں شاہ آباد کے
تحصیلدار رہے ۔ ٹونک میں شاہی خاندان کے اُستاد ۔
اور ناظم فوجداری بدفعات رہے اور ترقی پاکر عامل چھبڑا بڑا
رہے ۔ جَرَدہ پور میں فوجدار (مجسٹریٹ درجہ اول) بھوپال
میں مہتمم عدالت دیوانی واپیل (سول جج) ریاست الور میں
مفتیٔ شہر رہے ۔ بنارس میں حضور یمین الدولہ نواب محمد علیخاں
صاحب والی ٹونک مقیم بنارس خلد آشیاں کے مصنفین کی مدت

پر رہے ہے ۔ جمبو کشمیر میں مجسٹریٹ درجہ اول رہے ہے ۔
قبلہ و کعبہ اس پایہ کے فاضل تھے کہ علاوہ میرے تعریفی
الفاظ کے خود اُنکے کارنامہ اور تصانیف اُنکی بے نظیری
کے تحریری ثبوت اسوقت کتب خانوں اور واقف کاروں
کی زبان پر موجود ہیں ۔ علامہ مرحوم سنہ ۱۲۳ ہجری میں قاضی سید
عظیم الدین خاں قاضی القضات و محتسب قصبہ جھجر کے ہاں
پیدا ہوئے ۔ آپ مفصلۂ ذیل زبانیں تبحر کے ساتھ جانتے تھے
(۱) فارسی عربی آمیز (۲) دری یعنی خالص قدیم زبان فارسی
(۳) پہلوی زبان (۴) اُستا زبان جسکو عموماً اہل علم ژند یا ژندی
زبان کہتے ہیں (۵) عربی زبان اور عربی میں شہری ۔ دیہاتی ۔
قدیم ۔ جدید سب جدا جدا (۶) عبرانی زبان جسمیں توریت و زبور
صحف قدیمہ ہیں (۷) اُردو اپنی مادری زبان ہے کیونکہ جھجر
چھوڑکر مرحوم نے دلی میں توطن اختیار کرلیا تھا اور وہیں علوم
تحصیل فرماے ۔ بنارس سے حسب الطلب ولی نعمت و قدر دان
حضور نواب امین الدولہ محمد ابراہیم علی خانصاحب بہادر والی
ریاست ٹونک خلد اللہ ملکہ و دام اقبالہ بعہدۂ نظامت فوجداری
ٹونک میں آگئے تھے اور ۲۸ ۔ شوال سنہ ۱۲۹۸ھ میں ٹونک میں
انتقال فرمایا ۔ نواب صاحب کے باغ میں مدفون ہوئے ۔
اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

پر رہے۔ جموں کشمیر میں مجسٹریٹ درجہ اول رہے۔
قبلہ و کعبہ اس پایہ کے فاضل تھے کہ علاوہ میرے تعریفی
الفاظ کے خود اُنکے کارنامہ اور تصانیف اُنکی بے نظیری
کے تحریری ثبوت اسوقت کتب خانوں اور واقف کاروں
کی زبان پر موجود ہیں۔ علامہ مرحوم سنہ ۱۲۳ ہجری میں قاضی سید
عظیم الدین خاں قاضی القضات و محتسب قصبہ جھجر کے ہاں
پیدا ہوے۔ آپ مفصلۂ ذیل زبانیں تبحر کے ساتھ جانتے تھے
(۱) فارسی عربی آمیز (۲) دری یعنی خالص قدیم زبان فارسی
(۳) پہلوی زبان (۴) اُستا زبان جسکو عموماً اہل علم ژند یا ژندی
زبان کہتے ہیں (۵) عربی زبان اور عربی میں شہری۔ دیہاتی۔
قدیم۔ جدید سب جدا جدا (۶) عبرانی زبان جسمیں توریت و زبور
صحف قدیمہ ہیں (۷) اُردو اپنی مادری زبان ہے کیونکہ جھجر
چھوڑکر مرحوم نے دلی میں توطن اختیار کرلیا تھا اور وہیں علوم
تحصیل فرماے۔ بنارس سے حسب الطلب ولی نعمت و قدر دان
حضور نواب امین الدولہ محمد ابراہیم علی خانصاحب بہادر والی
ریاست ٹونک خلد اللہ ملکہ و دام اقبالہ بعہدۂ نظامت فوجداری
ٹونک میں آگئے تھے اور ۲۸۔ شوال سنہ ۱۲۹۸ھ میں ٹونک میں
انتقال فرمایا۔ نواب صاحب کے باغ میں مدفون ہوے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

علامۂ مرحوم کی کل تصانیف بقول خود اُنکے اور بقول اُنکے صاحبزادہ یعنی نانا صاحب مرحوم کی جو علم و فضل میں اپنے والد ماجد کے مثل تھے ڈیڑھ سو کے قریب ہیں۔ اور انمیں کوئی کتاب سو پچاس صفحہ کی نہیں بلکہ بعض کی تعداد صفحات ہزار ہا تک ہے مثلاً تفسیر غریب تفسیر قرآن شریف بزبان فارسی ضخیم پانچ جلد کلاں تقطیع پر ہیں چار ہزار صفحوں سے کم نہیں مولانا مرحوم کی بہت سی تصانیف بوجوہ چند در چند تلف ہوگئیں اُسپر بھی اُن میں سے کم از کم سو کتابیں مصنفہ صاحبہ دیوان ہذا کے بھائیوں کے پاس دیکھیں اب بھی مخدومہ کے بھائیوں کے پاس پندرہ بیس کتابیں مطبوعہ اور پچاس[۵] یا ساٹھ[۶۰] غیر مطبوعہ موجود ہیں جن میں سے بعض کے نام مفصلہ ذیل ہیں

(۱) سحر الکلام عربی بے نقط شرح مقامات حریری چار جلد میں بجواب سواطع الالہام فیضی (۲) فتوحات عراق - برہان صدق یعنی فتوحات عجم - نظم فارسی بطرز شاہنامہ فردوسی تکملہ صولت فاروقی (۳) تفسیر غریب پانچ جلدیں (۴) شرح ژند و اُستا عربی فارسی اردو ہر فقرہ پر تین زبانیں (۵) شرح دساتیر موسوم بہ سفرنگ دساتیر (۶) شرح حماسہ فارسی (۷) شرح سبعہ معلقہ فارسی (۸) شرح چغمنی فارسی (۹) شرح قصیدہ بردہ فارسی (۱۰) شرح قصیدہ بانت سعاد فارسی (۱۱) دری کشا لغات دری

(۱۲) دافع ہذیان قول فیصل بر قاطع برہان و ساطع برہان وغیرہ (۱۳) درۃ التاج شرح فارسی نظم منہاجات ابن حجر عسقلانی (۱۴) تذکرہ شق القمر فارسی ثبوت عقلی و نقلی شق القمر (۱۵) دلائل نبوت احمدیہ عربی و فارسی (۱۶) توریت و انجیل نظم فارسی۔ (۱۷) ارمغان در علم قافیہ (۱۸) شرح تعزیرات ہند۔ فارسی (۱۹) اردو قصیدہ خمریہ (۲۰) تاریخ مرشد آباد فارسی (۲۱) فضائل صدیقی سوانح عمری حضرت ابوبکر صدیق رض (۲۲) فضائل فاروقی سوانح عمری حضرت عمر فاروق رض (۲۳) فضائل مرتضوی حالات حضرت علی علیہ السلام (۲۴) کلمات مرتضوی ملفوظات حضرت مرتضیٰ علی رض نثر و نظم فارسی (۲۵) ترجمہ صواعق محرقہ فارسی (۲۶) قصۂ ہیر و رانجہ بطرز زلیخا ے جامی (۲۷) وزیرنامہ نظم فارسی (۲۸) مثنوی فارسی مناقب ایمہ اثنا عشر (۲۹) شرح سبعہ معلقات فارسی (۳۰) مجموعہ لغات بے نقات عربی (۳۱) شرح قصائد خاقانی (۳۲) شرح تحفۃ العراقین (۳۳) خواب مقناطیسی در علم مسمریزم (۳۴) سیاسنامہ (۳۵) رسالہ رد شیعہ (۳۶) قصیدہ کبریٰ فارسی جواب قصیدہ عظمیٰ فارسی مستقل رسالے علامۂ مرحوم کو تفسیر بیضاوی اور ہدایہ پورا ازبر تھا بیس ہزار اشعار شاہنامہ فردوسی کے زبانی یاد تھے مولانا مرحوم نے ایک وقت میں دو دو ملازمتیں کیں اور ۸۰۰ تک کی تنخواہ

پائی آپ کے بعد آپ کے فرزند رشید مولانا سید محمد غضنفر علی خاں صاحب مرحوم آپ کے صحیح جانشین تھے مگر قسمت میں ویسے نہ تھے صرف دو سو تک کی ملازمت کی۔
اور تالیف و تصانیف آپ کی بہت ہیں۔ چنانچہ تصانیف میں سے آپ کے بھی چند کتابوں کا نام بعض لکھا جاتا ہے
(۱) ترجمہ انس جلیل عربی تاریخ بیت المقدس (۲) مقامات حریری کی بے نقط شرح عربی جو سحر الکلام میں سے ضائع ہو گئی تھی (۳) ترجمہ اسکندرانی فارسی (۴) ترجمہ اسکندرانی اردو (۵) مثنوی فارسی ترجمہ الصادح والباغم نظم عربی (۶) کتاب در علم رمل (۷) مجموعہ قصائد بے نقاط عربی و فارسی اردو و غزلیات (۸) مجموعہ قصائد فارسی و اردو و مثنویات فارسی و اردو (۹) دیوان غزلیات اردو۔ اور اور تصانیف لکھنی بوجہ طوالت چھوڑ دی گئی مولانا صاحب مرحوم کی شادی انیس برس کی عمر میں اپنے رشتہ کے ماموں کی بیٹی نواب اکرام الدولہ کی پوتی سے ماہ ستمبر ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ جو مخدومہ مصنفہ دیوان ہذا کی والدہ تھیں مخدومہ کے ننھیالی بزرگ عرب سے ایران اور ایران سے ہمایوں بادشاہ جنت آرامگاہ کے ساتھ ہندوستان میں وارد ہو کر بعہد وزارت ممتاز ہوئے اور غدر تک بعزت و آبرو دلی کے رؤسا میں

شمار ہوئے۔ غدر نے جہاں بادشاہت کے نشان کھود دئے اُنکے اراکین دربار کے بھی جہاز عظمت ڈبو دیئے غدر سے کچھ عرصہ پہلے تک مخدومہ کے نانا حکیم میر احمد حسین خانصاحب مرحوم معروف بہ چھوٹے میرن صاحب کے جدامجد میر صفدر علی صاحب مخاطب بہ نواب اکرام الدولہ صفدر خاں وزارت سابقہ کے یادگار اور علم و فضل میں یکتا ے روزگار موجود تھے ان بزرگ نے غلبہ تصوف سے خود عہدۂ وزارت کو ترک کیا۔ یہ بزرگ حضرت شاہ نورالدین نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے آٹھویں پشت میں پوتے ہوتے تھے محترمہ مصنفہ دیوان ہذا کی دادی نواب میر عبدالرحیم خان خاناں کی اولاد ہیں اور آپ کی نانی بھرت پور کی سیدانی جنکا نسب بڑے پیر صاحب سے ملتا ہے۔ مخدومہ کے والدین کی شادی کے بعد ۱۲۷۸ھ ہجری میں آپ کے برادر معظم و محترم جناب مولوی سید محمد نظیر حسن خاں صاحب سخا مناظر اسلام تولد ہوئے اُنہوں نے اپنے والد مرحوم وجد مغفور اور نانا صاحب مرحوم اور دیگر علما و فضلاے عصر سے تعلیم پائی اور بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اور اجمیر شریف۔ چھاؤنی نصیر آباد۔ ریاست جاورہ۔ حیدر آباد دکن وغیرہ میں مدارس میں ہیڈ مولوی ہیڈ ماسٹر اور فارسی پروفیسر رہے آپ پر فارسیت غالب رہی

قاآنی کے پیرو ہیں - زبانوں میں عربی - فارسی - عبرانی - پہلوی -
دری - گجراتی قدرے انگریزی وژند بھی جانتے ہیں - آپ
مہاراجہ کالج میں سلسلہ تعلیم میں مولوی ہیں -
علاوہ ازیں بہت سے فنون وعلوم میں طاق ہیں - محمڈن مشنری
ومعالج طرقِ مختلفہ ہیں سنہ ۱۲۸۱ ہجری میں آپ کے دوسرے بھائی
مخدوم ومکرم مولوی سید امیر حسن خاں صاحب سہا محدث دہلوی
رونق افروز بزم ہستی ہوئے - آپ نے والد مرحوم وجد مرحوم
سے تکمیل کی اور مولانا مولوی علی احمد صاحب محدث مرحوم و
مولانا عبدالرحمن صاحب محدث ٹونک سے سند حدیث حاصل
کی آپ کو آیندہ سند حدیث عطا کرنے کے لئے بھی اجازت
ہے - طبابت آپ کا خاندانی علم ہے اسکو آپ نے اپنے
نانا صاحب مرحوم حکیم میر احمد حسین خاں صاحب دہلوی اور حکیم
برکت علی خاں صاحب مرحوم جیپوری سے حاصل کی - آپکو
قبلہ وکعبہ عارف ربانی مرشد صمدانی حضرت مولوی میر قربان علی
صاحب سے سند خلافت بھی حاصل ہے - آپ جیپور میں مدرس
وانسپکٹر مدارس رہے - ریاست ٹونک میں ہیڈ مولوی - ہاوس
ماسٹر - قایم مقام پرنسپل - نایب ناظم سائرات - قایم مقام ناظم
سائرات رہے - اسکے بعد کئی برس تک گوالیار - بڑودہ - بمبئی
وغیرہ میں مطب کرتے رہے - اب جے پور میں سپرنٹنڈنٹ

ہنڈا بھاڑہ ہیں آپ کی تصانیف میں سے اُردو ترجمہ تفسیر احمدی طبع ہوچکا ہے۔ اور ترجمہ تفسیر شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی طبع ہونیوالا ہے۔ آپ قصائد فارسی میں عرفی کے پیرو ہیں اور نثر میں ظہوری وطاہر وحید کا تتبع کرتے ہیں۔ آپ سے بعد محترمہ مصنفہ پیدا ہوئیں جنکی تاریخ پیدایش اوپر لکھی جاچکی آپ کے کئی سال بعد آپکی بہن پیدا ہوئیں جو اکثر ہنروں سے واقف عقل و تہذیب میں کامل انتظام خانہ داری سے ماہر لکھنے پڑھنے میں معذور نہیں شاعری میں مجبور نہیں اُنکی شادی نکرحی منشی سید امراؤ علی صاحب سے ہوئی جو نواب بدن پورہ کے بھانجے ہیں۔

مختصر حالات مصنفہ مکرمہ

آپ قدرتی طور پر نہایت ذہین* واقع ہوئی ہیں جب آپ چھ برس کی تھے سال میں شروع ہوئی تھیں جب آپ کے دادا صاحب چاندی کے حروف بنے ہوئے آپ کے بھائیوں کو دکھا رہے تھے آپ بار بار کہتی تھیں کہ ابا جان الف کیا ہوتا ہے اُنہوں نے الف آگے رکھدیا اور فرمایا کہ یہ الف ہے اُسپر آپ نے کہا یہ تو چاندی ہے الف بتائیے کیا ہوا اسکا مطلب کیا ہے اُسپر آپ کے دادا صاحب نے فرمایا کہ یہ لڑکی نہایت عقلمند اور ذہین ہوگی اور پھر دیر تک طرح طرح سے سمجھاتے رہے۔

انہی دنوں میں دوپہر کے وقت سب سوئے تھے صرف آپکی بڑی اناّ اور مغلانی بیٹھی تھیں آپ دالان میں بیٹھی کھیل رہی تھیں ایک سیاہ سانپ تخمیناً دو گز دراز کونے میں بیٹھا تھا آپ کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی چھجلی تھی اُسکو سانپ پر پھیر کر کہا کہ بھائی ہتیا کھاسے گا بھائی ہمارا پٹیے گا سانپ سر اُٹھا کر پھن ہلاتا تھا اور پھر دیوار پر رکھ لیتا تھا پھر آپ چھجلی پھیرنے لگتی تھیں اور وہی الفاظ دُہراتی تھیں اتنے میں آپکی والدہ کی نظر پڑی وہ گھبرا کر چیخنے لگیں سب گھر والے آگئے آپکی نانی صاحبہ نے جلدی سے گود میں اُٹھالیا آپکے دادا صاحب جب سہ پہر کو گھر میں آئے یہ سنکر بہت کچھ صدقہ وخیرات کیا اور فرمایا بیٹا تجھے ہاؤ سے ڈر نہیں لگا اُسپر کہا کہ ابا جان مجھے تو اچھا معلوم ہوا دادا صاحب نے فرمایا کہ اگر کاٹ کھاتا تو کیا کرتی کہا کہ میں بھی کاٹ کھاتی اُسپر وہ مسکرا کر کہنے لگے کہ شاباش ڈر کی بات کچھ نہیں ہے ڈرنا نہیں چاہیئے بچنا چاہیئے اسکے بعد فرمایا کہ یہ میری خوش نصیب بہادر لڑکی ہوگی نورجہاں بیگم کی طرح سانپ نے اسکی بھی حفاظت کی ہے۔

تعلیم کا بیان

بعد تقریب رسم بسم اللہ آپکو پڑھنے بٹھایا تو پہلے دن تختی الف بے کی پہچاننے کے بعد ہر روز ایک تختی بے تکلف آپ سنا دیا کرتیں

بہت جلد قاعدہ ختم کرکے قرآن شریف پڑھنے لگیں سوا دو سیپارہ
پڑھکر سارا قرآن شریف فرفر پڑھنے لگیں سارے کلام پاک کو
سبق کے طور پر آپ کو پڑھنے کی ضرورت ہی نہوئی آجتک خدا کے
فضل سے روز تلاوت کرتی ہیں قرآن کریم ختم ہونے کے بعد کچھہ
عرصہ تک آپکی والدہ صاحبہ نے پڑہانے کی طرف توجہہ نکی مگر آپ
خودہی کتابیں دیکھتیں اور ورق گردانی کیا کرتیں اور باریک کاغذ
کتاب پر رکھکر اُسپر لکھتیں کتاب کا خاکا کھینچا کرتیں ایک روز ایک
کتاب کا خاکا اُتارکر اپنے بڑے بھائی کو دکھاکر کہا کہ بھائی جان
دیکھئیے مجھے لکھنا آگیا وہ دیکھکر خوش ہوکر فرمانے لگے کہ اسکو
پڑھو تو اُسپر یہ کہا کہ مجھے پڑھنا نہیں آیا صرف لکھنا آیا ہے اپر
آپکے بڑے بھائی قبلہ نے ہنسکر فرمایا کہ اچھا ہم تمہیں پڑھنا
سکھادینگے اُسی دن سے کوئی چھوٹی سی اُردو کی کتاب شروع
کرادی اُس کتاب کا ڈیڑہ صفحہ پڑہا کہ پھر حکایات الصالحین شروع
کرادی اسکا بھی ڈیڑہ صفحہ پڑہا تھا کہ پھر کسی سبب سے پڑہنا
موقوف ہوگیا مگر آپ برابر کتابیں دیکھتی رہیں یہانتک کہ اُردو
کی ہر کتاب اچھی طرح پڑھنے لگیں خطوط بھی صاف صاف لکھے
ہوے پڑہ لیتیں اور ضرورت کے لایق لکھ بھی لیتیں تھیں اپنے
مردوں میں سے جو مل گیا خطوط پر اصلاح لیلی حتیٰ کہ اچھی طرح
خط کتابت کرنے لگیں چودہویں سال آپکے نانا صاحب مرحوم نے

فارسی شروع کرادی بعد تکمیل فارسی طب شروع کرادی آپ کے
نانا صاحب مطب میں سے دو چار بیمار عورتوں کو ساتھ زنانہ
میں لاکر آپ کو قارورہ دکھاتے نبض دکھا کر کیفیت بیان کرتے
ہر بات بتاتے نسخہ لکھواتے اور پھر چند روز بعد آپ سے نبض
قارورہ دکھا کر سوال کرتے نسخہ تجویز کرا کے دیکھتے خوش ہوتے
اور بہت تعریف کرتے اصلاح کے موقع پر اصلاح کرتے اسکے
بعد آپ کو علم قیافہ و علم تعبیر کا شوق ہوا اور اسمیں بیحد انہماک ہو گیا
جو ینندہ یابندہ کی مثل اصل ہوئی خدا نے خاص طور پر آپ کو یہ
دونوں علوم عطا فرمائے چنانچہ تعبیر کا یہ حال ہے کہ تعبیر نامہ
دیکھنے کی حاجت نہیں آپ نے اصول سمجھ لئے ہیں جو تعبیر بتاتی
ہیں وہی ٹھیک ہوتی ہے اور سارے کنبہ کے مرد و عورت آپ سے
خواب کہتے اور تعبیر لیتے ہیں حتیٰ کہ آپکے عالم فاضل بھائی تک بھی
اور آپکے والد اور آپکے شوہر جناب قبلہ میر قربان علی صاحب
مرحوم بھی آپ ہی سے خواب کہکر تعبیر دریافت کیا کرتے تھے۔
آپکے شوہر کے مریدوں کے جتنے خواب ہوتے وہ سب کی
تعبیر آپ سے ہی دریافت کر کے تحریری ہوں یا تقریری جواب
دیا کرتے تھے۔ قیافہ کا یہ حال ہے کہ کبھی آواز سنکر یا محض
ذکر سنکر جس کسی کی نسبت مزاج عادات کے بارہ میں جو حکم لگا دیا
کبھی خطا نہ ہوا انسان کی صورت دیکھکر اسقدر حال بیان کر دیتی ہیں

کہ حیرت ہو جاتی ہے اُسمیں غلطی کبھی اتفاقی ہوئی ہوگی جو میرے
حافظہ سے باہر ہے اور اسمیں آزمائش کے طور پر آپ سے
لوگوں نے گھر والوں نے بارہا دریافت کیا اور صحیح پایا چنانچہ
آپکے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ وکعبہ مولانا سید امیر حسن صاحب
سہا فرمانے لگے کہ بوا نعوذ باللہ کیا تمپر وحی نازل ہونے لگی ہے
جو کہتی ہو بالکل ٹھیک ہوتا ہے اور پھر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ تمہارے
پاس کیا ذریعہ ہے جس سے تمہیں ایسا صحیح معلوم ہو جاتا ہے جو
اوروں کی عقلوں کے خلاف ہوتا ہے ناواقف تو بہت سے
نجوم کا گمان کرتے ہیں مگر میں تو خود نجومی ہوں تمہاری اور نجوم کی
حقیقت سے واقف ہوں مگر تمہاری عقل میں صحیح پیمانہ پر بات
آجانے کی حقیقت معلوم نہیں آپ نے کہا کہ بھائی جان قیاس
سے عرض کرتی ہوں خدا کا فضل شامل حال ہے وہ قیاس ٹھیک
قایم کراتا ہے۔ نجوم و رمل تھوڑی سی آپ نے اپنے والد سے
حاصل کی۔ بندوق۔ تپنچہ لگانا اعلےٰ پیمانہ پر نشانہ لگانے میں گھوڑ
پر چڑھنا آپ نے اپنے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سہا سے سیکھا
باوجود تمام علمی مشاغل کے کبھی کار خانہ داری سے غافل نہوئیں
آپ خانہ داری میں اعلےٰ درجہ پر منتظم و ہنرداں ہیں۔ سینا۔ ہر طرح
کا مردانہ زنانہ لباس قطع کرنا بہت سے قسم کا گوٹے ٹھپہ کا ٹانکنا
بہت قسم کا کاڑھنا اور کھانا پکانے میں اسدرجہ کامل ہیں کہ بیسیوں

قسم کے نئے نئے کھانے پکانے جانتی ہیں۔ ادنےٰ کھانے سے اعلےٰ کھانے تک میں عاجز نہیں اور سب کا آب و نمک درست ہوتا ہے ہر کھانا آپکے ہاتھ کا اور اچار مربے چٹنیاں وغیرہ لذیذ ہوتے ہیں اکثر فنون آپ نے اپنے بڑے بھائی صاحب قبلہ وکعبہ سخا صاحب سے سیکھے ہیں۔ کاغذ کے۔ بر نجی تاروں کے پھول پتے۔ ہار۔ گلدستہ۔ اور اور بہت سے ہنر سب قبلہ سخا صاحب سے ہی حاصل کئے ہیں کئی کتابیں آپ کی تصنیف ہیں جو بعض مطبوعہ و بعض غیر مطبوعہ و بعض علالت کی وجہ سے نا تمام ہیں۔

تصانیف کے نام حسب ذیل ہیں

رسالہ صلاح والدین مطبوعہ۔ اخلاق محسنی کا ترجمہ۔ سفرنامہ حجاز رسالہ طب موسوم بہ علاج المرضا بالماء والغذا۔ اور اور مضامین کے بھی چھوٹے کئی رسالہ ہیں کچھہ تمام و کچھہ ناتمام۔

مخدومہ اخلاق مجسم ہیں بے انتہا مہمان نواز اپنی جان کو جان نہیں سمجھتیں اسقدر میز بانی میں مصروف ہو جاتی ہیں کہ سب حیرت کرتی ہیں ہر شخص کی خاطر و توقیر اسکے حق سے زیادہ ملحوظ رکھتی ہیں بڑوں کا بیحد ادب کرتی ہیں اور نیاز سے پیش آتی ہیں اور چھوٹوں پر نہایت شفقت و محبت انہی اسباب سے جس کسی نے آپ کو دیکھا اور جو بیویاں ملیں اُنمیں سے اکثر نے یہی کہا کہ ہم نے آجتک ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ اتنی خوبیاں جسمیں موجود ہوں۔ دشمن تک بھی

آپکی خوبیوں کے معترف ہیں۔ میکے اور سسرال کے سب کنبہ والے آپکو انتہا سے عزت و محبت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ باوجود شوق علم و ہنر اور کثیر المشاغل ہونے کے کبھی آپ روزہ نماز سے غافل نہوئیں تصوف کا ہمیشہ آپ کو شوق رہا آپ کو اپنے شوہر قبلہ و کعبہ سالک مسلک طریقت ہادی راہ ہدایت شیخ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ مولوی سید قربانعلی صاحب مرحوم مغفور رئیس آگرہ و سابق ممبر کونسل ریاست جے پور سے بیعت ہے انہی سے تمام مسائل تصوف رات دن دریافت کرتی رہتی تھیں اور مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ آپ نے سبقاً سبقاً پڑھی۔

مخدومہ کے سسرال کی حالات

حضرت مرشدنا اس پایۂ کے درویش تھے کہ بیسیوں شہر دیکھے ہندوستان سے لیکر عرب تک کی زیارت کی مگر نہ ویسی کسی کی باثر توجہ دیکھی نہ ایسا کوئی درویش دیکھا امیری میں فقیری و نفس کشی بہت دشوار ہے۔ خداداد حصہ بہت کم ملتا ہے۔ سچ ہے

الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات

حضرت کو مثنوی کا نہایت شوق تھا ہمیشہ اپنے گھر میں باصرار مخدومہ سے پڑھوا کر سنتے اور نہایت خوش ہوتے آپکو خدا نے

جیسی حسین صورت عطا فرمائی تھی ویسے ہی اوصاف حمیدہ واخلاق
پسندیدہ بھی قدرت کے فیاض ہاتھوں سے بافراط عنایت ہوئے
تھے آپ نے کبھی جوانی میں شاعری بھی فرمائی تھی نسیم تخلص فرماتے
تھے۔ اب بھی اُردو فارسی کے اشعار ہزارہا آپ کو یاد تھے ہمیشہ
آپ سے نئے نئے اشعار سنکر تعجب ہوتا تھا کہ حافظہ کس قدر
باوجود ضعیفی کے اچھا قوی ہے خود تو شاعری چھوڑ دی تھی مگر
مخدومہ سے ہمیشہ طرح دیکر غزلیں لکھواتے تھے نہایت سخن فہم
شیریں سخن آپ کے اشعار پڑھنے میں نہایت متانت و نرمی تھی
علاوہ ازیں ایک آن ایسی تھی کہ سننے والوں کو محویت ہوجاتی تھی
حضرت قبلہ عالم بخاری سید تھے حضرت سید جلال الدین حیدر سرخ
بخاریؒ کی اولاد سے ہیں جناب والا شاہان مغلیہ کے وقت میں
بخارا سے دہلی تشریف لائے اور نہایت اعزاز سے ایک
عرصہ تک مقیم رہے حتیٰ کہ حضرت مرشدنا کے دادا میر ذوالفقار علی
صاحب نے دہلی چھوڑ کر لکھنؤ میں سکونت اختیار کرلی مگر آپکے
والد میر فتح علی صاحب نے لکھنؤ کی رسالداری ترک کرکے
کول چلے آئے کول علی گڈھ کے قریب قصبہ اترولی میں سادات
واسطے میں شادی کرکے قصبۂ مذکور میں قیام کرلیا حضرت قبلۂ
کعبہ پھاگن سدی دسویں ۱۸۷۳ء میں بمقام قصبۂ اترولی تولد ہوئے
بعد تربیت و تعلیم مختلف ملازمتیں کرکے آگرہ میں وکالت کرنے لگے

اور آگرہ میں جائداد اکثیر خرید کر توطن کر لیا چونکہ نواب سر فیض علیخاں صاحب بہادر رئیس مکرم وزیر اعظم جے پور خلد نشین سے گھرے پرانے تعلقات قلبی طرفین سے محبتیں تھیں اور قدیمی نواب صاحب کے نمکخوار بھی تھے نواب صاحب بالقابہ نے بڑے مہاراجہ صاحب سری حضور سے ملاقات کرائی سری حضور بالقابہ اور نواب صاحب کے باصرار فرمانے سے جے پور میں پہلے ایجنٹی کے میر منشی ہوے پھر ممبر کونسل ہوے پھر نواب صاحب کے بعد چند روز وزارت کا کام کیا۔ بعد سری حضور کے چونکہ ضعیف تھے اور غلبۂ تصوف سے کار دنیوی ناگوار تھا پنشن لیلی بعد حج و زیارت مدینہ منورہ گوشہ نشینی و یاد الٰہی میں عمر بسر کی قبلہ عالم کے پہلی بیوی صاحبہ مرحومہ سے ایک صاحبزادہ مخدوم مکرم مولوی سید عبد الرحمن صاحب دام مجدہم منتظم راہداری ریاست جے پور ہیں جو لیاقت کے ماہتاب الفاظ و پرہیزگاری کے آفتاب اپنے والد ماجد کے خلیفہ و جانشین ہیں متین وامین۔ کریم و متواضع۔ کنبہ پرور۔ خلیق۔ مہماں نواز۔ آپ مخدومہ سے دلی ہمدردی محبت و تعظیم تکریم سے پیش آتے ہیں جسپر مخدومہ نہایت خوش و شکرگزار ہیں۔ حضرت منتظم صاحب کے چار صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادہ جو ۱۳۰۲ھ میں پیدا ہوے راقم کے ٹھیک ہمسن ہیں مولوی سید انوار الرحمن نام ہے بسمل تخلص کرتے ہیں ریاست میں نایب ناظم ہیں جوان صالح

لئیق و سعید۔ ذی علم عقیل فہیم۔ شاعر نازک خیال منتظم۔ امین۔
مخدومہ کو اپنی دادی نہیں حقیقی والدہ کی جگہہ جانتے ہیں اور
مخدومہ بھی بے انتہا اپنے پوتے و صاحبزادہ صاحب سے قلبی محبت
رکھتی ہیں اور ہر دم خوشنودی کے خواہاں رہتے ہیں حضرت قبلہ عالم
مرحوم سے قریب سارے کنبہ کو بیعت ہے حضرت کی
دو صاحبزادیاں بھی تھیں بڑی صاحبزادی بفضلہ تعالےٰ بقید حیات
ہیں اہلیہ میر محمد شفیع صاحب کپتان مرحوم آپ کے دو فرزند
ہیں سید وصی احمد و سید آل احمد اور چھوٹی صاحبزادی اہلیہ
ناظم مقدس علی صاحب افسوس کہ اُن کا انتقال ۱۹۱۰ء میں
بماہ ذیقعدہ ہوگیا۔ مرحومہ کے دو صاحبزادیاں ہیں بڑی اہلیہ
مولوی سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے
حالات کا جداگانہ تذکرہ بھائی مولوی سید انوار الرحمٰن صاحب
نے طبع کرالیا ہے اسلئے مجمل حالات لکھے گئے۔ ایک روز
مخدومہ نے حضرت قبلہ سے عرض کیا کہ اترولی میں اپنے
پیر و مرشد حضرت عبد الصمد خاں صاحب رحمت کی مجھے بھی
زیارت کرا دیجئے حضرت نے فرمایا کہ خالی زیارت کیا کرو گے
اُن کی شان میں اگر قصیدہ کہو تو زیارت کرا دیں مخدومہ نے
فوراً قصیدہ کہا دوسرے دن صاف کر کے قصیدہ سنا دیا
آپ قصیدہ سُنکر بہت خوش ہوئے بھائی سید انوار الرحمٰن صاحب حسرت

کو بلا کر فرمایا تم یہ قصیدہ سنو اور اپنی دادی اماں کو
حضور کے مزار پر اترولی لیجاؤ۔ چنانچہ مخدومہ نے اترولی جاکر
مزار مبارک پر حاضر ہو کر قصیدہ پڑھا عجیب کیفیت طاری ہوئی
جو بیان سے باہر ہے اترولی سے واپس آنے پر حضرت قبلہ
نے اُس قصیدہ کو پیسہ اخبار میں طبع کرا دیا۔ مخدومہ اگرچہ عمر بھر
طرح طرح کے صدمات میں مبتلا رہتی ہیں اگر آپ کی سوانح عمری
پوری لکھی جائے تو سراپا درد ہو مگر بایں ہمہ خوش مزاج تبسم
چہرہ ادب و تہذیب شرم و حیا کا پہلو لئے ہوئے لطیفہ گوئی
حاضر جوابی و مذاق کرتی رہتی ہیں۔ حضرت قبلہ بھی خوش مزاج
تبسم چہرہ و لطیفہ سنج تھے۔ ایک روز مخدومہ نہا کر کمرے میں
آکر کھڑی ہوئیں حضرت قبلہ باہر سے آکر دوپہر کو لیٹنے کے لئے
انگرکھے کے بند کھول رہے تھے مخدومہ کی طرف دیکھکر فرمایا

چو زلف را کشادی تاریک شد جہانے — اکنون فتادہ شام غریباں کجا روند

اسکے جواب میں فوراً مخدومہ نے پڑھا۔

خدا را انگار نازنیں بند قبا وا کن — تکلف برطرف لخت درآغوش دلم جا کن

اسپر حضرت بہت خوش ہوئے ایک روز مخدومہ حسب عادت
تسبیح پڑھ رہی تھیں اب بھی اکثر تسبیح پڑھتی رہتی ہیں اور باوضو
رہتی ہیں قبلہ عالم تو ہر وقت ہی باوضو رہتے تھے۔ حضرت نے فرمایا

برزباں تسبیح و در دل گاؤ خر — ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

اسکے جواب میں مخدومہ نے کہا۔

نصیب ماست بہشت اے خداشناس برو — کہ مستحق کرامت گناہگارانند

ایسے لطیفہ گھر میں رات دن سیکڑوں حضرت کی زندگی میں ہوتے تھے جنمیں سے بطریق نمونہ یہ دو لکھے گئے۔ مخدومہ کے ایک ملنے والے نے اپنے رقعہ میں منجملہ بہت سی تعریفوں کے ایک یہ شعر لکھا تھا جو راقم کو پسند آیا اور یہ صحیح معلوم ہوا۔

شوخی میں تمکنت ہے تو ہیں نازمیں نیاز — تعلیم تمنے پائی ہے اچھے ادیب سے

مخدومہ کے والد صاحب نے ایک روز فرمایا کہ نواب صاحب والی ٹونک بالقابہ کے سالگرہ کا قصیدہ ہمنے لکھا ہے تم بھی لکھو دیکھیں تم کیسا لکھتی ہو حسب ارشاد آپ نے قصیدہ لکھکر آٹھویں روز ڈرتے ڈرتے شرم سے سر جھکا کر جلکے سی اپنے والد کے آگے رکھدیا۔ اُنہوں نے دیکھا اصلاح کے موقع پر اصلاح کی جب اس شعر پر آئے تو۔

ہر اک گرہ میں ہو عمر ابد کا سیر آ — رہے تو زندگی جاوداں سے برخوردار

بہت خوش ہوکر فرمایا کہ یہ بیٹی نہیں ہے بیٹا ہے خدا کا شکر ہے کیا اچھا کلام ہے اگر میرے ہاتھ میں عمر بھر قلم رہے اور یہ قصیدہ تو صاد ہی کئے جاؤں۔

مرشدنا حضرت قبلہ وکعبہ نے ۱۳۲۵ھ ہجری میں اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ آپ کے انتقال کے تیسرے سال

۱۹۰۹ء ۱۲۔ اکتوبر مطابق ۲۶۔ رمضان ۱۳۲۷ھ ہجری مخدومہ نے
بحالت سخت علالت عزم سفر حج کیا گو سب ایسی علالت کی حالت
میں منع کرتے تھے اور صحت کے انتظار کے سب متقاضی تھے
اور سب یہی کہتے تھے کہ یہ ارادہ ہمت سے بالاتر ہے مگر چونکہ
مخدومہ کو امید زندگی نہ رہی تھی اس وجہ سے باصرار چلنے کو کہتی تھیں
آخر گود میں لیکر سواری میں بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے
ڈالا۔ ریل میں راقم نے گود میں لیکر لٹایا غرض ایسی حالت
میں روانہ ہوگئیں اپنے کنبہ کے ہمراہی کی وجہ سے کوئی تکلیف
نہوئی۔ مولانا قبلہ بڑے ماموں صاحب جناب سنّی۔ اُنکی اہلیہ صاحبہ
مخدومہ کی چھوٹی بہن۔ اور انکی چار سالہ لڑکی ڈیڑھ سالہ لڑکا
خالو ابا صاحب و بھائی صاحب مولوی سید انوار الرحمن بسمل و
راقم و مخدومہ کی بہو میری اہلیہ علاوہ ان گھر والوں کے خدمتی
لوگ تھے سب کے ہمسفر ہونے سے آرام سے سفر مبارک
پورا ہوگیا۔ یہاں باوجود علاج کے بھی صحت سے ناامیدی تھی
خدا نے اپنے فضل سے مخدومہ کو غیر معمولی اس مبارک سفر
میں صحت و طاقت عطا فرمائی بعد زیارت حرمین شریفین و شرف
حج و عمرہ ہندوستان میں بخیریت واپس آنے پر چونکہ مخدومہ
کو تصوف و زیارت مقابر کا بہت شوق ہے ہندوستان
کے بہت سے مزارات کی زیارات کیں۔

وجہہ طبع دیوان ہذا

جسطرح آپ کو ہمیشہ پڑھنے کا شوق رہا ہے حتیٰ کہ قبلۂ عالم کے چہلم کے روز آپ کی عربی کی ایک کتاب جو بھائی سید انوار الرحمٰن صاحب سے پڑھتی تھیں ختم ہوئی ہے اُسکے بعد افکار و امراض کی وجہ سے اور کتاب شروع نکر سکیں جسکا ہمیشہ افسوس کرتی ہیں۔ اسیطرح بچپن سے آپ کو شاعری کا بھی شوق رہا ہے جب میں نے دیکھا کہ آپ کا کلام شوقیہ کہتے کہتے کثرت سے جمع ہوگیا ہے اور تلف ہوجانے کا بھی خوف ہے جیسے بہت سا ہوچکا ہے طبع کرانے میں حفاظت بھی ہو جائیگی اور ترتیب بھی ہوجائیگی۔ اِدھر میرے دوستوں نے مجھپر تقاضہ اور اصرار کرنا شروع کیا کہ اپنی والدہ کا کلام طبع کرالو اسپر میں نے ایک روز مخدومہ سے عرض کیا کہ تقریباً محض آپ کی غزلیں تین سو موجود ہیں ردیف کی اتمام کے لئے چند ہی غزلیں آپکو اور کہنی ہونگی اگر آپ یہ کہدیں تو دیوان کی صورت میں آپکا کلام طبع کرالیں تاکہ محفوظ ہوجاے دوست احباب بھی مجبور کر رہے ہیں اور میرا دل بھی بہت چاہتا ہے۔ اُسکے جواب میں فرمایا کہ مستورات کا کلام چھپنا نہیں چاہیئے کیونکہ مستورات کے

یعنی پوشیدہ کے ہیں پوشیدگی کا مقتضا بھی یہی ہے کہ صورت آواز۔ کلام سب کچھ پوشیدہ رہے۔ میں نے عرض کیا کہ بالکل سچا فرمایا مگر ہر عمر کا مقتضا جدا ہے آپ کی عمر تو قریب قریب شرعاً پردہ اُٹھ جانے کے ہے۔ دوسرے اظہار کلام تو شرعاً منع نہیں حضرت بیوی فاطمہ اور حضرت عایشہ صدیقہ اور حضرت بیوی زینب و بیوی کلثوم و بیوی سکینہ رضی اللہ عنہما کا نثر و نظم موجود ہے اُسسے زیادہ عزت و عصمت کسکی ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت قبلہ نے خود آپ کا قصیدہ طبع کرا دیا تھا۔ مخدومہ نے فرمایا کہ دوسری بات یہ ہے کہ میں ایک جاہل عورت ہوں دو حرف پڑھ لینے سے عقل کا نقص یا جہالت کا داغ مٹ نہیں سکتا اپنا دل بہلانے کو جو چاہا کہہ لیا اپنے کنبہ کے محبت کرنیوالوں نے سُن کر محبت و اخلاص سے واہ واہ کہدیا یا جاہل بیویوں نے بہت سی داد دیدی تو کیا ہے من آنم کہ من دانم۔ زنانی دنیا میں عموماً جہالت ہے اُسمیں اتنے کہنے والے کو غنیمت سمجھیں بھی تو کیا تعجب و قابل اطمینان ہوسکتا ہے۔

شعر

میاں ناسخ دیار لکھنؤ میں — مگر ہاں پر بیوں میں خوش بیاں ہیں

جن دنوں میں طبع دیوان ہذا کا میں اصرار کر رہا تھا اُن ہی دنوں میں مخدومہ کے چند ملنے والی معزز خاندان کی لکھی پڑھی بیبیاں نواب زادیاں بھی یہی اصرار کرتی تھیں کہ آپ کا دیوان

طبیع ہونا چاہیئے۔ بھائی سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل بھی گئی بار وقتاً فوقتاً مصر ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے جو کچھ شوقیہ ابتک کہا اُس میں سے بہت ایسا بھی ہے جسکو کسی نے ابتک نہیں دیکھا عروض میں جو کچھ پڑھا اپنے بڑے بھائی صاحب قبلہ سے پڑھا اکثر اُن ہی سے اصلاح لی کبھی چھوٹے بھائی جان قبلہ سے بھی اصلاح لی کبھی ابا جان سے لی کبھی شرم کی وجہ سے یا تکلیف دینے کے لحاظ سے نہ دکھا سکی یا میری شاعری کے انہماک سے دیکھا کہ دونوں بھائی صاحبان ناخوش ہیں تو مُنہہ نہ پڑا کہ انکو دکھاتی۔ اِن اِن اسباب سے تمام وکمال کلام میرا مردوں کا دیکھا ہوا نہیں ہے اور برخوردار میاں سید انوار الرحمٰن صاحب دیکھیں اُنکی عدیم الفرصتی سے یہ امید نہیں ہے اگرچہ بعد انکساری الفاظ کے برادر مذکور نے اقرار بھی کیا مگر بوجہہ اور اور مشاغل ملازمت وتصوف وغیرہ کے وہ بھی نہ دیکھ سکے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ خود نظر ثانی کرلیں آپ کا کلام ہیچ کے قابل نہیں ہے اور یوں تو قرآن شریف میں اللہ تعالے فرماتا ہے **فضلنا بعضکم علی بعض**۔ جب ایک پر دوسرے کو فضیلت ہے تو پھر اپنے سے بہتر کے خوف سے دنیا میں کوئی بھی قلم نہ اُٹھائے آپکے عذر کا جواب خود آپ کی رباعی دے رہی ہے۔ رباعی

ہر دشت میں ہو خاک شفا ممکن ہے ہر شعلہ میں ہو نور الٰہی دشوار ہے	ہر بحر میں ہو آب بقا ممکن ہے ہر شعر ہو لاجواب ناممکن ہے

غرض میرے اور بھائی سید انوار الرحمٰن صاحب بسمل کے اصرار سے التماس کو قبول فرما کر یہ جواب دیا کہ میں اپنے ورثا سے پہلے تذکرہ کر کے جواب دونگی تم دونوں ابھی نوعمر و ناتجربہ کار ہو جو عورت اپنے مردوں کے خلاف کرتی ہے وہ ہمیشہ خسر الدنیاء والآخرہ میں رہتی ہے۔ اسکے بعد آپ نے ہم دونوں کے اصرار کا ذکر اور اپنے ارادہ کا سب کی مرضی پر منحصر ہونا بیان کیا مخدومی صاحبزادہ صاحب نے مجھ سے مخالفت کی اور آپکے چھوٹے بھائی صاحب قبلہ سہا صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو شاعری سے نفرت ہو گئی شاعری کا ذکر بھی مجھے تو پسند نہیں اور آپکے بڑے بھائی صاحب قبلہ سخا نے فرمایا کہ بہت مرتبہ ہمنے تمہیں اصلاح دی عروض و قافیہ پڑھایا اور بہت دفعہ تمہارا انہماک شاعری برا بھی معلوم ہوا مگر جب اتنا کلام جمع ہو گیا تو ہمت باندھکر مکمل کر کے ضرور طبع کرالو اسمیں میرے نزدیک کچھ بھی حرج نہیں ہے ہر عمر کا مقتضا جدا ہوتا ہے بلکہ تم اپنی کل تصانیف مکمل کر کے طبع کرالو تم اپنا دیوان بلکہ جو نظم ملے سب ترتیب دے لو میں سب کو اپنے قلم سے صاف کر دونگا پھر کاتب کو دیدیا جائیگا آپ کی اس

خورد نوازی سے مخدومہ کی ہمت بھی بڑہی گو سب کو بنظر اصلاح دیکھنے کا وعدہ فرمایا تھا مگر عدیم الفرصتی او برادرا سباب سے آپ دیکھ نہ سکے خود مخدومہ نے ضروری غزلیں کہکر پہلی غزلیں چھانٹ کر نظر ثانی شروع کر دی آپ نے اپنے بڑے بھائی صاحب سے کہا کہ برائے برکت و رونق میرے کلیات کے لئے پانچ غزلیں عنایت فرمائیے قبلہ ماموں صاحب نے فرمایا کہ نہایت خوشی سے پھر پانچ غزلیں اور ایک نظم دی مخدومہ نے مجھسے فرمایا کہ تم دیباچہ میں اسکو بھی ظاہر کر دو اور انکا بھیجنا حوالۂ ناظرین کرو آپ رات کو دو۔ دو۔ تین تین بجے تک دیوان کے کام میں مشغول رہیں۔ میں تھوڑا سا یہ دیباچہ بھی لکھ چکا تھا تھوڑا سا حصہ دیوان کا مطبع میں جا چکا تھا۔ بدقسمتی سے نویں ذیحجہ دسویں شب کو ۱۳۳۲ھ یکایک خلاف توقع میوقت آپکی چھوٹی بہن کا دن بھر ہیضہ میں تڑپ کر انتقال ہوگیا اور آپ کو اس صدمۂ جانکاہ سے زندگی وبال ہوگئی۔ پندرہ برس پہلے سے آپ بیماریوں کی تکالیف برداشت کر رہی تھیں گو نہایت مستقل و باہمت رہیں آلام و امراض سے استقدر مردانہ وار مقابلہ کرتی رہیں اور ہمیشہ ہنسکر ہر تکلیف کو گذارا مرض میں کراہنا تک بھی آپ کو پسند نہ تھا بہت شدت پر آپ تھوڑی کراہتی ہیں مگر آخر ضبط و استقلال کی حد ہوتی ہے

کم غذا ناتواں اُسپر بہن کی موت کا صدمہ اور بہن بھی چھوٹی
و جاں نثار جنکو عاشق کہنا بھی بجا ہوگا اور معشوق بہن بھی کہنا
بجا ہوگا۔ زمانہ اس محبت کو تعجب کی نظروں سے دیکھتا تھا
مجھے اپنی اولاد سے زیادہ چاہتی تھیں۔ خدا اُنکو گلزار جناں میں
جگہہ دے اور ہم سب کو صبر عطا فرماے آمین۔

اس صدمۂ جانکاہ سے والدہ صاحبہ کی حالت سخت خراب
ہوگئی۔ زندگی کی امید نرہی اللہ اللہ کرکے مدت میں آپکی طبیعت
سنبھلی مگر دیوان کے کام کے قابل ابھی تک بھی حالت درست
نہیں ہے آخر بھائی سید انوار الرحمن صاحب نے جس حالت میں
دیوان تھا کل مطبع بھیجدیا۔ آپ اکثر فرماتی رہتی ہیں کہ گو مجھے
بڑے بڑے صدمات پہونچے مگر اس صدمۂ جانکاہ نے کہیں کا نرکھا

زندہ ہوں مگر بیکار زندگی سخت جانی ہے۔

بیاموزد کسے از ما طریق زندگانی را کہ عمر جاوداں کردیم نام این سخت جانی را

اللہ تعالے اُن نخل بہشتی کو صحن جناں میں ثمرات رحمت و غفران
سے بارور کرے اور ہم سب مبتلاے ہجوم و غموم کے دامن
دل کو گوہر صبر سے مالامال فرمائے۔ یہ کلیات بعض کی نظر میں
ہتک آمیز بات ہے۔ بعض خیال میں نسوانی کرامات ہے مگر
اُن حضرات کو مخدرات اہلبیت کی خطبہ خوانی صفحات تاریخ میں
دیکھنی چاہیں۔ عہد صحابہ کرام و زمانہ تابعین و دور بنی امیہ

و دورِ خلفائے عباسیہ اور اُسکے بعد خاندان شاہی و دودمان شرفا ہیں اور اب سے کچھہ پہلے قرۃ العین طاہرہ وغیرہ وغیرہ کے حالات موجود ہیں۔ مخدومہ نے بعض فارسی اشعار کا ترجمہ بھی کیا ہے تاکہ ایک زبان کا خیال دوسری زبان میں آئے مگر بعض کم نظر اسکو سرقہ جانتے ہیں۔ حالانکہ گلستاں کے فقرات بیشتر عربی علم ادب کے کتب کا ترجمہ ہیں اور قرآن و حدیث سے ماخوذ۔ حدیث شریف میں ہے الغناء غنی النفس سعدی رح کہتے ہیں تونگری بدل است نہ بمال۔ ذرا سے تغیر سے حدیث شریف کا ترجمہ ہے۔ ایسی ایسی ہزاروں مثال موجود ہیں۔

بہت مقام پر مخدومہ نے پابندی مضامین کے سبب غلط مضامین کو غلط جانکر باندھا ہے مثلاً گاؤ زمین یا قاف کا گرد زمین ہونا۔ اور جگہہ جگہہ آیات و احادیث کا اقتباس تلمیحاً کیا ہے۔ رباعیات میں بہت کچھہ نصیحت آمیز مضمون سے کام لیا ہے۔ خدا اس کلیات کو مقبول خاص و عام فرمائے اور مخدومہ کو ہم سب چھوٹوں کے سر پر سایہ گستر رکھے۔ آمین۔

راقم بندہ سید مشتاق حسین مشتاق عفی عنہ

جے پور مورخہ ۱۷۔ اپریل سنہ ۱۹۱۵ء

دیباچہ

مجھے آتا ہے رونا اہل عالم کی مصیبت پر
کہ نادانی یہاں دانائی ہے دانائی نادانی
یہانتک بے سبب مرعوب ہیں لفظ قدامت سے
پرانے کفر کو بھی لوگ کہتے ہیں مسلمانی

جہاں قدامت پرستی کے سبب سے اور تمام آسائیشی اور آرائیشی چیزوں میں ترمیم اہل ملک نے حرام سمجھ لی ہے - اُسی طرح انشا پردازی اور شاعری میں بھی قدما سے ادنا تجاوز خرق اجماع بمنزلہ کفر سمجھا جاتا ہے مگر زمانہ نے بہلی کی جگہہ بگھی اور ریل گھوڑے کے بجاے بائیسکل اور موٹر - چراغ کے عوض لیمپ - ستار کے قائم مقام ہارمونیم - انگرکھے کی شیروانی سکوافشرہ کی لذت لیمونیڈ کو دی ہے شاعری میں بھی رفتہ رفتہ ترمیم کی اور اسکے اجتہاد کا سہرا ہمارے دور کے ملٹن اور شیکسپیر ملک حضرت شمس العلما مولانا حالی مدظلہ کے سر ہے اُنکے بعد اور چند بزرگوں نے اور بعض نے کچھ کچھ

جدید طرز میں لکھا ہے - جس کلام پر میں یہ دیباچہ لکھ رہا ہوں اُسکی فاضل مصنفہ نے بھی گو وہ پرانی وضع کی آدمی اور قدیمی روش پسند کرنیوالی ہے تاہم دونوں طرزوں میں شاعری کا جوہر دکھایا ہے - قدیم وضع میں زیادہ اور جدید میں کم چنانچہ خود کہتی ہیں -

تھا عہد قدیم صرف غمزہ و ناز
اور عہد جدید کی ہے قومی آواز
میں وسط میں واقع ہوں لہذا پروین
دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

میں لکھتا ہوں کہ ہر دور کے شعرا نے اپنے زمانہ کا تمدن اپنے ہمعصروں کی معاشرت اپنے وطن اپنے قوم والوں کی مستعملہ اشیا اپنے ابناے جنس کے عادات اور مشاغل اور جذبات نظم کئے ہیں مگر اسکی کیا وجہہ کہ اب کے شاعر باوجود اُن حالات کے بدل جانے اُن عادات کے مٹ جانے اُن اشیا کے متروک ہونے کے بھی وہی باتیں لکھے جاتے ہیں اور اسکو سلف صالحین کی تقلید اور کمال کی معراج سمجھتے ہیں -

یا الٰہی تا بکے کلک سخن سنجان ہند
مردہ و معزول مضمونوں کو لکھے جائیگا
یوں تو ڈاک اور تار کے عادی ہیں لیکن نظم میں

نامۂ شوق اب بھی مرغ نامہ برلیجائیگا

یہی تو یہ سمجھتا ہوں پہلے زمانہ میں۔

۱۔ قاصد اور مرغ نامہ بر بھی تھے۔ اسکی جگہہ اب ڈاک وتار لکھنا چاہیئے

۲۔ معشوق گھوڑوں پر سوار رہتے تھے۔ اب بھی موٹر ریل وغیرہ میں پھرتے ہیں

۳۔ ڈاڑہی والے معشوق تھے۔ اب نہیں تو شعرا اس بیحیائی کو ترک کر دیں

۴۔ آپسمیں ہجو بازی جز شاعری تھا۔ اس مہذب زمانہ میں اس سے باز آئیں

۵۔ بیدینی بدکاری میخواری موضوع شعر تھی۔ اب کار آمد مضامین

بھی لکھیں۔ غرض بقدر تغیر تمدن اور بقدر ضرورت زمانہ اردو

شاعری میں بھی ترمیم کریں۔

گلگشت کو ٹمٹم ہے تکاور کی جگہہ
اُڑتی ہے برانڈی مے احمر کی جگہہ
اب شاعری کا رنگ بھی بدلو ورنہ
چھکڑے کوندی جائیگی موٹر کی جگہہ

مضامین شعرگوئی کو اسدرجہ محدود کرلیا ہے اور اُسی کو

حدود اربعہ ملک شاعری مان لیا ہے کہ جہاں کسی نے اُس سے

زیادہ لکھا اور سخن سنجوں کی صدا سے مخالف بلند ہوئی کہ یہ

باتیں ابھی عالم شعر سے باہر ہیں یہی سبب ہے کہ اسوقت

تعلیم یافتہ طبقہ محض عاشقانہ مخرب اخلاق مضامین اور

بیکار مبالغوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنا خود بچتا اور اولاد

کو بچاتا ہے۔ میں طلبا کو بی اے ایف اے کورس پڑھاتے وقت دیکھتا ہوں کہ فارسی قصائد کے توصیفی مبالغوں کو پڑھتے وقت اُنکے چہروں سے تنفر۔ حقارت اور کراہت کے آثار اور تحقیر آمیز تبسم ظاہر ہوتا جاتا ہے میں جب کبھی جدید اشیا کو شعر میں باندھ جاتا ہوں مجھپر طعن و طنز کیجاتی ہو ہجو لکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ مثلاً میں نے عرض کیا تھا۔

۱ ریکارڈ میں حال دل بیتاب بھرونگا
بدنام کرونگا میں تمہیں خلق خدا میں

۲ وہ میل میں بیٹھے تو قیامت ہوئی برپا
سیٹی سے بجھنگا صور سرافیل ہوا میں

۳ کیونکر نہو تاثیر مری آہ رسا میں
بے تار خبر جاتی ہے امواج ہوا میں

اسپر بہت بُجھه لی دی ہوئی داد بھی ملی اور بیداد بھی ہوئی اگرچہ اس دیوان میں جدید رنگ بہت زیادہ نہیں تو بھی جا بجا اجتہادی قوت اور ترمیمی ولولہ کی جھلک پائی جاتی ہے اور جبکہ مردانہ ہمتیں مفلوج اور اندھی تقلید کو فخر جانتے ہیں تو ایک زنانہ جرأت نے جسقدر قدم بڑھایا ہے وہ ایکطرح کا قلمی جہاد اور علمی مجاہدہ ہے اس کلیات میں ہر صنف کا کلام ہے اور مجموعی طور سے قدرت علمیت مہارت سب مجھ

پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی یہ کہونگا کہ بعض نظمیں اسمیں نہ ہوتیں تو ہونے سے بہتر تھا تاہم مصنفہ یہ جواب دیتی ہیں کہ میں نے اپنی ہر عمر کا کلام جمع کیا ہے اور ہر درجہ مشق کو محفوظ رکھا ہے خود مجھ سے ممکن تھا کہ میں اسکو درست کر لیتی مگر ابتدائی کمزوریاں مطبوعہ پیش نظر رہتیں اب میں اپنی کم عمری کے کمزور کلام کو بھی دیکھکر اسکے بعد والے درجوں سے ملا کر خوش ہونگی حیرت کرونگی اور خدا کا شکریہ بجا لاؤنگی اور بڑھاپے میں اسسے کھوئی ہوئی طفولیت یاد کرلیا کرونگی۔

مصنفہ ہمشیرہ عزیزہ زاد قدرہا بہت ذی علم بہت مشاق نہایت عاقل بیحد تجربہ کار کمال عاقل و ذہین مشہور اہل قلم ہیں مگر شاعری میں کسی کی پورے طور پر شاگرد نہیں والد علامہ کو اپنا کلام تمام و کمال قبلہ گاہی کے اکثر پردیس رہنے کی وجہ سے دکھا نہ سکیں بھائیوں کو کبھی کبھی اسکی جودت طبع پر بے انتہا خوشی بھی ہوتی تھی اور میں اصلاح بھی اکثر کبھی کبھی کرتا رہا مگر اسمیں اسقدر انہماک پسند نہیں لہذا لحاظ حائل رہا کبھی کچھ بنا دیا یا بتا دیا یہ اور بات ہے۔ تو بھی دیکھنے والے انصاف کرینگے کہ کمزوریوں میں قوت اور ابتداؤں میں انتہائیں جلوہ گر ہیں مجھکو چونکہ بالطبع غزل سے شوق نہیں ہے میں نے بھی اپنی پانچ غزلیں اور ایک نظم ہمشیرہ عزیزہ مصنفہ ہذا کو دیدی ہیں

زیادہ حالات مصنفہ طالعمرہا کے اُنکے فرزند جگر بند سید مشتاق حسین زاد عمرہا نے دیباچہ کے طور پر لکھے ہیں ناظرین ملاحظہ کرینگے فقط

سید نظیر حسن سخا دہلوی

اب کوئی ترا مثل نہیں ناز و ادا میں
کیا خوب وہ خود کرتے ہیں اپنی تو ستایش
غیرت نہیں آتی نہیں ہر بات میں ہنستے
جب وقت دم آخر تو بچا لینے کی طاقت
اک وہ ہے کہ چاہا تو سب کچھ ہی بچا ہے نہیں تو نہیں کچھ
اک ادنیٰ سا پردہ ہے اک ادنیٰ سا تفاوت
سرخی کے سبب سے کھلا ہے گل لالہ
عشاق کی خونریزی سے کیا فائدہ ظالم
عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدولت

انداز میں شوخی میں شرارت میں حیا میں
آفت ہو تمہیں شوخی میں قیامت ہو جفا میں
الفت میں محبت میں مروت میں وفا میں
ہے خاک شفا میں نہ کہیں آب بقا میں
تعویذ میں گنڈے میں فتیلہ میں دعا میں
مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں
عارض میں لبوں میں کف دست و کف پا میں
مشغول ہوا کبھی میں تو مصروف ثنا میں
الزام میں تقصیر میں عصیاں میں خطا میں

تھے ہم بھی کبھی خوبی تقدیر سے پیروں میں
عرفات میں مزدلفہ میں مکہ میں منا میں

بسا کر عطر میں زلفیں سونگھنا کس سے سیکھا ہے
قرے پر اور سود رے لگانا کس سے سیکھا ہے

وہ اک موقع جدا تھا جو کلیم اللہ کو پیش آیا
بتوں نے لن ترانی کا ترانا کس سے سیکھا ہے

ترا اک خال عارض اور زمانہ شیفتہ اُسیر
یہ دانہ ڈال کر مرغی لڑانا کس سے سیکھا ہے

دکھاتی ہے کف رنگیں طلب ہے دل کی کیا کہنا
ہتیلی پر رکھو سر سول لگانا کس سے سیکھا ہے

ضرورت ہے مجھے بھی سیکھنے کی میں بھی سیکھونگا
سوال بوسہ پر یہ منہ چڑانا کس سے سیکھا ہے

اگر بالفرض میں نے رسم الفت غیر سے سیکھی
مگر فرمائیے سارا زمانا کس سے سیکھا ہے

دل عاشق چراؤ آرزو ہے گر چرانے کی
بھری محفل میں یہ آنکھیں چرانا کس سے سیکھا ہے

جو دل بیٹھا تو درد اُٹھا۔ کہو تو اس قیامت کا
بٹھانا کس سے سیکھا ہے اُٹھانا کس سے سیکھا ہے

بڑا ہی ناز ہے اُس شوخ کو اپنے کھرے پن پر
کھرے ہیں تو دل و ایماں چرانا کس سے سیکھا ہے

ترے رونے پہ ہمسایے بھی رونے لگتے ہیں پروین

ارے کمبخت یہ رونا رُلانا کس سے سیکھا ہے

ریاض حمد میں وخراماں ہے قلم میرا
میں وہ طوطی ہوں مرغان چمن بھرتے ہیں دم میرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باعث آرائش حسن صنم تو ہی تو تھا
کفر میں بھی رونق بیت الحرم تو ہی تو تھا

تا ابد ظاہر نہو سکتا تماشای وجود
چاک جسنے کر دیا کتم عدم تو ہی تو تھا

بھولا کر غیروں کی قسمیں ہمنے کھائیں عمر بھر
جسکی کھائی تھی قسم تیری قسم تو ہی تو تھا

دونوں جا دشاہیں یہ کیسی روح کیسا مادہ
ابتدا سے مالک ملک قدم تو ہی تو تھا

بنکے خاکستر کا تودہ رہگئی ہوتی خلیل
کر دیا جسنے جہنم کو ارم تو ہی تو تھا

حضرت یوسف کو جیسے کھا ہی جاتے بھیڑیے
مانع تکمیل بیداد و ستم تو ہی تو تھا

بے سبب دشوار تھا اہل عرب کا یہ عروج
در پئے تخریب شاہان عجم تو ہی تو تھا

دنیا کو پلٹش آئے کیسے کیسے مصر کے
جسنے رکھوایا انہیں ثابت قدم تو ہی تو تھا

موتیوں کی کشتیاں دیتی رہی دریا مگر — انگلی تر میں موجزن بحر کرم تو ہی تو تھا

تیری مرضی پر ہیں شاکر جو کیا اچھا کیا — چرخ ہے کیسا مالک لوح و قلم تو ہی تو تھا

اس جہاں میں نفع و نقصاں نفع و نقصاں ہی نہیں

سب ہوا پر دیں کو کیا غم وجہ غم تو ہی تو تھا

مالک دنیا و دیں ہو یا محمد مصطفےٰ — پیشوائے مرسلیں ہو یا محمد مصطفےٰ

انبیا میں منتقل ہوتا چلا آیا جو نور — وہ حقیقت میں تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

فخر آدم فخر موسیٰ فخر عیسیٰ فخر نوح — فخر ما و فخر طیں ہو یا محمد مصطفےٰ

حور و غلمان باغ و ایوان جسکو چاہو بخش دو — مالک خلد بریں ہو یا محمد مصطفےٰ

خرمن عقل ارسطو کو بھی وہ سمجھے حقیر — آپ کا جو خوشہ چیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کا حسن و جمال ظاہری و باطنی — سب سے بہتر ہے تمہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کے ارشاد آساں آپکے احکام نرم — بات وہ جو دلنشیں ہو یا محمد مصطفےٰ

سب سے بہتر علم تم کو سب سے اعلیٰ ہے یقیں — چشمہ علم و یقیں ہو یا محمد مصطفےٰ

شرق سے تا غرب ہیں کل اہل عالم مستفیض — اس سے کیا کوئی کہیں ہو یا محمد مصطفےٰ

قیصر و خاقان و کسریٰ آپکے خدمتگار — صاحب تاج و نگیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپ کیونکر خشمگیں ہو یا محمد مصطفےٰ — رحمۃ للعالمیں ہو یا محمد مصطفےٰ

مرکز احکام دیں ہو یا محمد مصطفےٰ — مہبط روح الامیں ہو یا محمد مصطفےٰ

آپکی آل آپکی اولاد اور ادنیٰ کنیز

مغفرت کیوں پر نہیں حزیں ہو یا محمد مصطفےٰ

ہادی دنیا و دیں ہو یا علی مرتضیٰ — نفس خیر المرسلیں ہو یا علی مرتضیٰ

آپ جسدم گرم کیں ہو یا علی مرتضےٰ
خشم رب العالمیں ہو یا علی مرتضےٰ

واقف اسرار دیں ہو یا علی مرتضےٰ
ہمدم روح الامیں ہو یا علی مرتضےٰ

شیر کی صورت میں تونے دیکھا جسکے بھا
درحقیقت وہ تمہیں ہو یا علی مرتضےٰ

نور دیں نور یقیں نور زماں نور زمیں
نور ماؤ نور طیں ہو یا علی مرتضےٰ

حوض کوثر جام گوہر قصر برزر آپکے
قاسم خلد بریں ہو یا علی مرتضےٰ

آپسے ہی کیوں نہ مانگے آپ باب علم ہیں
کیوں کسیکا خوشہ چیں ہو یا علی مرتضےٰ

یہاں بھی جب فرد تھے اور وہاں بھی ہو بے نظیر
سب سے بہتر تمہیں ہو یا علی مرتضےٰ

آپکی شمشیر وہ جو دو کرے اک وار میں
تیر وہ جو دلنشیں ہو یا علی مرتضےٰ

شاہ مرداں شیر یزداں حیدر دلدل سوار
سچ کہا ہے بالیقیں ہو یا علی مرتضےٰ

اس لیے اُس نے تک ہیں سب میں تمہیں یقینا
اس سے کیا سائل تمہیں ہو یا علی مرتضےٰ

آپسے ایواں کو زینت آپسے میدانکو زیب
زیور تاج و نگیں ہو یا علی مرتضےٰ

آپکی اولاد کا خدمتگر کنیز بے تمیز
بے سبب پروین حزیں ہو یا علی مرتضےٰ

نظر لڑنا ہی پورا فیصلہ تھا دین و ایمانکا
خدا حافظ مرے دلکا خدا ناصر مرے جانکا

اثر کیونکر نہ لے دنیا میں آخر دل ہی انسانکا
مگر امید ہی امید کا حسرت نہیں حال کا

ترا دل بھی کر اسیر آگیا تو دیکھنا واحفظ
سر بازار نکلیگا جنازہ دین و ایمان کا

نظر جا کر رخ و گیسو پہ ٹھہری میں کبھی باہر بھی
ادہر صبح وطن کا رنگ ادہر شام غریبانکا

تردد کچھ نہ پوچھو عاشقوں کا حسرت وا غضب
وضو سے بھی ہے آساں لوٹنا انکے پیمانکا

ہزاروں حسرتیں مرکے مٹی میں گئیں دل کیں
مجھی کو تھا بنانا تو جگہ گور غریباں کا

کسی کا نام کیا لوں ہاں مگر اتنا تو کہتا ہوں
نہیں ہے چور دل کا اور نہیں دشمن ہے ایماں کا

نہ ہونگے زلف و رخ ہرگز جدا اے حضرت واعظ
چلا جائیگا جھگڑا تا قیامت کفر و ایماں کا

عدو کا میل ہے حد سے بڑھ گیا لاچار کہتا ہوں
بہت ہے زیور حسن و جمال یار میں انکا

بہے جاتے ہیں آنسو کشتی دلمیں تم آ بیٹھو
مجھے کیا پھر دوبارہ نوح کو خطرہ ہے طوفانکا

کف افسوس مل مل کر جبیں پر ملتے ہیں کہتے ہیں
نہیں ہاتھوں سے خوں ہوگا کسی دین و ایماں کا

پس مردن بھی دل ہی پر ہے دست کشتہ الفت
کھٹکتا ہے ابھی تک خار شاید شوق و ارمانکا

شب وعدہ خدا کیواسطے ایسا نکرنا تم
نہ آؤ جا نکرا اور نام ہو بدنام نسیاں کا

پڑے چہرہ پہ جب گیسو تو یہ عقدہ کھلا پرویں
کہ ہے صبح وطن میں بھی اثر شام غریباں کا

جہاں اے یح نہ ہو کوئی بھی سکہ دین و ایمانکا
وہاں سودا بہت مشکل ہے جنس عہد و پیمانکا

لکھا ہے وصف میں نے عمر بھر گیسوئے پیچاں کا
یہی مجموعہ ہے میرے خیالات پریشاں کا

یقیں ہے بے پیئے مے گر کے چکنا چور ہو جاتے
اگر ساغر بنایا جا تیرے عہد و پیماں کا

اک انکا دل کہ بالکل عیش منزل چاہیے کہنا
اور اک عاشق کا دل منظر ہے جو گور غریبانکا

شراب وصل جاناں کیا پیئیں لے جام و پیمانہ
غضب ہے ٹوٹنا الٹے باہم عہد و پیمانکا

میں اپنے دل کا فوٹو لے رہا تھا در دہنچر الفت
ہوا جب ختم نقشہ بنگیا گور غریبانکا

یہاں بھی ہے بلا کی ظلمت آفت کی پریشانی
نہ ہو کیوں لطف میں دل پر اثر شام غریبانکا

زمانہ اسطرح پلٹا نہیں باقی رہا بالکل
مزا عشرت میں عشرت کا اثر حرماں میں حرمانکا

گذشتہ شاعروں نے پنجہ طبع آزمائی سے
نچھوڑا تار ہے باقی مضامیں میں گریبانکا

تو اپنی عقل کے ناخن لوا اے پنجہ وحشت
کہ عریانی سے یہاں غم ہی نہیں جیب و گریبانکا

کیا ہے جسنے مجھے ظلم میں اب سے واقف ہوں
تری الفت نے صلح کل کی دنیا میں بنا ڈالی
مری محتاجیاں کم ہیں کیا استحقاق نیکی کر

مگر کیا جانے کیوں کرتا ہوں شکوہ چرخ گرداں کا
کہ آئینہ کو جھگڑا مٹ گیا گبر و مسلماں کا
اگر دنیا میں باقی ہے کہیں دستور احسان کا

ادا ہے فرض میں آٹھوں پہر ہوشیار ہ پروین
سنے گا کون محشر میں مسلسل عذر نسیاں کا

اے قمر چہرۂ روشن سے نہ تو بر آیا
آسماں کا تھا یہ تھوکا ہوا منہ پر آیا

دل چرانے کے لئے عارض انور آیا
لیجیے خورشید بکف دزد دلاور آیا

ملک الموت ہٹے تھے کہ ستمگر آیا
اک قیامت گئی تو دوسرا محشر آیا

کیا طریقہ ہے خبر کرنیکا یہ اے دربان
کوئی سو بار تو اندر گیا باہر آیا

سوز فرقت میں ہوا آہ سے دود و نقصان
شعلہ جو دل سے اٹھا اٹھکے جگر پر آیا

سوز ہجراں میں برا حال کیا رو رو کر
جب تجھے آگ ڈبونے پہ سمندر آیا

جیسے آئینہ کو رخسار نے دی صاف شکست
منہ دکھانیکو نہ دنیا میں سکندر آیا

یہ میں کھینکنے کے نام سے نکلا ہے غبار
جو ترے دل میں تھا ظالم وہی لب پر آیا

واہ رے معجزہ حسن میانہ قد بھی
ناپ میں فتنہ محشر کے برابر آیا

حسن ڈہلنے کا تو کیا ذکر ہے وہاں تو بتا
سر سے شانہ پہ دوپٹہ بھی ڈھلکر آیا

تیر پیکان جو نکلا تو لئے دم نکلا
میرے دل میں جو بھرا تھا وہی باہر آیا

نوجوانی سے پھٹا پڑتا ہے جوبن انکا
جامہ حسن بھی اس جسم میں پھنکر آیا

وہم پر وہم چلے آتے ہیں ابکے پروین
ورنہ اکثر گیا دل ہاتھ سے اکثر آیا

میرے سینہ پہ ترا تیر جو اُڑ کر آیا — اُسکے لینے کو تڑپ کر دل مضطر آیا

نام بھی پوری طرح منہ سے نہ باہر آیا — کہ ترے نام سے پہلے مجھے چکر آیا

عرصۂ حشر میں جس دم وہ ستمگر آیا — پاؤں پڑنے کیلئے فتنۂ محشر آیا

ماہِ نو ایک مہینے میں مرے گھر آیا — ساری دنیا کا لگاتا ہوا چکر آیا

اپنا سر کاٹ کے خود ہاتھ میں لیکر آیا — اب تو کہنا مرا قاتل تجھے باور آیا

چرخ سیاروں سے بولا یہ مرے قتل کے بعد — تھامنا تھامنا جلدی مجھے چکر آیا

بیچ والوں نے تو لڑوایا تھا لیکن صد شکر — ہمیں سچ سمجھا نہ اُس شوخ کو باور آیا

آخرش سنکے مری گردشِ تقدیر کا حال — آسماں کو بھی یہ صدمہ ہوا چکر آیا

وہ ملے مجھسے تو دریافت کروں سوتے میں — تو مرے قلب میں کل رات کو کیونکر آیا

دم لبوں پر مرا آجانے میں باقی کیا تھا — سد راہ ہونیکو ابرو مرے لیئے خنجر آیا

آپکے آنے کی امید لگی تھی ورنہ — ملک الموت مرے لینے کو اکثر آیا

صدقہ پیر مغاں سے مرا نالہ پروین
جب گیا کنگرۂ عرش ہلا کر آیا

اسلام پنجتن کا ایمان پنجتن کا — مداح جا بجا ہے قرآن پنجتن کا

دشمن قدیم سے ہے شیطان پنجتن کا — لیکن نہ کر سکا کچھ نقصان پنجتن کا

جو حکم ہو بجا لا ایمان پنجتن کا — فرمان کبریا ہے فرمان پنجتن کا

اُڑتا عرب عجم میں اسلام کا پھریرا — پورا اگر نہ ہوتا ارمان پنجتن کا

ہم کیا تھے اور ہمارا ایمان کیا بچا — ایمان اصل میں تھا ایمان پنجتن کا

ارض و سما کے سیر کون و مکاں کے دلمیں — ارشاد پنجتن کا فرمان پنجتن کا

گر بدسرشت اُنکے بدخواہ ہوں عجب کیا
دشمن قدیم سے ہے شیطان پنجتن کا

کچھ لوگ قرشیوں میں اب مانیں یا نہ مانیں
چلتا ہے عرشیوں پر فرماں پنجتن کا

لیگا بغیر محنت توحید کی سی نعمت
ہوگا جو صدق دل سے مہمان پنجتن کا

ہجرت کے بعد ہے اکسٹھ برس کے اندر
گھر کر دیا فلک نے برباد پنجتن کا

پرویں مدارج اُن کے اللہ جانتا ہے
ہے اِنّما سے مادح قرآن پنجتن کا

کیا پوچھتے ہو جاہ و حشم چاریار کا
دنیا میں ہے بلند علم چاریار کا

دنیا میں جب تھا طبل و علم چاریار کا
عقبیٰ میں اب ہے جاہ و حشم چاریار کا

مخلوق شرق و غرب و شمال و جنوب میں
بھرتی ہے اعتقاد سے دم چاریار کا

رحماء بینهم سے ہے قرآں میں عیاں
جو کچھ تھا ارتباط بہم چاریار کا

وہ اُٹھ گئے تو دین بھی دنیا سے اُٹھ گیا
صدیوں رہیگا رنج و الم چاریار کا

اُنکے قدم سے باغ ارم تھا حجاز جب
اب مستقر ہے باغ ارم چاریار کا

جھک جھک گئے ادب سے سلاطین روزگار
جس دم ہوا بلند علم چاریار کا

نو پشت بعد توڑی ہے مغروروں کی کمر
ڈالا ہوا ہے چرخ میں خم چاریار کا

کرتے تھے بادشاہوں کی قسمت کا فیصلہ
چلتا تھا آسماں پہ قلم چاریار کا

قرآں میں حدیث میں تاریخ میں دلا
صدہا جگہ ہے وصف رقم چاریار کا

یہ ہے بقائے نام کہ اب تک ادب کے ساتھ
لیتی ہے نام شہرت جم چاریار کا

جسکو ہے خوان نعمت الوان دیں نصیب
ہے مدح خوان بذل و کرم چاریار کا

کوئی اگر بتوں سے کہے اُن کا اصل حال
کلمہ پڑھیں خدا کی قسم چاریار کا

جس وقت دیکھو سر پہ گلیم سیاہ ہے — ہے ہفت آسماں کو الم چار یار کا
نزدیک تھے نبی سے خدا سے قریب ہے — خلوتکدہ تھا بیت حرم چار یار کا

پیروین زمانہ عدل سے معمور تھا مگر
تھا ظلم پر ہمیشہ ستم چار یار کا

دیکھو تو ذرا غضب خدا کا — ظالم نے مجھی کو پہلے تاکا
اللہ عطا کرے قناعت — نسخہ ہے عجیب کیمیا کا
دلوائیے بوسہ دہیان بھی ہے — اس قرضہ واجب الادا کا
دل دیتا ہوں مفت اور کوئی — پرساں نہیں نقد ناروا کا
وہاں مجھ پہ جفائیں ہو رہی ہیں — یہاں ورد ہے لفظ مرحبا کا
آنا ہو تو نزع میں ہوں آؤ — یہ وقت نہیں ہے التوا کا
اب آئے ہو بن کے تم مسیحا — جب وقت گزر چکا دوا کا
دامن میں رواں ہیں اشک گلگوں — محضر ہے یہ خوں مدعا کا
لایا تو ہے اون کو جذب الفت — آیا تو ہے دہیان بیوفا کا
میں ہو ہی چکا تھا زندہ در گور — تم آ گئے شکر ہے خدا کا

دنیا سے گزر چکے تو پیروین
جھگڑا نہ رہا فنا بقا کا

خیال وہاں بھی ہمارا ضرور آنے لگا — کہ اُسنے پی تو یہاں بھی سرور آنے لگا
ہماری راہ پہ واعظ ضرور آنے لگا — کہ ذکر حور و شراب طہور آنے لگا
نماز پڑھنے سے جب منہ پہ نور آنے لگا — مصلیوں کی ہے عادت غرور آنے لگا

شباب آتے ہی کچھ اور نور آنے لگا
بڑا ستم ہوا لیکن غرور آنے لگا

نعوذ باللہ تمہیں کیا شعور آنے لگا
کہ اپنی حد سے زیادہ غرور آنے لگا

ترے مقابلہ میں ذکر حور آنے لگا
یہ واعظوں کی سمجھ میں قصور آنے لگا

وہ آئیں سامنے تو دل پہ ہاتھ رکھکے کہو
یہاں سرور تو آنکھوں میں نور آنے لگا

یہ دیکھلیں تو خدا جانے کیا ستم ڈہائیں
کہ ذکر حور پہ وجد و سرور آنے لگا

میں اور وعدہ جنت پہ ترک مے واعظ
ترے حواس میں شاید فتور آنے لگا

پکارا شوق تری لن ترانیاں سنکر
کہ وقت معرکہ کوہ طور آنے لگا

اُسے بھی نام خدا منہ لگا لیا تمنے
عدو کے چہرہ پہ بھی اب تو نور آنے لگا

معافی مانگتے پھرتے ہیں وہ جفاؤں کی
بہت قریب جو روز نشور آنے لگا

ہزار بار کیا قصد تو یہ پھر ہر بار
خیال رحمت رب غفور آنے لگا

جوانی آتے ہی معشوق اُس سے دبنے لگے
وہ بنکے بزم میں صدر الصدور آنے لگا

جفا و جور سے گھبرا گیا دل ناداں
اور اُسپہ دعوا کہ مجھکو شعور آنے لگا

بتائیے تو سہی کوئی خطا بھی پروین کی
تمہیں تو غیظ و غضب بے قصور آنے لگا

نام پر حضرت کے کہتا ہے خدا صل علےٰ
مرحبا صل علےٰ اے مرحبا صل علےٰ

آسماں سے بھیجتے ہیں جب ملایک تک درود
ورد رکھہ تو بھی دلا صل علےٰ صل علےٰ

گر تجھے مطلوب ہے امراض عصیاں سے نجات
لکھ لیا کر روز یا شافی شفا صل علےٰ

جب خطاب عام سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں
چاہیے کہتے رہیں شاہ و گدا صل علےٰ

رات دن میں بیشتر گر مشغلہ اس کا رہے
معتقد ہر ورد کے پاتے شفا صل علےٰ

جب سنے نام محمدؐ بھیج تو فوراً درود
اسم سامی سے نکر ہرگز جدا صل علے

سرکشی کرنے نپائے تا کبھی فرعون نفس
دست ایماں کو ہے موسی کا عصا صل علے

پہلے سن لے عاشقوں کے لب سے تو شور درود
جا کے پہونچا پھر مدینہ میں صبا صل علے

میرا ذاتی علم ہے یہ میرا ذاتی تجربہ
ٹالتی ہے میرے سر سے ہر بلا صل علے

بادشاہ دین و دنیا ہیں محمدؐ مصطفے
دونوں عالم تجکو کر دیگی عطا صل علے

ایک دم میرا ہے پرویں اور لاکھوں مشغلے
پڑھ نہیں سکتی میں حسب مدعا صل علے

ہمارا حال تباہ و سقیم تھا کہ نہ تھا
مگر خدا بھی علیم و حکیم تھا کہ نہ تھا

کہا جو حشر میں کیوں خطا کی تو پوچھوں گا
کہ تیرا نام غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا

ہزار سودے گئے سر کے ساتھ اب سوچو
ہمارے دوش پہ بار عظیم تھا کہ نہ تھا

دیا تھا غیر نے کیوں آکے بات چیت میں دخل
ہمارا سابقہ تم سے قدیم تھا کہ نہ تھا

مجھے جو دیر لگی حشر میں تو کیا ڈر ہے
مرا صحیفہ عصیاں ضخیم تھا کہ نہ تھا

ندامت اسکی ہے مجکو بھری ہوئی محفل
اور اسپہ غیر تمہارا ندیم تھا کہ نہ تھا

گناہ حشر میں سب عفو ہو گئے پرویں
مرا کریم غفور الرحیم تھا کہ نہ تھا

نہ آیا کر کے وعدہ وصل کا اقرار تھا کیا تھا
کسیکے بس میں تھا مجبور تھا لاچار تھا کیا تھا

برا ہو بدگمانی کا وہ نامہ غیر کا سمجھا
ہمارے ہاتھ میں تو پرچہ اخبار تھا کیا تھا

صدا سنتے ہی گویا مردنی سی چھا گئی مجھپر
یہ شور صور تھا یا وصل کا انکار تھا کیا تھا

خدا کا دوست ہے تعمیر دل جو شخص کرتا ہو
خلیل اللہ بھی کعبہ کا اک معمار تھا کیا تھا

نہ آئے تم نہ آؤ میں نے کیا کچھ منتیں کی تھیں
تمہیں نے خود کیا تھا عہد یہ اقرار تھا کیا تھا

ہوا میں جب اُٹھا پردہ تو اک بجلی سی کوندی تھی
خدا جانے تمہارا پرتو رخسار تھا کیا تھا

ملا تو ہم سے محفل میں جو شب کو غیر کیوں بگڑا
ترا حاکم تھا ٹھیکہ دار تھا مختار تھا کیا تھا

مری میت پہ ماتم کرتے ہو اللہ رے چالاکی
خبر ہے خود تمہیں مدت سے میں بیمار تھا کیا تھا

ہزاروں حسرتیں بیتاب تھیں باہر نکلنے کو
وہ سوتے میں بھی پیروں فتنہ بیدار تھا کیا تھا

کون ہوں میں جو بڑا اُن کو مرا غم ہوگا
دنیا سازی کو ہوا بھی تو بہت کم ہوگا

نہ ہوئی صلح تو افسوس یہ عالم ہوگا
عید کا چاند مجھے ماہ محرم ہوگا

گل چمن میں نہیں کرتے ہیں مرا غم نہ کریں
عندلیبوں میں بڑی دھوم سے ماتم ہوگا

زلف میں دل ہے مگر چور بتاؤں کس کو
زلف کے نام سے وہ درہم و برہم ہوگا

جبتک آؤ گے مجھے عید کی گھڑیاں ہونگی
جب نہ آؤ گے اُسی روز محرم ہوگا

نہ جوانی سے ہے مخصوص نہ یہ پیری سے
مے سے رغبت نہ ہو وہ بھی کوئی موسم ہوگا

راز کھل جائیگا دنیا پہ مسیحائی کا
تجھ پہ جس روز فدا عیسیٰ مریم ہوگا

کان میں اُنگلیاں دیلوں تو سنوں اے واعظ
دین کا کام ہے یہ سب سے مقدم ہوگا

جائینگے ہم بھی خدا چاہے نجف کو پیروی
مگر اُس وقت کہ جب عزم مصمم ہوگا

مجھی کو وعدہ خلافی کو انتخاب کیا
جلا جلا کے خدا کی قسم کباب کیا

ممانعت پہ بھی شغل شراب ناب کیا
سنبھالے کون خدا نے جسے خراب کیا

عدو کے ساتھ جو شغل شراب ناب کیا
جلا جلا کے مجھے بزم میں کباب کیا

جو دیکھا دل نہیں پہلو میں تو وہی مانگا
سوال کرکے مجھے خوب لاجواب کیا

مجھے آپنے دل مضطر کی حرکتیں دیکھیں
ذلیل آپ ہوا اور مجھے خراب کیا

اگر ہزاروں فدا ہیں تو بے قصور ہیں سب
خدا نے کیوں تجھے لاکھوں میں انتخاب کیا

کبھی فدا ہوا اُسپر کبھی بلائیں لیں
جو کام میں نے کیا لائق عتاب کیا

امید عفو بھی اس شکل میں ہے گستاخی
سیاہ روئی کے اظہار کو خضاب کیا

بہت ستایا ہے مجکو تو میں بھی کہتا ہوں
خراب وہ بھی ہو جسنے مجھے خراب کیا

مجھے ہے کتنی ندامت میں کیا کہوں پروین
کروروں نکلیں خطاؤں کا جب حساب کیا

گلے لگا کے جو اُس بت کو میں نے پیار کیا
تو اُسنے ہنستے ہی تیغ ادا کا وار کیا

یہ سوچکر اُسے محفل میں ہمنے پیار کیا
کہ خوف غیر سے کیوں جبر اختیار کیا

چلے گئے وہ شب وعدہ مجکو بہلا کر
نہ ہمکنار ہوئے اور نہ ہمکنار کیا

نہ آئے آپ تو شب روتے بیٹھتے گزری
خوشی کے وقت مجھے خوب سوگوار کیا

سحر تک اُسکو نہ سونے دیا نہ خود سویا
بہت جو قصہ ہجراں میں اختصار کیا

جو پوچھا دل پہ ستم کیوں کیئے تو ہنسکے کہا
سمجھکے ماہی بیتاب بیقرار کیا

ستاؤ نوچے دو مجکو جلاؤ قتل کرو
فقط یہ جرم ہے میرا کہ تمکو پیار کیا

تمہاری دزد حنا سے نہ دل بچا رکھا
مرا قصور ہے چوروں کا اعتبار کیا

ہمارے ناز اُٹھانیسے تم بنے معشوق
ہمیں نے تیغ دی تمکو ہمیں پہ وار کیا

جو عقل رکھتا ہو واعظ سے کیا کہے پروین
خدا نے اُسکو خدائی کا فوجدار کیا

دل کی نہ پوچھ بات وہ دکھ پا کے رہ گیا
اک پھول تھا کہ ٹوٹ کے مرجھا کے رہ گیا

اظہار عشق لب پہ مرے آ کے رہ گیا
اچھا ہوا کہ بزم میں شرما کے رہ گیا

محفل میں بڑھ چلی تھیں ذرا حد سے شوخیاں
ظالم سمند ناز کو ٹھکرا کے رہ گیا

سب سے نہ عرض حال ہوئی رعب حسن سے
بول اُٹھا کوئی اور کوئی گھبرا کے رہ گیا

اللہ خیر کیجیو قاصد کو کیا ہوا
یہ بھی کوئی ادا ہے وہیں جا کے رہ گیا

منہ سے تو ہو سکا نہ سوال زکوٰۃ حسن
حیرت زدہ میں ہاتھ کو پھیلا کے رہ گیا

اُسکا خدنگ ناز نہ پہونچا رقیب تک
میری ہی دل کو شکر ہے برما کے رہ گیا

واعظ بتا تو کوچہ جاناں ہے یا جناں
جو وہاں گیا وہ شخص وہیں جا کے رہ گیا

شیخی میں بڑھ گیا جو حد اعتدال سے
اتنی کسر ہوئی کہ وہ جھلا کے رہ گیا

ایمان و دین و جان و تن و دانش و خرد
ظالم سبھوں کی قیمتیں ٹھہرا کے رہ گیا

میں گر گیا تو لاش پہ کہنے لگا وہ شوخ
یہ صدمہ فراق میں کچھ کھا کے رہ گیا

اس سے بھی بد نصیب ہے پروین کوئی بھلا
جو شخص ہیر پھیر میں دنیا کے رہ گیا

نہ تمکو کام کرنا تھا نہ ہمکو کام کرنا تھا
فقط دنیا میں آ کے چین سے آرام کرنا تھا

وہ میری رات دن ہمراہ رہنے پر یہ کہہ اٹھے
تمہیں بدنام ہونا تھا مجھے بدنام کرنا تھا

جو کی تعریف اُنکے دوستوں نے تو وہ کہتے ہیں
ہمارے راز کو اسطرح طشت از بام کرنا تھا

شراب شوق پینی تھی تو دل پر جبر کرنا تھا
دہن کو اپنے بوتل کی طرح سے خام کرنا تھا

اگر بے پردگی منظور تھی محفل میں آنا تھا
اگر کرنا تھا تمکو خوب فیض عام کرنا تھا

دو حرفی بھی کوئی تحریر میں تحریر ہوتی ہے
اگر لکھنا تھا نامہ حال سب ارقام کرنا تھا

اگر مجھسے ملے تھے تو بگڑنا نا مناسب تھا
یہ کیا جو بڑھکے دی قیمت اُسی کو وصل کا خواہاں ہو

بڑی خوبی سے اس آغاز کا انجام کرنا تھا
نہ جنس حسن کچھ اس طرح سے نیلام کرنا تھا

بڑا افسوس بیکاری میں کھوئی عمر پروین نے
اسے دنیا میں آکے کوئی عمدہ کام کرنا تھا

دن رات ستانا کبھی آرام نہ دینا
مر جائیگی دنیا کبھی سرمہ نہ لگانا
خوش ہوں کہ خفا آپ بھی لیلوٹ ہیں واللہ
کچھ ہے تو کرامات جو دل دیتے ہیں تمکو
مجبور کیا ہے تو سناتا ہوں میں قصہ
جانباز ہوں جانبازیوں کی سیر تو دیکھو

میں لطف سے گذرا مجھے الزام نہ دینا
خونخوار ہیں آنکھیں انہیں صمصام نہ دینا
یہ کیا کہ پلٹ کر دل ناکام نہ دینا
ناقص ہو تو یہ شرط سہی دام نہ دینا
لیکن یہ کہے دیتا ہوں دشنام نہ دینا
بوسہ کے سوا اور کچھ انعام نہ دینا

اللہ رے عیار یہ تاکید ہے پروین
لکھ دینا۔ زبانی کوئی پیغام نہ دینا

وہ ہو تم اوٹ میں چلمن کے ایسا ہو نہیں سکتا
قدر تھامے رہے آنسو کا قطرہ ہو نہیں سکتا
کہا ظالم نہ مل پاؤں میں میرا دل تو فرمایا
رہینگے ہم والحفظ نہیں اور ہمیں ضد یہ محشر تک
خدا کی شان وہ کس ناز سے تن تنکے کہتے ہیں
ہمارے ساتھ اعدا شرط بد کر رہ نہیں سکتے
وہ جبتک بام پر ہے اور کسیکی چل نہیں سکتی

حجاب آنکھوں کا جب اُٹھا تو پردہ ہو نہیں سکتا
مریجان نالے سے رکجائے دریا ہو نہیں سکتا
ہمیں جو دیکھ چکے ہو اُسپہ دعوا ہو نہیں سکتا
وہ مجھسے ہو نہیں سکتے میں اُنسا ہو نہیں سکتا
مسیحا سے بھی یہ بیمار اچھا ہو نہیں سکتا
جو نالہ ہے وہ نالہ ہے ہمی دریا ہو نہیں سکتا
مہ و خورشید کا بھی بول بالا ہو نہیں سکتا

نہوں جبتک کہ یکساں دونوں فکر مٹ سکتی نہیں
وہ سیدہ رہ نہیں سکتی ہے مٹ ٹہرا ہو نہیں سکتا

مجھے محفل سے بیزاری نہیں تنہائی سی نفرت
بیان درد فرقت حسب منشا ہو نہیں سکتا

تنبے بیٹھے ہیں بزم غیر میں حسرت سے کیوں دیکھا
ہمارا عذر اب کوئی پذیرا ہو نہیں سکتا

نہ لی حد سے زیادہ شربت دیدار کی لذت
اگر کم بیٹھئے چھپکر تو رسوا ہو نہیں سکتا

بدل جاتی ہے آسانی سے دشواری منٹ بھر میں
خدا کا فضل ہو پیروں تو پھر کیا ہو نہیں سکتا

ہمیں ضرور تمہارا غلام ہونا تھا
اگر تمہیں بھی کبھی ہمکلام ہونا تھا

یہ اتفاق کہ موسیٰ کا نام ہونا تھا
کسی سے طور پہ اُسدن کلام ہونا تھا

غریب خانہ پہ آئے تو ہنسکے فرمایا
بڑا ہی آج تو یہاں اہتمام ہونا تھا

عجیب بات ہے یوسف سے کیوں ہوئی اُلفت
عزیز مصر کو تیرا غلام ہونا تھا

ہمارے دل میں ازل سے تھا میکدہ کا عشق
ہماری خاک کو بھی صرف جام ہونا تھا

نکالا تیر کو پہلو سے کیا ستم ڈہایا
سزائے قتل میں حبس دوام ہونا تھا

بگڑ کے رندوں نے عزت گنوائی واعظ نے
وگرنہ اُسکا بڑا احترام ہونا تھا

بڑی خوشی سے ہر اک سر جھکاتا قدموں پر
صف نماز میں تجھکو امام ہونا تھا

ملیں جو حضرت واعظ تو اُنسے میں پوچھوں
مے دو آتشہ کو کیوں حرام ہونا تھا

ہماری موت پہ روئے ہیں کسلیے احباب
ہر ایک چیز کا ایک اختتام ہونا تھا

دو روزہ عمر میں تجھ بھی نہ دیکھ بھال سکے
جہاں نہیں تجھے تو قرار و قیام ہونا تھا

اُٹھے تھے بزم سے جسوقت میرے گھر آتے
وہاں سے کوچ یہاں پر مقام ہونا تھا

عدو بھی وصل کا طالب ہے اے تری قدرت
یہ مینڈکی کو بھلا کیوں زکام ہونا تھا

وہ آئے فاتحہ خوانی کو خلق کے ہمراہ
ہماری قبر پہ بھی اژدحام ہوتا تھا

جہاں کے غم بھی کوئی غم ہیں۔ تجکو اے پرویں
غم حسین علیہ السلام ہوتا تھا

مرا دل کون کہتا ہے کہ تو نے رائیگاں پھونکا
کسی کا ڈر ہے بیخوف و خطر کہدے کہ ہاں پھونکا

خدا کیواسطے یہ تو بتا اے آتش الفت
مرے دل کا جنازہ تو نے لیجا کر کہاں پھونکا

فنا کر کے رہی مجکو غم آتش کی چنگاری
پڑی تھی گوشہ دل میں مگر سارا جہاں پھونکا

بشر کیا حور کو بھی میں نے دیکھا ہو تو غارت ہوں
ترے کانوں میں یہ کس شخص نے اے بدگماں پھونکا

تجلی عشق کی پڑتے ہی دل پر ہو گیا مجنوں
حواس و ہوش کا آتے ہی سستے خانماں پھونکا

گلوں نے جب نہ کی پروا تو بلبل نے کہا رو کر
شرر ریزی سے میں نے مفت اپنا آشیاں پھونکا

دل بریاں کو کیونکر اپنے پہلو سے نکالوں میں
وہ کہتے ہیں دکھا ہمنے کسے پھونکا کہاں پھونکا

شہیدان محبت اپنی قبروں سے نہ اٹھینگے
قیامت صبح تو نے مفت پھونکا رائیگاں پھونکا

جلے جاتے ہیں وہ ہر بات پہ قاصد سے پوچھونگا
کہ تو نے جا کے کیا اس شمع رو سے کہ لگا بدن پھونکا

بہت تکلیف دیتی ہے اسنے مجکو اے دل سوزاں
بھڑک کر کیوں نہ تو نے سائبان آسماں پھونکا

عدو واقف ہے تم پرویں کے ہاں کل چھپ کے آئے تھے
یہ قصہ شہر بھر میں اور کسنے میری جاں پھونکا

خاک جی خوش ہو چمن میں بلبل ناشاد کا
اک طرف گلچیں کا کھٹکا اک طرف صیاد کا

تو سہی ایسا مچاؤں شور و غل فریاد کا
ہاتھ کیا دل کانپ اٹھا مری جلاد کا

اسکے لطف و جور میں پہلو ہے کیا ایجاد کا
داد میں بیداد کا بیداد میں ہے داد کا

تو کئے جا ظلم پر ظلم اور میں صبر و شکیب
تیرا دل پتھر کا ہے میرا جگر فولاد کا

الاماں شوق اسیری الحذر ذوق ستم
پوچھتا پھرتا ہوں لوگوں سے پتہ صیاد کا

دل چرا کر کیوں چھپاتے ہو تمہارا مال ہے
میں تو عادی ہو گیا ہوں نالہ و فریاد کا

صبح ہونیکو ہے تم چاہو تو نکلے آرزو
شام کا بیٹھا ہوا ہوں منتظر ارشاد کا

چہچہے تھے بلبل گلزار کے گلزار تک
بنگیا ماتم کدہ نالوں سے گھر صیاد کا

تھام لیتا ہوں جگر پڑتی ہے جب ترچھی نظر
کام دیتے ہیں اشارے نشتر فولاد کا

کل تو میخانہ میں زاہد آتے آتے رہ گیا
ہاتھ سے جاتا رہا موقع مبارکباد کا

چاہنیوالوں کی بھی تعداد حد سے بڑھ گئی
پاؤں ٹکتا ہی نہیں گھر میں ستم ایجاد کا

سوچتے ہو وہ کہ نادر کے نہ آئے دنیا میں
واہ رے ملکہ ستم کا مادہ بیداد کا

کچھ ادھر میں سخت جاں ہوں کچھ ادھر وہ سنگدل
ناک میں دم آ گیا ہے خنجر فولاد کا

تم نہ باز آئے نہ باز آئے قیامت تک کبھی
وہ تو یوں کہیئے ذخیرہ ہو چکا بیداد کا

سیکڑوں گلرو نہاں ہیں پردۂ چشم میں
خود مرقع بنگیا ہوں مانی و بہزاد کا

آ تو نکلے ہو ادھر ہے دو قدم پر گھر مرا
دیکھتے جاؤ تڑپنا عاشق ناشاد کا

بیخبر ایسا ہوا ہوں کچھ نہیں اپنی خبر
خود فراموشی نتیجہ ہے تمہاری یاد کا

خون کی ندی بھی پہلو میں جوئے شیر کے
وہ ہنر فرہاد کا تھا یہ نشان فرہاد کا

ظلم کا بدلہ لیا پرویں کی دود و آہ نے
خوب منہ کالا کیا چرخ ستم ایجاد کا

چشم سے چشمہ بہا چشمہ کا دریا ہو گیا
بچگئی جاں شکر ہے طوفان نہ برپا ہو گیا

بیحجابانہ جدھر وہ جلوہ فرما ہو گیا
جسنے دیکھا اک نظر بھر کر مجھی سا ہو گیا

اے حیا و عقل و ہوش و عزت و ناموس و ننگ
سب کے سب اک عشق سے بھاگے نہیں کیا ہو گیا

کھینچتا تھا میں تصور میں گلستاں کی شبیہ
فرط رنگینی سے اُس گل کا سراپا ہو گیا

میری ہی فریاد ہو گی یا خرام نازیاب
ہم دکھا دینگے تمہیں گر حشر برپا ہو گیا

مہ جبیں رخصت ہوا قبل از طلوع آفتاب
خرمی کا بھی سحر کے ساتھ تڑکا ہو گیا

غرق دریائے تفکر ہوں کروں تدبیر کیا
نامہ اعمال عصیاں کا سفینا ہو گیا

حسن تھا روز ازل سے حسن کیسکو ہی کلام
اُنکے قامت سے مگر رتبہ دوبالا ہو گیا

تیرے ہاتھ آیا کوئی تیر قرہ اچھا ہوا
اے دل بیمار لکڑی کا سہارا ہو گیا

اس زمیں میں جو شنرن پروین نے دریائے سخن
اک غزل کا قصد تھا لیکن دوغزلا ہو گیا

انکو مہندی ملتے ہی سویرا ہو گیا
گردش تقدیر سے کیا رنگ اُلٹا ہو گیا

اے زہے تقوی شعاری میکشی حب کی
رات دن یا ساقی کوثر وظیفہ ہو گیا

آبروریزی سے ایسی عشق میں عزت بڑھی
جو یہاں قطرہ گھٹا وہاں بڑھکے دریا ہو گیا

زلف کیوں کھولو نہ آئیگا دل اصلا دام میں
مرغ زیرک آپ دھوکا کھا کے دانا ہو گیا

بھاگتے ہیں رند بادہ خوار تیرے نام سے
واعظا کیوں ابن آدم ہو کے ہوا ہو گیا

چشم ساقی کیا پھری میکش کو دورانے لگے
کاسہ سبز زم مجنوں کا پیالا ہو گیا

میں گزر جاؤں تو لکھدینا سر لوح مزار
عاشق دل سوختہ نذر اطبا ہو گیا

قہر ڈھائے اسکو ہو جا اگر زیور کا شوق
حسن دو دو بالیوں سے جب دوبالا ہو گیا

غرق دریائے تفکر ہوں میں پروین کیا کروں
نامہ اعمال عصیاں کا سفینہ ہو گیا

جا کے فردوس میں بھی کوئی صنم یاد آیا
ہائے کیوں دشت میں گلزار ارم یاد آیا

عاقبت میں جو کھلا نامہ اعمال مرا
پند گو مجکو ترے سر کی قسم یاد آیا

تختہ مشق ہو در کا تو میں حاضر ہوں
کیا تمہیں اور کوئی تازہ ستم یاد آیا

غیرت حور کا جب دور سے چہرہ دیکھا
کوچہ یار میں گلزار ارم یاد آیا

مرتے دم بھی نہ مٹا دل سے کسی کا نقشہ
جب خدا کی تھی ضرورت تو صنم یاد آیا

بار افکار سے جب دبگئی جان عاشق
شوق آزادی میں میدان عدم یاد آیا

آج کیوں روتے ہو پروین کو بتاؤ تو سہی
آج کیوں راہرو ملک عدم یاد آیا

جا کے واپس نہ وہاں سے دل ناکام آیا
یا گرفتار مصیبت ہوا یا کام آیا

میرے بدلے تہ خنجر دل ناکام آیا
ہائے یہ دوست برے وقت میں کیا کام آیا

قوت ناطقہ نے منہ کی بلائیں لیلیں
بھول کر بھی جو مرے لب پہ ترا نام آیا

انکی محفل میں جو حاضر دل ناکام ہوا
انگلیاں اٹھنے لگیں پھر وہی بدنام آیا

بولے آئینہ دکھا کر یہ مجھے موئے سفید
اب تو خورشید جوانی کا لب بام آیا

اشک شوئی مری فرمائی یہ اسنے کہکر
انکو رونے کے سوا اور نہ کچھ کام آیا

چلتے چلتے بھی کوئی گھونٹ تو پیتے جاتے
دوست کوئی نہ عیادت کو لئے جام آیا

عید کی خاک مسرت ہو مجھے انکے بغیر
ماہ نو ہجر میں تولے ہوئے صمصام آیا

نوجوانی بھی لٹی آئی بلائیں پروین
فصل گل آتے ہی صیاد لئے دام آیا

مارنا مقصود ہے گر عاشق دلگیر کا
تیر اگر چوکے تو ٹکر وار کر شمشیر کا

جب کسی صورت نہ کھلے دل سب پیر کا
کر اطاعت یاد رکھ یہ ہے عمل اکسیر کا

اسکو میرے ساتھ ہی رکھیں اجا قبر میں
دل نہیں آئینہ ہے یار کی تصویر کا

واہ رے جادو بیانی غیر سے تھے ہمکلام
دیکھتے ہی دیکھتے رخ پھر گیا تقریر کا

سب کی سن لیتا ہے باتیں سبکو دیتا ہے جواب
جو مکھی لڑتا ہے کیا کہنا تری تقریر کا

مانگ ہیں سیدہی کرتے انکو آدہی ڈھلگئی
کنگھی کرنی بھی کوئی لانا ہے جوئے شیر کا

ہے اگر تقدیر یاور بلبل نالاں نہ ڈر
راستہ میں گر پڑیگا اڑکے پیکاں تیر کا

مجھسے گر پوچھو تو پیروین وہ ہے تیر رب کی زمیں
خاک کی چٹکی جہاں کی کام دے اکسیر کا

غریب آدمی کو ٹھاٹ پادشاہی کا
یہ پیش خیمہ ہے ظالم تری تباہی کا

خدنگ آہ کو روکے رہا ہوں فرقت میں
خیال ہے مجھے افلاک کی تباہی کا

امید کیسے ہو محشر میں سرخروئی کی
ہمیشہ کام کیا ہو جو روسیاہی کا

سلام تک نہیں لیتے کلام تو کیسا
فقیری میں بھی تبختر ہے بادشاہی کا

شکست و فتح کا ذمہ نہیں دل نادان
لڑے ہزار میں یہ کام ہے سپاہی کا

خضاب کرتے ہیں دنیا سے جب گزرتے ہیں
شگون کرتے ہیں پیر عمل روسیاہی کا

نہ آسماں کی عنایت نہ مہرباں وہ شوخ
نہ پوچھو حال غریبوں کی بے پناہی کا

سفید بالوں پہ کسواسطے خضاب لگائیں
گیا زمانہ جوانی میں روسیاہی کا

خطائیں ہو گئیں معدوم مجھ سے ای پروین
گواہ خود ہے خدا میری بیگناہی کا

محفل میں غیر ہی کو نہ ہر بار دیکھنا
میری طرف بھی بھول کے سرکار دیکھنا

آغاز سبزہ سے ہے جو رخسار پر غبار
اگلے برس اسے خط گلزار دیکھنا

جب صرف گفتگو ہوں تو دیکھے انہیں کوئی
منظور ہو جو ابر گہربار دیکھنا

میں نے کہا کہ ہجر میں کچھ مشغلہ نہیں
بولے کہ رات دن در و دیوار دیکھنا

کہتا ہوں جب میں انسے بناؤ سنگار کو
کہتے ہیں کوئی اور طرحدار دیکھنا

میں جان بھی دریغ کروں تو گناہ گار
میرے سوا نہ اور خریدار دیکھنا

وہ مجھسے پوچھتے ہیں کہ کچھ عیب تو نہیں
رفتار دیکھنا مری گفتار دیکھنا

شیخ زماں قدیم روش کے بزرگ ہیں
کتنا بڑا ہے گنبد دستار دیکھنا

وہ بار بار دیکھتے ہیں آئینہ میں منہ
للہ انکا روئے پر انوار دیکھنا

چلتے ہیں کوئے یار میں ہے وقت امتحاں
ہمت نہ ہارنا دل بیمار دیکھنا

ہوشیار پھونک پھونک کے رکھنا یہاں قدم
پرویں ذرا زمانہ کی رفتار دیکھنا

نہ رکھا تم نے زمانہ میں ٹھکانا دل کا
یہ چھوڑ دو چھوڑ دو اسطرح ستانا دل کا

کبھی آبادی میں حیران کبھی ویرانہ میں
کوئی دنیا میں نہیں خاص ٹھکانا دل کا

برکت عشق سے اللہ رے شہرت اسکی
ساری دنیا کی زباں پر ہے فسانا دل کا

کوچہ زلف میں بیکس کو پڑا رہنے دے
اور دنیا میں نہیں کوئی ٹھکانا دل کا

عمر بھر خوب مصیبت سہی مصیبت جھیلی
ہائے کہنا ہی کبھی ہمنے نہ مانا دل کا

بیوفائی کی شکایت پہ وہ فرماتے ہیں
ابتک آیا ہی نہیں ہم کو لگانا دل کا

کس قیامت کے یہ عیار ہیں توبہ پرویں
خوبرویوں سے کوئی سیکھے اڑانا دل کا

ظاہر تو اہل بزم سے انکا خطاب تھا
لیکن میں جانتا ہوں کہ مجھ پر عتاب تھا

رخ ایک آفتاب تھا اک ماہتاب تھا
وہ اُسکا تھا جواب یہ اُسکا جواب تھا

طوفان موت آتے ہی دنیا بدل گئی
دیکھا تو یہ کہ خانۂ ہستی خراب تھا

اُسکے سبب سے وادی ایمن تھا میکدہ
چہرہ تھا ماہتاب تو رخ آفتاب تھا

تھی بوستان عمر میں دو روز کی بہار
دنیا کے انبساط کو دیکھا تو خواب تھا

موقع برا تھا ملتی خدا جانے کیا سزا
محشر میں عذر خواہ بھلے کو شباب تھا

پروین فقط ہوا کے سہارے تھی زندگی
بحر فنا میں عالم ہستی حباب تھا

خالی ہیں قلب مہر و محبت کو کیا ہوا
کیا اُڑ گئے جہاں سے مروت کو کیا ہوا

شاید چڑھی ہوئی ہے زیادہ شراب ناب
اُترا ہوا ہے منہ تری مسرت کو کیا ہوا

رہتا ہے بند کیوں در مقصد میرے لیے
کھلتی نہیں کبھی مری قسمت کو کیا ہوا

کرتا نہیں ہے اُس بت کافر کو مہرباں
اُس پاک بے نیاز کی قدرت کو کیا ہوا

میرے سوا ہیں اور بھی دنیا میں بد نصیب
ٹلتی نہیں یہاں سے مصیبت کو کیا ہوا

آہ و بکا یہ کیوں نہیں ہوتے وہ بے قرار
اے دل جواب دے تری ہمت کو کیا ہوا

کیا پوچھتے ہو عشق میں مٹی خراب ہے
وہ ہی مصیبتیں ہیں مصیبت کو کیا ہوا

آپ اور میکدہ میں مبارک ہو ساقیا
فرمائیے تو مجھ سے کہ حضرت کو کیا ہوا

آئے ہیں سامنے تو بچائے ہوئے نظر
ملتی نہیں ہے چشم مروت کو کیا ہوا

ساری بلائیں ٹل گئیں بارے شب وصال
کیسی اُجڑ گئی شب فرقت کو کیا ہوا

کہتے ہیں بات بات پہ کافر ہر ایک کو
پروین ستم ہے اہل شریعت کو کیا ہوا

آپ ہی ملتے تھے مجھسے آپ ہی انکار تھا
آپ ہی خوش آپ ہی ناخوش یہ کیا اسرار تھا

قتل بھی میرا محبت کا فقط اظہار تھا
سر ہمارے دوش پر تھا اور اُنکو بار تھا

دوستو الفت کی بیماری نے مارا ہے مجھے
یار دل آزار تھا میں عاشق آزار تھا

دوستوں نے بار بار اُس سے جو پوچھی وجہ موت
اُسنے دق ہو کر کہا اُسکو بڑا آزار تھا

گلشن حسن بتاں میں پھول بھی تھی خار بھی
کوئی دل آرام تھا اور کوئی دل آزار تھا

اسکی رعنائی بھی تھی مثل گل رعنا دو رنگ
گاہے دل آرام تھا اور گاہے دل آزار تھا

اپنی کرنی پار اُترنی جو کیا میں نے کیا
خود ہی دل آرام تھا اور خود ہی دل آزار تھا

غیر پر لطف و کرم کا جب نہ آیا کچھ جواب
بات یہ کہکر اُڑا دی اسمیں کچھ اسرار تھا

کس ادا سے دل لیا ہے یہ ہی جتانے گری
ناز کو اقرار تو انداز کو انکار تھا

دل کے دینے کا ہے خمیازہ وگرنہ ہمکو کیا
کوئی دل آرام تھا یا کوئی دل آزار تھا

تو نے ہلکا کر دیا قاتل مجھے ممنون ہوں
دوش پر سر ہے تیری شفقتوں کا بار تھا

سر گیا تو سر کے ساتھ الزام بھی جاتا رہا
سر کے بل چلنا محبت میں بہت دشوار تھا

رہ گئے سب چپ تھے مگر آنکھوں نسی گویا رحم کر
کیا کہوں اُس بت کا گھر اللہ کا دربار تھا

غیر کی تعریف کو اب اور کیا درکار ہے
جتنا آنکھوں میں سبک اُتنا ہی دل پر بار تھا

اُسکے گھر میں جا نہیں سکتا سمجھ کر ہو گیا
اک عجائب خانہ تھا یا حسن کا بازار تھا

کون جا کان تک اُسکے مجھے چپ لگ گئی
لشکر اظہار کا نالہ علم بردار تھا

لاکھ معشوقوں میں بھی بیٹھا تو اونچا ہی رہا
لشکر خوبی میں وہ گویا علم بردار تھا

فوج خوبی ہے رواں پہلے تھی وہ جیسے ہو تم
کیونکہ تم سردار تھے یوسف علم بردار تھا

مرض عاشق کا سبب پوچھا تو غمزہ سے کہا
کیا بتاؤں نرگس بیمار کا بیمار تھا

کشتی میں صرف چلنے کی کسر تھی ساقیا — بحر غم سے ورنہ ایک ہی دم میں بیڑا پار تھا

توسن عمر رواں پرویں جھجک کر رہ گیا
پھاند جانا عالم ہستی کا کیا دشوار تھا

جبتک وہ فاتحہ کو بلایا نہ جائیگا — ہرگز مرا مزار بنایا نہ جائیگا

غیروں کے ساتھ چین مبارک تمھیں کہ ہم — جاتے ہیں واں جہاں سے پھر آیا نہ جائیگا

ہاں وار کر کہ زخم سے ڈرتے نہیں ہیں ہم — طعنہ ہے یہ بھی کوئی جو کھایا نہ جائیگا

پامال کر نہ حسرت و ارماں کے دل مرا — جب کہ اوجڑ گیا تو بسایا نہ جائیگا

اک اور بھی طریق نصیحت ہے اے واعظ — یوں تو کسیکو راہ پہ لایا نہ جائیگا

سو بار میرے دل کو نگاہوں سے تو گرا — یہ اشک تو نہیں جو اٹھایا نہ جائیگا

ہر حال میں نظر رہے شطرنج عشق میں — نقشہ بگڑ گیا تو بنایا نہ جائیگا

لیجاتے ہو جلانیکو بزم رقیب میں — میں کیا کہ اسکے گھر مرا سایہ نہ جائیگا

دل مانگتے ہیں ورنہ جو میں پوچھتا ہوں نام — کہتے ہیں تم کو نام بتایا نہ جائیگا

کوشش کرونگا راز محبت چھپا رہے — لیکن مبصروں سے چھپایا نہ جائیگا

پرویں کو اب سوا نہ جلا یاد رکھ فلک
شعلہ بھڑک اٹھا تو بجھایا نہ جائیگا

جبتک تھے ہم جہاں میں الم کا پتہ نہ تھا — اور اسکا یہ سبب کہ کوئی مدعا نہ تھا

وہ لکھ پتی ہیں جیب میں جنکے ٹکا نہ تھا — اور بھیک مانگتے ہیں وہ جنکا زمانہ تھا

خود میں نے کی فرشتوں کی تصدیق حشر میں — جو کچھ لکھا تھا ٹھیک تھا کچھ افترا نہ تھا

گرداب سے ہماری بھی کشتی نکل گئی — حامی خدا تھا آپ اگر ناخدا نہ تھا

دیکھا اُلٹ پلٹ کے بہت نسخہ جہاں — سارے لغات جمع تھے لفظ وفا نہ تھا
الزام کیا مسیح علیہ السلام پر — بالکل وہ بیقصور تھے حکم خدا نہ تھا
راہ عدم میں صرف کچھ اعمال ساتھ تھے — احباب و اقربا سے کسی کا پتہ نہ تھا
مانا کہ جاں نثار تھا مجنون عامری — فرہاد کی طرح سے مگر منچلا نہ تھا

پروین صنم پرستی میں کیوں عمر صرف کی
کم بخت مستحق عبادت خدا نہ تھا

محو نظارہ قاتل میں اک دل ہوگا — کون محشر میں بھی پرساں ترا بسمل ہوگا
ناامیدی کا نہیں بیٹھنا اچھا دل میں — حشر کے روز بھی اُٹھنا مجھے مشکل ہوگا
گردش چرخ کے خوگر ہیں نہیں کچھ پروا — دیکھ لینگے جو ستم چرخ سے نازل ہوگا
بیگناہوں کے لہو کو نہ سمجھ رنگ حنا — حشر تک سر سے اُترنا ترے مشکل ہوگا
اُتنی ہی اُسکی ملاقات کی خواہش ہوگی — جسقدر رو کے مرا حال سے غافل ہوگا
درد فرقت میں اگر گشتہ ترا ہو جائے — تیرا دعوا یہ مسیحائی کا باطل ہوگا
ہمنشیں عاشق چاہ ذقن یار ہیں ہم — بعد مردن مرا مدفن چہ بابل ہوگا

حشر میں بھی نہیں پروین کو امید انصاف
وہاں بھی سارا ہی زمانہ سے قاتل ہوگا

جب سے گلشن میں تجھے اے گل خنداں دیکھا — ہم نے اُسدن سے پلٹ کر نہ گلستاں دیکھا
ہمنے جس شخص کو یہاں بندہ احساں دیکھا — اسکو اللہ کا بھی تابع فرماں دیکھا
دیکھنے کو تو جہاں بھر کو میری جاں دیکھا — قسمیہ کہتا ہوں تم سا نہ انساں دیکھا
سفر عمر میں تیری ہی بدولت سے عشق — ہمنے ہر منزل دشوار کو آساں دیکھا

یہاں تو پھر فصل بہار آئی خزاں کے بدلے
تھک گئی تو ہی اے گردش دوراں دیکھا

سیرت آتی ہے جنوں کی مجھے بیباکی پر
آستیں دیکھی نہ دامن نہ گریباں دیکھا

آخرش زلف پریشاں بھی یہ چلا اٹھی
دل سے دنیا میں زیادہ نہ پریشاں دیکھا

شکوہ جور کی الفت نے اجازت ہی نہ دی
عرصۂ حشر میں جب اسکو پشیماں دیکھا

چشم جاناں سے مجھے مفت ندامت ہو گی
تو نے نرگس کو گدا اے دیدۂ حیراں دیکھا

گڑ گیا باغ میں شمشاد ترے جلوہ سے
تو نے بھی لطف یہ اے سرو خراماں دیکھا

جاہ و عزت نے لیئے میرے قدم اے پروین
نفس کا جب نہ مجھے تابع فرماں دیکھا

غیر کی طرح مجھے اے بت پرفن سمجھا
کیا غضب تو نے کیا دوست کو دشمن سمجھا

شیخ سمجھا نہ محبت کو برہمن سمجھا
اسکو سمجھا تو کوئی صاحب شیون سمجھا

گلشن دہر کی کسطرح تمنا ہوتی
آنکھ کھولی تو قفس ہی کو نشیمن سمجھا

صرصر یاس نے اسدرجہ ڈرایا مجکو
شمع الفت کو چراغ تہ دامن سمجھا

وہ لب لعل جو یاقوت کو شرماتے تھے
انکو مسی کے سبب میں گل سوسن سمجھا

جلگیا داغ جگر دانہ بریاں کی طرح
کثرت آہ نے دل کو مرے گلخن سمجھا

طے کری برہنہ پائی سے جنوں کی منزل
کوچۂ یار کو دل وادی ایمن سمجھا

کیا خطا کی جو ختن میں ترے سودائی نے
مشک کو لخلخۂ گیسوئے پرفن سمجھا

طائر جاں قفس تن سے رہائی پا کر
شاخ گلزار مدینہ کو نشیمن سمجھا

دور داماں نبی کا ہوا قائل دل سے
ظل رحمت کو سدا سایۂ دامن سمجھا

محو اسدرجہ ہوا یہ کہ مرا دل پروین

ماہ کو شانہ کش گیسوے پر فن سمجھا

کسی دلسوز سے اپنی کہانی کہہ نہیں سکتا
پہنکا جاتا ہوں اسرار نہانی کہہ نہیں سکتا

مرقع میں کسیکو تیرا ثانی کہہ نہیں سکتا
بنائی ہو کبہی ہر شکل مانی کہہ نہیں سکتا

پس خم چور سا بیٹھا ہوں میں واعظ کی دہشت سے
مجھے بھی دو شراب ارغوانی کہہ نہیں سکتا

مخاطب ہوتے ہی سفاک کے تیور بدلتے ہیں
غضب ہے دشمن جانی کو جانی کہہ نہیں سکتا

خضر بھی سبزہ رخسار پر سو جاں سے مرتے ہیں
رہی اب شرم عمر جاودانی کہہ نہیں سکتا

لڑکپن میں تو یہ خلخال سے شور قیامت ہے
ستم ڈہائیگی کیا کیا نوجوانی کہہ نہیں سکتا

کبہی دنیا سے جی ٹھنڈا کبہی گرم کوشش ہوں
میں اس کشتی کو باد دخانی کہہ نہیں سکتا

شہید ناز ہو کر کسطرح زندہ رہا عاشق
پشیمانی سے ایسی سخت جانی کہہ نہیں سکتا

زکوة گریہ دیتے دیتے مجکو عمر گزری ہے
مرے انداز پر بابا فغانی کہہ نہیں سکتا

اگر غرفہ سے تم جلوہ دکھا دوگے تو کیا ہوگا
خدا بھی سب سے یکساں لن ترانی کہہ نہیں سکتا

مکدر ہوں اگر خط دیکھکر کہہ بیجیو پروین
کہ جسکو شرم آتی ہے زبانی کہہ نہیں سکتا

یا الہی جلد ہو نور آشکارا صبح کا
یا اجل کا آسرا ہے یا سہارا صبح کا

ذکر مت کر وصل میں اے ماہ پارہ صبح کا
مجکو خورشید قیامت ہے ستارا صبح کا

لب شفق ہے عارض سحر نقشہ ہے سارا صبح کا
خال پیشانی ہے یا رب یا ستارا صبح کا

میکدہ میں ہے سماں شب کو بھی سارا صبح کا
پنجہ ساقی شفق ساغر ستارا صبح کا

شب ہوئی کافور ڈہلتے ہی ستارا صبح کا
پڑ گیا بازو میں اُڑ کر شرارہ صبح کا

یوں نہ کہتا حشر یا رب بر نیاید آفتاب
وصل میں کیوں نام لیتے ہو خدارا صبح کا

یار کیوں جاتا اگر آتے نہ یہ حرماں نصیب
فیصلہ ہوگا قیامت میں ہمارا صبح کا

رات کا احساں ہے جسنے کر دیا تھا بیحجاب
پھر وہ شرمانے لگے پا کر اشارا صبح کا

تمکو رخساروں پہ ناز اسکو مہ و خورشید پر
فیصلہ اب دیکھیے کیا ہو تمہارا صبح کا

ایک پیشانی پہ تل ہے ایک بندہ کا نہیں
اک ستارہ شام کا ہے اک ستارہ صبح کا

وصل کی شب ہو چکی ہے سب کا یکساں رنگ فق
ایک سا احوال ہے میرا تمہارا صبح کا

اک طرف تارِ شعاعی اک طرف ہو آفتاب
یار کی ٹوپی میں ہو سلمہ ستارہ صبح کا

کل چلے جانا اگر جانا تمہیں منظور ہے
آج رہ جاؤ نہیں کیا ہے اجارا صبح کا

کچھ مؤذن سے عداوت ہے نہ رنجش مرغ سے
شعبدہ اللہ اکبر تھا یہ سارا صبح کا

سبحہ گردانی فراقِ یار میں کرتا رہا
رات بھر دیکھا کیا ہوں استخارا صبح کا

کاکل و عارض کے سودے میں مرا دل بارہا
شام کو آیا ہے گھر میں مارا مارا صبح کا

رحم کر اے شمع پروین پرتو بیرونق نہ ہو
لو کی جنبش سے نہ کر ظالم اشارا صبح کا

تیرا عارض بھی ہے فرقاں اگر امکاں ہوتا
بعد قرآں کے نازل یہی قرآں ہوتا

دل نہ ہوتا تو کسی شے کا نہ ارماں ہوتا
فارغ البال ہر اک فکر سے انساں ہوتا

گر یہی ہاتھ یہی خنجرِ براں ہوتا
ہوتیں سو جانیں تو سو مرتبہ قرباں ہوتا

کاش کے غیب سے کچھ وصل کا ساماں ہوتا
یوں تجھے دیس نکالا شبِ ہجراں ہوتا

للہ الحمد کہ خفت نہ ہوئی محشر میں
کہنے کی بات ہے وہ اور پشیماں ہوتا

خضر کیا خوش ہیں کہ ہیں چشمۂ حیواں لیکر
عمر بھر کے لیئے شرمندۂ احساں ہوتا

مصحفِ رخ پہ نظر پڑتی جو خطِ طوطی کی
خطِ عارض پہ گمانِ خطِ ریحاں ہوتا

کیا تعلق تھا مجھے بادیہ پیمائی سے
تو ہی آباد اگر اسے تھا نہ ویراں ہوتا

ہم وہ مقبول شرابی ہیں کہ فردوس میں بھی
اُسطرف کوثر ادھر بادہ ریحاں ہوتا

میں وہ باحوصلہ عاشق کہ تجھی کو چاہا
شیخ ہوتا تو فقط حور کا خواہاں ہوتا

کچھ تو بیتابی دل اُس پہ عیاں ہو جاتی
خط ماہی ہیں خط شوق کا عنواں ہوتا

اُن کو اغیار نے بہکا ہی دیا ہے افسوس
آخر انسان کا انساں ہے شیطاں ہوتا

تجھ پہ مرنے کی حقیقت ہی نہ سمجھا ورنہ
اس اجل پر ملک الموت بھی قرباں ہوتا

بلبل خامہ نیرنگ نوا سے پر ویں
اور آہنگ میں ہے اب غزلخواں ہوتا

وہ مرا اور میں اُس شوخ کا مہماں ہوتا
جب تو منہ کا لا اترا او شب ہجراں ہوتا

دل نہ ہوتا تو نہ شرمندہ احساں ہوتا
عشق ہوتا نہ طلب ہوتی نہ ارماں ہوتا

شکر صد شکر وہ کرتے ہیں شہید و تیغا کا
آج سر ہوتا تو میں سربگریباں ہوتا

نام تک دل کا مرے لب پہ نہ آیا ورنہ
دی ہوئی چیز طلب کرکے پشیماں ہوتا

اسقدر تیر لگائے ہیں مرے سینہ میں
کسی جنگل میں لگاتا تو نیستاں ہوتا

شکوہ چشم فسونگر سے نگاہیں بدلیں
قصہ زلف سے وہ اور پریشاں ہوتا

میرے رونے پہ انہیں اور ہنسی آجاتی
گریہ ابر سے پیدا گل خنداں ہوتا

اُنکو لازم تھا عزیزوں کی نظر سے چھپتے
رشک یوسف کو وہی گوشہ زنداں ہوتا

غمزہ و ناز و ادا شوخی و شرم و انداز
شہر کا شہر ہے یہ دشمن ایماں ہوتا

عشق وہ راز نہ تھا مجھ سے جو مخفی رہتا
میں نہ کہتا مری صورت سے نمایاں ہوتا

شور الفت سے جو پڑتا مرے دل میں ناسور
زخم کا زخم نمکداں کا نمکداں ہوتا

گرم جولانی وحشت کو تمنا ہی رہی
کہ بیاباں کے پرے اور بیاباں ہوتا

ہجر میں کرتے ہیں آرائش ایوان وصال
رمضاں سے ہے یہاں عید کا ساماں ہوتا

وصل اغیار کا ہر چار طرف چرچا ہے
کاش یوسف کی طرح تم پہ یہ بہتاں ہوتا

دست وحشت سے نہ بچتا کوئی عاشق پرویں
ہائے گر جامۂ ہستی میں گریباں ہوتا

سن اے عاشق ستم کش نگر انتظار سو جا
وہ کرے وفا یہ وعدہ نہیں اعتبار سو جا

شب ہجر کی طوالت نہ بپا کرے قیامت
دل مضطر اس طرح سے نہ ہو بیقرار سو جا

شب وصل گدگدایا تو یہ ہنس کے مسکرایا
نہ جگائے جا خدارا مجھے بار بار سو جا

جو تو آئے فاتحہ کو تو بس فنا لحد میں
میں نہ سوؤں گو فرشتے کہیں لاکھ بار سو جا

مرے باغ آرزو میں بھی کبھی بہار آئے
مرے پہلو میں کبھی تو مرے گلعذار سو جا

شب ہجر بیکسی نے کہا اشک خوں بہا کر
کہ نہیں ہے تو اکیلا میں ہوں ہمکنار سو جا

جو بلاؤں تو وہ بگڑے جو لگاؤں ہاتھ جھٹکے
وہ نہ سوئے ایک لمحہ کہوں گو ہزار سو جا

میں سکوں کی جستجو میں رہا عمر بھر پریشاں
کہ اجل نے رہبری کی کہ تہ مزار سو جا

شب ہجر آج پرویں تجھے جاگتے کٹی ہے
مگر اب تو صبح صادق ہوئی آشکار سو جا

ب

آپ آتے رہیں اگر ہر شب
ہو شب قدر میرے گھر ہر شب

یا تو آتے تھے میرے گھر ہر شب
یا نہیں آتے اب نظر ہر شب

بھیس بدلے نظر بچائے ہوئے
کس کے ہاں جاتے ہو ادھر ہر شب

کچھ تو ہے روگ اُسکے جانے میں
مہ کیوں نکلتا نہیں قمر ہر شب

ہجر کی جانکنی سے رہتا ہے
ملک الموت کا خطر ہر شب

وعدہ کر کے جو تم نہیں آتے
تارے گنتا ہوں تا سحر ہر شب

کبھی تو اپنے وعدہ پر آجا
مجکو مایوس یوں نہ کر ہر شب

کام آئے دعا نہ آہ و بکا
رہے ہر سعی بے اثر ہر شب

تم نہیں ہو تو ہمارے پرویں کو
روتے کٹتی ہے تا سحر ہر شب

ب

امڈے آتے ہیں غم و رنج و الم آپ سے آپ
جوش گریہ ہے ترے سر کی قسم آپ سے آپ

خیر تمنے نہ جلایا نہ ستایا مجکو
ہو گیا سینہ میں دل جلکے بھسم آپ سے آپ

کچھ تو ہے معرکۂ عشق میں سختی ایسی
اکھڑے جاتے ہیں دلیرونکے قدم آپ سے آپ

کشش کوچۂ جاناں کا تماشا دیکھو
کہ اُٹھے جاتے ہیں اُس سمت قدم آپ سے آپ

اضطراب غم شوق اسے کہتے ہیں
کہ قلم کرتا ہے احوال رقم آپ سے آپ

کچھ تو کرتے ہیں اشارہ ترے تیغ ابرو
ورنہ کیوں جاتے ہیں سوے عدم آپ سے آپ

بحر رحمت کی نہیں حد و نہایت پرویں
آن برسیگا کبھی ابر کرم آپ سے آپ

ت

خدا کے فضل سے ہم حق پہ ہیں باطل سے کیا نسبت
ہمیں تمسے تعلق ہے مہ کامل سے کیا نسبت

مہ کنعاں کو میرے اُس مہ کامل سے کیا نسبت
زلیخا کی ملوث دلکو میرے دل سے کیا نسبت

سوتا رہا وہ ماہ مرے گھر تمام رات
کیا جاگتا رہا ہے مقدر تمام رات

وحشت کے ہاتھ سے مجھے آتا نہیں قرار
گردش تمام روز ہے چکر تمام رات

کس طرح سے گزرتی ہیں راتیں نہ پوچھیئے
روتا ہوں میں فراق میں اکثر تمام رات

جشن شب وصال تھا کس دھوم دھام سے
نوشابہ تم تھے اور میں سکندر تمام رات

پردہ نشیں ہو تم کو حیا چاہیئے ذرا
تم اور سارے شہر کا چکر تمام رات

قسمت ہے اسکے روئے کتابی کے سامنے
کھلتے رہے ہیں شکووں کے دفتر تمام رات

تو یہاں تھا اور دل ترا بزم رقیب میں
دیکھا کیا ہوں میں ترے تیور تمام رات

عشق بتاں میں کاٹتی ہے مجکو ساری غم
اتنا تڑپتے اے دل مضطر تمام رات

غیروں میں دیکھکر اسے مصروف مےکشی
آنکھیں نہیں میری خون کی تر تمام رات

ث

اس باغ میں ہے نالہ و شور و فغاں عبث
کیوں چیختا ہے بلبل بے خانماں عبث

دل یوں ہی تیرا صید ہے تیر اسکا رہا ہے
مژگان یار مارتی ہے برچھیاں عبث

ہر بات پہ جو کہتے ہو تم مجھ سے چپ رہو
یہ بھی کہو کہ دی ہے خدا نے زباں عبث

اسکا کہیں نشاں ہے نہ اسکا کہیں پتہ
ہے جستجوئے مہر و وفا میں جہاں عبث

دنیا میں یادگار سے مردہ کو فائدہ
جب ہم ہی یہاں نہیں ہیں تو نام و نشاں عبث

آزاد ہے تو مرضی مولا سے کام رکھ
نفع و ضرر فضول ہے سود و زیاں عبث

اپنی تو چال ڈھال پہ رکھتے نہیں خیال
کرتے ہیں بند سارے جہاں کی زباں عبث

اس بیوفا نے قصہ غم سنکے یوں کہا
سارا بیاں فضول ہے سب داستاں عبث

جانے دو لن ترانی مہر و وفا گلو
کھلواتے ہو ہزار میں میری زباں عبث

جب خاک میں وہ ساری ادائیں ملا چکا
چکر میں کیوں ہے بعد مرے آسماں عبث

پرویں خدا کا فضل ہے گر نا خدا تو پھر
لنگر یہاں فضول ہے اور بادبان عبث

ج

کیا پوچھتے ہو دوستو فرقت کا غم و رنج
آفت کی مصیبت ہے قیامت کا غم و رنج

کیوں داور محشر سے کروں جا کے شکایت
ہو مفت مجھے تیری ندامت کا غم و رنج

ہاتھ آئے کبھی میرے تو نہ آئے وہ شب وصل
لکھا ہی ہے میں شب فرقت کا غم و رنج

وہ آئے بھی ہیں غیر کو ساتھ اپنے لگا لائے
چھوڑے ہے مجھے کیونکر مری قسمت کا غم و رنج

سارا ہی جہاں ہے کبھی دشمن کبھی تاریک
بیفائدہ ہے عیش و مسرت کا غم و رنج

ہر شخص ہے جب اپنی مصیبت میں گرفتار
پھر کون کرے میری مصیبت کا غم و رنج

کیا میری شکایت کیلئے دوست ہی تھے نایاب
البتہ ہے دشمن سے شکایت کا غم و رنج

اک لحظہ بھی پہلو سے جدا ہو نہیں سکتا
ہمزاد ہے کیا میری طبیعت کا غم و رنج

وہ کہتے ہیں پرویں نہ کرو ہجر کا شکوہ
ہو جائے نہ یوں عیش و مسرت کا غم و رنج

بیفائدہ کہاں کا نکالا حجاب آج
پھینکو شب وصال میں رخ سے نقاب آج

کوئی ستم دریغ نہ رکھئیے جناب آج
خنجر کو میرے خون سے دیجے آب آج

میرے غریب خانہ پر آپ اور آئینگے
آنکھیں کھلے ہیں بھولیے کیونکر جناب آج

بزم میں ہے آفتاب سپہر جمال و حسن
کہدو کہ منہ چھپا رہے آفتاب آج

رشکِ قمر ہے ساقی و ساغر ہے دور میں
گردش میں ہے زمیں پہ ہے آفتاب آج

کیا دخترِ رز کا خون ہوا محتسب کے ہاتھ
کیوں میکدہ میں پیرِ مغاں ہے خراب آج

قبضے میں آیا نہیں صاف کھل گیا
ہمنے زبانِ تیغ سے پایا جواب آج

الجھن میں عشقِ زلف کے سودا سا ہو گیا
لایا وبال سر پہ ہمارے شباب آج

ہاں بخت مرحبا وہ مرے گھر تو آگئے
آیا نہ کام چرخ کا کچھ انقلاب آج

پروین کو مفت بیٹھے بٹھائے یہ کیا ہوا
کیوں ہے وفورِ رنج و الم بے حساب آج

آراستہ تھے روضۂ رضواں شبِ معراج
تھا عرش پہ کونین کا سلطاں شبِ معراج

سردارِ دو عالم کا بڑھا عرش سے پایہ
کیوں شاد نہ ہوں صاحبِ ایماں شبِ معراج

آراستہ تھیں خلد میں حوریں شبِ اسریٰ
جنت میں کمربستہ تھے غلماں شبِ معراج

کتنا تھا شگفتہ گلِ گلزارِ نبوت
تھا یثرب و بطحا چمنستاں شبِ معراج

محبوب تھا منظورِ خدا اور تھا ناظر
اور سدرہ پہ جبریل تھا درباں شبِ معراج

اک دھوم تھی آتا ہے شہنشاہِ دو عالم
استادہ تھے داؤد و سلیماں شبِ معراج

امت کیلئے مشورۂ نیک بتایا
کام آئے بہت موسیٰ عمراں شبِ معراج

کچھ فرق نہ تھا عاشق و معشوق میں اُس جا
بس ناظر و منظور تھے یکساں شبِ معراج

مدہوش تھے کہسار تو خاموش تھے دریا
اور ارض و سما سکتے میں یکساں شبِ معراج

پیرائشِ طوبےٰ کبھی آرائشِ کوثر
مصروفِ مدارات تھا رضواں شبِ معراج

کچھ اور نہ بن آئے جو ناچیز سے خدمت
پروین بھی دل و جاں سے ہو قرباں شبِ معراج

ہر چیز کا علاج ہے ہر چیز کا علاج
لیکن کسی سے ہو نہ سکا وہم کا علاج

ہم اسطرح سے مر گئے رنج فراق میں
گویا ہمارے درد کا کچھ بھی نہ تھا علاج

یہاں اور ہی مرض ہے مسیحا کریگا کیا
مجکو خدا پہ چھوڑ دو بس ہو چکا علاج

آفات روزگار ہیں یہ بت جہان میں
اور پوچھیئے علاج تو فضل خدا علاج

مارا ہے تم نے جان کے بیمار ہجر کو
سستا سا ایک شربت دیدار تھا علاج

تکبیر کہہ کے پھر بھی دو حلق پر چھری
یہ آخری ہے بلبل بیمار کا علاج

پرویں خدا کے ہاتھ میں ہے موت زندگی
ہر درد کا علاج ہے ہر درد کا علاج

ج

مجکو دنیا کی تمنا ہے نہ دیں کا لالچ
ہاں لالچ ہے تو اک ماہ جبیں کا لالچ

عشق بازی پہ مت مجکو ملامت نکرو
حیف ہے جسکو نہ ہو تم سے حسیں کا لالچ

حالت قلب سر نرم تبا دوں کیونکر
پردہ دل میں ہے اک پردہ نشیں کا لالچ

جب ہمیں طپش میں گذرے تو وہاں کیا امید
نہ رہا اسلیئے ہم کو تو کہیں کا لالچ

بوریا تخت سلیماں سے کہیں بہتر ہے
ہم غریبوں کو نہیں تاج و نگیں کا لالچ

نہ میں دنیا کا طلبگار نہ عقبیٰ کی ہوس
آسمانوں کی تمنا نہ زمیں کا لالچ

دل بھی دو جان بھی دو زر بھی دو اسکو پرویں
بڑھ گیا سب سے ترے ماہ جبیں کا لالچ

دار پر جا ہے تو مجکو اے بت بے پیر کھینچ
یا تو اسکو آج زنجیر اثر سے کھینچ لا

پیر نہ بیدردی سے یوں قلب و جگر سے تیر کھینچ
یا نہ اسکے بعد دل آہ بے تاثیر کھینچ

ہمنشیں میرے بیان درد پر تو زور دے
جسطرح تقریر میں ہو رنج کی تصویر کھینچ

پنجہ قدرت سے فیاضی ہو یہ ممکن نہیں
آ جسے دست سوال ای عاشق دلگیر کھینچ

میں اگر چاہوں ذرا سی بھی نگاہ التفات
وہ کھچے ابرو سے چل ہوشیار ہو شمشیر کھینچ

غیر سے منحوس کا پھنسنا مبارک ہو تجھے
اور رسی دام الفت کی بجائے تیر کھینچ

الفت دنیا کے مضموں جسقدر دل میں ہو درج
خط نسخ ان سب پہ تو اے خاطر دلگیر کھینچ

صفحۂ عمر رواں پر نقش اعمال نیک
کھینچنا ہو گر تجھے بیرویں بلا تاخیر کھینچ

ح

آئے کسی طرح نہ بلائے کسی طرح
صورت غرض نہیں وہ دکھاتے کسی طرح

آجائے وہ تو راہ پہ لائے کسی طرح
درد و غم فراق سناتے کسی طرح

یارب عدم میں باعث دل بستگی ہے کیا
جا نکلے گئے ہوئے نہیں آتے کسی طرح

گر آپ پہلے رشتۂ الفت نہ توڑتے
مرمٹ کے ہم بھی خیر نبھاتے کسی طرح

مد نظر تھا آپ کو لڑنا گر اس طرح
پہلے ہی آنکھ یوں نہ لڑاتے کسی طرح

بیوجہ کیوں بلاتے وہ بزم رقیب میں
جسطور سے ہو مجکو جلاتے کسی طرح

گر خضر دیکھ پاتے تجھے اے حسیں تو پھر
آب بقا مجھے نہ پلاتے کسی طرح

اچھا ہوا جو شمع کے تم روبرو نہ آئے
روتے ہوئے کو اور رلاتے کسی طرح

غیروں کا گو مکان تھا غیروں کا اہتمام
تم چاہتے تو مجکو بلاتے کسی طرح

غیروں کو منہ لگا کے یہ دن دیکھنا پڑا
پہلے ہی ان پہ رعب جماتے کسی طرح

بیرویں دماغ عرش پہ انکا پہونچ گیا

اے کاش ہم نہ عشق جتاتے کسی طرح

پھیلا ہوا ہے باغ میں ہر سمت نور صبح
بلبل کے چہچہوں سے ہے ظاہر سرور صبح

بیٹھے ہو تم جو چہرے سے الٹے نقاب کو
پھیلا ہوا ہے چار طرف شب کو نور صبح

بد قسمتوں کو گر ہو میسر شب وصال
سورج غروب ہوتے ہی ظاہر ہو نور صبح

پو پھٹتے ہی ریاض جہاں خلد بن گیا
غلمان ہمر ساتھ لیئے آئی حور صبح

مرغ سحر عدو نہ موذن کی کچھ خطا
پروین شب وصال میں سب ہے قصور صبح

خ

پوشاک تو پہنیا اے سرو رواں سرخ
ہو جائے نہ پرتو سے ترے کون و مکاں سرخ

پیمان بادہ احمر کے چھلکتے ہیں جو ساغر
اے پیر مغاں دیکھ کہ ہے ساری دکاں سرخ

پی بادہ احمر تو یہ کہنے لگا گل رو
ہیں سرخ ہوا کم سرخ زمیں سرخ زماں سرخ

کیا پان کی سرخی نے کیا قتل کسی کو
شمشیر سے کیوں آج تری تیغ زباں سرخ

سینہ میں دل غمزدہ خوں ہو گیا شاید
بے وجہ بھی ہوتے ہیں کہیں اشک رواں سرخ

کیا بھڑکے ہے سینہ میں یہ آتش فرقت
جو آہ کے ہمراہ نکلتا ہے دھواں سرخ

یہ قتل خزاں ہیں جو تا ان پہ چمن باد
ہر سمت گل و لالہ اڑاتے ہیں نشاں سرخ

گر میری شہادت کی بشارت نہیں پروین
پھر کیوں ہے خط شوق کے عنوان نشاں سرخ

دل پھانسنے کا رکھتا ہے شاید خیال رخ
پھیلا رہا ہے زلف مسلسل کا جال رخ

یہ کہہ رہے ہیں سنبل و گل باغ میں باہم
کیا بے نظیر گیسو ہے کیا بے مثال رخ

مجموعہ ہو صفات جلال و جمال کا ‏— صاحب جلال آنکھ ہے صاحب جمال رخ

دے ڈال بوسہ مجکو سمجھکر زکوٰۃ حسن ‏— اتنی سی بات کا نکرے گا خیال رخ

بن بن کے اب نقاب سے منہ ڈھانکتے ہیں آپ ‏— کر بیٹھے پہلے میری طرف بیخیال رخ

بے وقت ہے یہ شرم مری جان یاد رکھ ‏— شب کو نہیں چھپاتے ہیں وقت وصال رخ

پیروی ہی کی نظر کا نہیں فیصلہ فقط
ہے بدر کی نگہ میں بھی صاحب کمال رخ

د

یہ دلکش ہیں ناز و ادائے محمد ‏— کہ کرتا ہے خالق ثنائے محمد

ہمیشہ رہوں مبتلائے محمد ‏— مرے باپ ماں تک فدائے محمد

رضائے خدا ہے رضائے محمد ‏— کہاں تک کروں میں ثنائے محمد

ہے لولاک شاہد بنائے گئے ہیں ‏— زمیں آسماں سب برائے محمد

یہ خاطر ہے حضرت کی قرآں میں لکھے ‏— بہت حکم بر وفق ورائے محمد

چلی جائیگی خلد میں ساری امت ‏— کہ مقبول ہے التجائے محمد

ابھی مردے ہو جائیں زندہ گر ان پر ‏— چھڑک دے کوئی خاکپائے محمد

جنہیں کہتے ہیں مہر و مہ اہل بینش ‏— یہ ہیں دو ترنج قبائے محمد

جنہیں کہتے ہیں بحر و کاں اہل دانش ‏— یہ ہیں دو مقام عطائے محمد

چلے جائینگے سب ہے جنت میں عاصی ‏— پکڑ لینگے جب وہاں ردائے محمد

فرشتو فلک پر مسیحا سے کہدو ‏— نہیں قم سے کمتر صدائے محمد

نہ دیں کی کمی اور نہ دنیا کی حاجت ‏— سلاطیں سے افضل گدائے محمد

مرا فخر ہے جسمیں تشریف رکھیں — دل و دیدہ دونوں ہیں جائے محمدؐ
وہ تخت سلیماں یہ ہے سایہ افگن — جسے کہتے ہیں بوریائے محمدؐ

ملی ہے مدینہ میں مجھکو بھی پیدویں
مقدر سے خاک شفائے محمدؐ

جو طائر قدسی ہے وہ ہے رام محمدؐ — اے صل علے مرتبہ دام محمدؐ
ہے روشنی خانہ کعبہ بھی انہیں سے — قندیل حرم روئے دل آرام محمدؐ
جب خالق اکبر نے بلایا شب اسریٰ — رشک سحر عید ہوئی شام محمدؐ
میں زہد سے باز آیا پلادے مجھے ساقی — ایماں مرا قرباں ہو دے جام محمدؐ
کیفیت کونین کے جلوے نظر آئے — ساقی نے پلایا وہ مجھے جام محمدؐ
ثابت ہے وللآخر خیر من الاولیٰ — آغاز سے بہتر ہوا انجام محمدؐ
ان آنکھوں میں فردوس بریں عرش معلیٰ — اک صحن محمدؐ ہے تو اک بام محمدؐ
طوبا قد دلجو ہے تو سنبل ہیں دو کاکل — دو نرگس شہلا ہیں دو بادام محمدؐ

کثرت ہوئی وحدت میں اسی نام سے پرویں
لکھہ نام خدا اور غزل نام محمدؐ

اے صل علے صل علے نام محمدؐ — ہے مہر مبیں وے دل آرام محمدؐ
کہتے ہیں جسے عرش بریں اہل بصیرت — در اصل ہے وہ راستہ بام محمدؐ
حق اس سے جدا اور نہ وہ حق سے جدا تھا — احکام خداوند تھے احکام محمدؐ
فردوس میں بھی اسکے غلاموں میں ہوں میں — کوثر پہ میسر ہو مجھے جام محمدؐ
ہر جنگ میں اونچے رہے اسلام کے جھنڈے — ہر رن میں درخشاں رہی صمصام محمدؐ

کیا نرغۂ اعدا میں کٹا سن مبارک | امت کیلئے تھے غم و آلام محمدؐ

ہو جو نہ تربت پہ نسیم سحری سے
پیروں سے یہ کہہ آتی ہے پیغام محمدؐ

مجھکو کیا فائدہ گر کوئی رہا میرے بعد | ساری مخلوق بلا سے ہو فنا میرے بعد
مر چکا میں تو نہیں اس سے مجھے کچھ حاصل | برسے گر پانی کی جا آب بقا میرے بعد
چاہنے والوں کا کرتا ہے زمانہ ماتم | ماتمی رنگ میں ہے زلف رسا میرے بعد
روئینگے مجکو مرے دوست سب آٹھ آٹھ آنسو | برسیگی قبر پہ گھنگور گھٹا میرے بعد
یوں ہی کھلتی رہینگی صحن چمن میں کلیاں | یونہی چلتی رہیگی باد صبا میرے بعد
جان دینے کو نہ ان پر کوئی تیار رہا | گویا جانباز زمانہ میں نہ تھا میرے بعد
ہاتھ سے انکے ٹپکتے نہیں مے کے قطرے | اشک خوں روتا ہے یہ رنگ حنا میرے بعد
حشر تک کوئی نہ روکیگا ستمگاروں کو | جو خدا پہلے تھا وہ ہی ہے خدا میرے بعد

جیتے جی دیتے تھے جو گالیاں مجکو پروین
مغفرت کیلئے کرتے ہیں دعا میرے بعد

ز

بہت ہی صاف و شفاف آگیا تقدیر سے کاغذ | تمہارے واسطے لایا ہوں کشمیر سے کاغذ
ہوا ہے ابروے جاناں سے دل بیتاب صد پارہ | مقابل ہو نہیں سکتا دم شمشیر سے کاغذ
اگر لوہے کے گنبد میں رکھینگے اقربا انکو | وہیں پہونچائیگا عاشق کبھی تیر سے کاغذ
مصور حسن مہ جبیں سے ابھی چاہے رقم لیلے | بنا ہے درشنی ہنڈی تری تصویر سے کاغذ
مری قسمت لکھی جاتی تھی جسدن میں اگر ہوتا | اڑا ہی لیتا دست کاتب تقدیر سے کاغذ

بھلا سادہ ورق پر لکھا گیا رنگیں مرا جو نکو
منقش کر لیا تھا پہلے ہی تقدیر سے کاغذ

بچہ اس خوشبو کی حد بھی ہے معطر ہو گیا بالکل
مرے ہاتھوں میں وصف گیسوئے شبگیر سے کاغذ

عدو کا خط ہے یا تعویذ ہے جو لوا ہے سینہ پر
یہ کیوں رکھا گیا ہے عزت و توقیر سے کاغذ

خط تقدیر بہتر میں سمجھوں اسکو دنیا میں
تو لکھوالے اگر قاصد بت بے پیر سے کاغذ

بتا ظالم مرے قاصد نے تیرا کیا بگاڑا تھا
جو لیکر پھاڑ ڈالا دست بے تقصیر سے کاغذ

مرے ہاتھ آ گیا پرویں عدو کے نام کا خط تھا
گرا تھا یہ میں جب دست بت بے پیر سے کاغذ

لیکے بیٹھا جو مرا یوسف کنعاں کاغذ
پرتو رخ سے بنا مہر درخشاں کاغذ

ایک پرچہ بھی مہینے میں لکھو مجھ سے عزیز
اتنا مہنگا تو نہیں ہے مہ کنعاں کاغذ

جاری ہوتا نہیں بے حکم ترے حکم قضا
بیش قیمت نہ کرے منشی دوراں کاغذ

تو اگر لکھنے کو آمادہ ہوا اے گل رخسار
ورق گل کا بنا لائے گلستاں کاغذ

جب لفافہ سے نکلتا ہے مرا نامہ شوق
آپکے سامنے پھیلا ہے یہ داماں کاغذ

میں تو لکھدوں غم فرقت کی مصیبت لیکن
لائے کسطرح وہاں آتش سوزاں کاغذ

نہیں ہے پہنچیگا اس تک نہ مرا نامہ شوق
خاک کر ڈالیگی سوز غم ہجراں کاغذ

کیوں لکھا مجھکو ملاقات عدو کا احوال
کیوں بنا میرے لئے آتش سوزاں کاغذ

تو نے پھاڑا لفافہ تو میں سمجھا دل میں
تیرے ہاتھوں سے ہوا چاک گریباں کاغذ

سیر کرنے میں ہے سامنے اخبار کی آڑ
نظر بد سے رہے تیرا نگہباں کاغذ

جب بھی دو حرف وہ مغرور لکھے پرویں
بنکے آجائے اگر مہر درخشاں کاغذ

ر

ابھی کم عمر ہو دریافت کر لینا جواں ہو کر
کہونگا حال میں بھی سر سے پاؤں تک زباں ہو کر

کہا الفت نے ہمیں عاشق لیے ناشاداں ہو کر
نہ آئے شاداں ہو کر نجائے شادماں ہو کر

تھکا تھا ظلم سے گردوں ضعیف و ناتواں ہو کر
ستم کرنے لگے پھر تم زمیں پر آسماں ہو کر

نہ ہو اسکے معاون تھک گیا یہ ناتواں ہو کر
ستم ڈھائیگا گردوں اس خوشی میں پھر جواں ہو کر

ہوا وہ مہرباں شکر خدا نامہرباں ہو کر
بہار آئی مرے گلشن میں پامال خزاں ہو کر

نہیں افلاک پر انجم مشبک کر دیا سینہ
جڑی ابرو نے اتنی ناوک مژگاں کماں ہو کر

کرامت معجزہ جو کچھ ہے سمجھے یہ حسین جوباں کا
بہے خوں کے دریا آب خنجر نے رواں ہو کر

تمہارا کیا ہے تھک کر چل دیے گنج شہیداں سے
مصیبت اس پہ ہے جو رہ گیا وہاں نیم جاں ہو کر

نہ آئے حرف مطلب لب پہ یہ کیسی منائی ہے
تمہاری بزم میں کیوں آئے کوئی بے زباں ہو کر

پریشاں حال سانس اکھڑا ہوا اتری ہوئی صورت
ذرا تو یہ کہو اس وقت آئے ہو کہاں ہو کر

ابھی بچپن ہے اور فتنوں کی یہ افراط ہے پرویں
قیامت سے قیامت ڈھائیگا وہ بت جواں ہو کر

دل بیتاب پہونچا زلف سے چاہ زنخداں پر
گیا ظلمات سے ہوتا ہوا خضر آب حیواں پر

چھپے ہینگے ریزہ ہائے شیشۂ دل دست نازک میں
سنبھلکر ہاتھ ڈالا کیجیے میرے گریباں پر

ہمیں سے خاکساروں کے ستانیکا یہ ثمرہ ہے
کہ بیٹھے گرد بنکر مو خط سیب زنخداں پر

سنا ہے خوں کبھی کی ڈبڈبائے تھی آنکھوں میں
ڈھلک کر نوک مژگاں سے اب آتے ہیں گریباں پر

صنم لکھوں تعالی اللہ اگر اسکو تو نازیبا
صمد کہدوں معاذ اللہ تو حرف آتا ہے ایماں پر

خط آیا ہے کہ اس ناوک فگن کے خط نکل آیا
خط ریحاں لکھا جانے لگا اوراق قرآں پر

پلادی آج رندوں نے بھلا وہ دیکھے زاہد کو
بسا رکھا دبانی پھر گیا منکر کے ایمان پر

شب وصلت ہمارے ساتھ ہنسے سرد مہری کی
ستم ہے غیر ہنسنے لگے اوپر پڑے ہیں کشت ایمان پر

قبا کا ناخن دست جنوں سے ہو گیا اثر کا
گریبان سحر کا وہم ہے میرے گریبان پر

تمہارے ناتواں کا طائر جاں اڑ گیا شاید
کیوں منڈلا رہے ہیں ہم بیکسی دیوار زندان پر

نمود خط ہوئی نور علی نور اسکو کہتے ہیں
چڑھینگے خط ریحاں میں حواشی اب گلستان پر

خجل ہے حسن میکشی فصل باراں سے تعجب کیا
گرے برق ترحم کوند کر انبار عصیاں پر

تماشا گاہ عالم بھی طلسمی کارخانہ ہے
کسی پر رو رہا ہے کوئی ہنستا ہے دوران پر

مریضان محبت کا تمہارے ہو چکا چارہ
شفا روتی ہے بیکس پر قضا ہنستی ہے درمان پر

ستم آرا نے دل لینے کا ابرو سے کیا ایما
کنایہ ہے کہ رکھدینگے اسے بھی طاق نسیاں پر

طرح میں بھی لکھو پیرویں شانے ابرو و مژگاں کا
مگر ہو شیار اب ہر گام ہے شمشیر و پیکاں پر

یہاں بن گئی فراق میں عاشق کی جان پر
اور وہاں نہیں نہیں ہے ابھی تک زبان پر

کچھ منحصر نہیں یہاں پیر و جوان پر
جاتی ہے جان ادا پہ دل آتا ہے آن پر

آمادہ ہو گئے ہیں عدو امتحان پر
اب انکے ابرو پہ ہے اور میری جان پر

نظارہ کیجئے صف بازار حسن کا
کیا کیا سروں کے ڈھیر لگے ہیں دکان پر

مژگان چشم لاکھ میں بھی چھپتے نہیں
اللہ کیا غرور ہے تیر و کمان پر

زاہد سنبھل غرور خدا کو نہیں پسند
فرش زمیں پہ پاؤں دماغ آسمان پر

نظارگی ہوں جلوہ قد بلند کا
خود انجمن میں ہیں اور خیال آسمان پر

بہانے کی دل میں ٹھانے ہوئے تھے وہ آ گئے
دل سے نگہ میں اور نگہ سے زبان پر

چوکا تو گر پڑونگا جہاں کی نگاہ سے
اب گھر چکا ہوں پاؤں کسی دربان پر

کشتی یونہی اڑائے چلی چل ہوائے شوق
سبکو یقیں ہے دل کا رہے بادبان پر

چڑتے ہو ذکر غیر سے عادت کو کیا کرو
پھر آکے رہ گیا وہی کلمہ زبان پر

تنہا جو ہمنبرد ہوں سودا نہیں مجھے
اور آٹھ آسماں ہیں ابھی آسمان پر

اچھوں کو چٹکیوں میں اڑاؤ گے دیکھنا
اک روز تم نکالو گے ہو کر جوان پر

جو کچھ تمہارے جی میں ہماری نگاہ میں
جو کچھ تمہارے دل میں ہماری زبان پر

اس مہوش کی رفعت مجلس کو دیکھنا
ہے آسماں زمیں پہ زمیں آسمان پر

تیغ نگاہ برق ہے عاشق کے دم کی خیر
پہلے گرے رقیب پہ یا پاسبان پر

ہاں بذلہ سنجیوں میں ہو پروین بسر کرو
جڑ دیگی آپ قفل خموشی زبان پر

لڑکپن ہی میں گرتی ہیں نگاہیں بجلیاں ہو کر
خدا جانے غضب ڈھاؤ گے کیا کیا تم جواں ہو کر

خدا جانے دہن ہوتا اگر انکے تو کیا کرتے
ہزاروں گالیاں دیتے ہیں چپ بے زباں ہو کر

ذرا سی بات پہ تیور بدلتے ہیں عاشق سے
نگاہیں دل میں گھاؤ ڈالتی ہیں پنہاں ہو کر

مری تقدیر کا لکھا ہوا پورا کہ نامہ بر
عدو سے ملگیا کمبخت میرا رازداں ہو کر

نہ رکھا بخت نے دربان سے سازش کا موقع بھی
کہ خود جا گا کیا وہ آپ اپنا پاسباں ہو کر

چھپانے سے کہیں چھپتا ہے سوز عشق سینے میں
نکلنے لگتے ہیں آتش کے پرکالے دھواں ہو کر

اگر خواہش ہے تجھکو نام کی گوشہ نشینی کر
کہ شہرت پائی ہے عنقا نے پروین بے نشاں ہو کر

نہ پوچھو مدعا حاصل کیا ہے بت سے کیا بنکر
سراپا عاجزی بنکر سراپا التجا بنکر

وہ جب نازل ہوئے تو نازل ہوئے قہرِ خدا بنکر
کبھی آئے اجل بنکر کبھی آئے قضا بنکر

بڑا اقبال جو آئے محمد مصطفےٰ بنکر
اب اُنکو اور کیا بنتا تھا محبوب خدا بنکر

وہی اک نور تھا جو دو طرح سے ہو گیا ظاہر
ادہر خیر البشر بنکر اُدہر مشکل کشا بنکر

قرینے سے رہے بنکے ورنہ تم تو ایسے تھے
خدائی بھر کو ملیا میٹ کر دیتے خدا بنکر

ہجوم رنج و غم میں کوسنے کو بیٹھ جاتا ہوں
مگر پھر بد دعا منہ سے نکلتی ہے دعا بنکر

جوانی کے ہیں سب خالق جوانی کو سنوار رکھے
یہی سب باوفا بنکر آئینگے پھر بیوفا بنکر

مسیحا قوم کے خوگر اور وہ عادی جفاء کے
لبوں سے گالیاں اُنکی نکلتی ہیں دوا بنکر

مجھے جب مار ہی ڈالا تو اب دونوں برابر ہیں
اُڑاؤ خاک صرصر بنکے یا بادِ صبا بنکر

تنزل در پئے فرصت ہے چوکنا رہے انساں
بگڑتا ہی رہا کمبخت جو بگڑا ذرا بنکر

مری توبہ کی وقعت روز محشر دیکھنا واعظ
خدا کے روبرو جائینگے عصیاں اتقا بنکر

اُمید سے مجھے دونوں کی بربادی کا خطرہ تھا
مکمل ہو چکے تھے جس گھڑی ارض و سما بنکر

عدو بھی آدمی میں بھی بشر یہ کیا قیامت ہے
وہاں جانا شفا بنکر یہاں آنا قضا بنکر

ہمیں تعلیم زہد و اتقا دینے وہ آئے ہیں
جوانی میں جو خود بیٹھے نہ ہونگے پارسا بنکر

خدا کا قہر مرگِ ناگہاں برقِ تپاں طوفاں
بتو یہ تو بتا دو آئے ہو دنیا میں کیا بنکر

مری مجبوریاں مختاریوں کا کارفرما ہیں
اگر چاہوں تو پہونچوں عرش پر آہِ رسا بنکر

کنیز خاص کیا پروین نہیں کیوں یا علی مولا
مری مشکل کو حل کرتے نہیں مشکل کشا بنکر

واقعی چاہنے والوں کو وہ چاہیں کیونکر
ساری دنیا سے نبھاہیں تو نبھاہیں کیونکر

کیا تماشا ہے شب وصل بھی فرماتے ہیں
کہ غم ہجر میں ہم کرتے تھے آہیں کیونکر

میری نسبت کبھی اغیار سے آشنا نہ تھا
جو ہمیں چاہتا ہو اسکو نچا ہیں کیونکر

رات کو شرم و حیا طاق پہ رکھدی تمنے
ڈالیں گردن اغیار میں باہیں کیونکر

مجھسے بھی ربط ہے دشمن سے بھی ہے الفت انکو
متحیر ہیں کہ دونوں سے نباہیں کیونکر

یہ تو مانا کہ ہمیں قتل کروگے لیکن
ڈھال تلوار سنبھالینگی یہ باہیں کیونکر

کیسے بیتاب ہوئے تم کہ بن آئے نہ بنی
دیکھو برماتی ہیں دل کو یہ آہیں کیونکر

سر جھکائے ہوئے بیٹھے نہ رہیں کیوں پروین
جسکے لائق نہیں اللہ سے چاہیں کیونکر

ز

اے زلیخا مصر میں تھا گر مہ کنعان عزیز
بوستان حسن میں ہے وہ گل خندان عزیز

اسطرح ہے شب مجھے ہے روئے روشن کا خیال
جسطرح کہکشاں درپی ہو مہ تابان عزیز

ایک آبادی سے گھر میں رہتی ہے آٹھوں پہر
تم نہیں آغوش میں تو ہے دل نالان عزیز

دیکھتا رہتا ہوں پہروں صحن بستان میں اسے
عشق گیسو کے سبب سے ہے سنبل پیچاں عزیز

جب ستاتے ہو مجھے گر پڑتے ہیں مجبور اشک
ورنہ دل سے ہر صدف کو ہیں در غلطاں عزیز

عاشق مفلس سے تمکو جتنی نفرت ہو بجا
کون رکھتا ہے مری جان قالب بیجان عزیز

ہم بھی کہتے تھے کبھی ایمان روئے یار سے
اے مسلمانو ہمیں بھی تھا کبھی قرآن عزیز

دولت دیدار سے ہوتی نہ محرومی اگر
جتنا میں تجکو مجھے رکھتا ترا دربان عزیز

کوچۂ گیسو میں چار انگل جگہ دل کو نہیں
کچھ نہیں ان کافروں کو خاطر مہمان عزیز

رنج میں راحت سے افزوں یاد آتا ہے خدا
نفع سے پروین زیادہ ہے مجھے نقصان عزیز

خدا معبود مطلق ہے کوئی اُس سا نہیں ہرگز
مگر اُس بت کی جو کہتے ہیں نہ اُٹھیگی جبیں ہرگز

اگر توحید فطری شے نہ ہوتی ذات انساں میں
خلیل اللہ نہ کہتے لا احب الآفلین ہرگز

زمیں پر تیرا دور آیا فلک اُنکو مبارک ہو
نہ رہ سکتے تھے یہاں اب عیسیٰ گردوں نشیں ہرگز

تپ فرقت کی شدت سے نکل جائیگا دم میرا
سوال وصل پر ایجاب نکرنا تم نہیں ہرگز

یہ مانا وہ اگر چاہے تو ممکن ہے بنا ڈالے
بنائیگا مگر تمسا نہ صورت آفریں ہرگز

تمہیں لیلےٰ سے بہتر ہو۔ اگر لیلیٰ سے تم ہوتے
تو پھر مجنوں نہ کرتا قیس اپنا جانشیں ہرگز

خدا کا فضل ہے خوف قیامت کچھ نہیں پرویں
نہ رحمت میں رکھینگے رحمۃ للعالمیں ہرگز

س

دیدار کی ہوس نہ مجھے طور کی ہوس
ہے صرف تیرے عارض پر نور کی ہوس

اے یار تیرا طالب دیدار ہوں فقط
کافر ہوں گر ہو مجھکو رخ حور کی ہوس

ساری بہشت شیخ کے ورثہ میں آئیگی
کیا اُٹھ گئی ہے روٹی کے لنگور کی ہوس

واعظ کی ترش روئی مساجد سے مانگ لائے
دنیا میں جب بشر کو ہوا ہجور کی ہوس

دیکھے نہ کوئی پیار سے چاہتے ہیں وہ
پوری ہو کسطرح بت مغرور کی ہوس

ہے ہے شب وصال میں کیوں ہو گئی سحر
عاشق کو مشک کی تھی نہ کافور کی ہوس

صاحب سوال بوسہ پہ خفگی سے واسطہ
ہیں کے بھی اک مطابق دستور کی ہوس

خود دل میں جا گزیں ہوئی عقبیٰ کی آرزو
پرویں نے مال و جاہ کی جب دور کی ہوس

نرگس سی آنکھ بھی ہے ابرو خمدار کے پاس
دوسری اور بھی تلوار ہے تلوار کے پاس

دشمنوں کا مری قسمت سے ہے قابو مجھپر
یار کے پاس ہے دل یار ہے اغیار کے پاس

یاد رکھنا جو ہوئی وعدہ خلافی اُنکی
بستر آن جمیگا تری دیوار کے پاس

قیدی زلف کی قسمت میں ہے رخسار کی سیر
شکر ہے باغ بھی ہے مرغ گرفتار کے پاس

چہرہ بھی برق بھی دل لینے میں گیسو بھی بلا
ایک سا معجزہ ہے کافر و دیندار کے پاس

غیر بے جرم ہیں اور میں ہوں وفا کا مجرم
کون آتا ہے بھلا مجھسے گنہگار کے پاس

قبر میں سوئینگے آرام سے اب بعد فنا
آئیگا خواب عدم دیدہ بیدار کے پاس

اسکی کیا وجہ ہے مر ہوتے وہاں کیوں نہیں
کیوں ہے زلف سیہ آپکی رخسار کے پاس

ہوشیاری سے ہو پرویں چمن حسن کی سیر
دام اور دانہ ہیں دونوں رخ دلدار کے پاس

ش

مجکو نہ سر کا ہوش ہے باقی نہ پا کا ہوش
کچھ ہوش ہے تو نالہ و آہ و بکا کا ہوش

جب نزع میں نہ سر کا ہو باقی نہ پا کا ہوش
یا رب ترا خیال ہو یا مصطفےٰ کا ہوش

بیمار ہجر کی تو پریشانیاں نہ پوچھ
کسکو دوا کا ہوش ہے کسکو دعا کا ہوش

اتنے سے عذر پر مرا دل صاف ہو گیا
ہمکو جفا کا ہوش نہ صاحب وفا کا ہوش

دنیا کا بھی خیال ہے عقبیٰ کا بھی خیال
ایک ابتدا کا ہوش ہے ایک انتہا کا ہوش

آئے ہو بزم غیر سے شاید پیے ہوے
ٹوپی کا کچھ خیال نہ تمکو قبا کا ہوش

قسمت سے آ گئے تھے عیادت کے واسطے
اس محویت میں کچھ نہ رہا التجا کا ہوش

ہو نشہ جوانی میں سرشار شک نہیں
پر عاشقوں سے ہے یہ تمہیں جور و جفا کا ہوش

وارفتگان عشق کی اللہ رے محویت

ہمکو جفا کا ہوش نہ پروین وفا کا ہوش

پیسہ کے ساتھ جاتا رہا روزگار عیش
افلاس کی خزاں نے مٹا دی بہار عیش

اک وقت زور شور پہ تھا روزگار عیش
جاتی رہی شباب کے ہمرہ بہار عیش

جب تک شراب سرخ سے ساغر بھرا رہا
دنیا میں کس بہار پہ تھا لالہ زار عیش

وہ رات کو تھا نشہ مے سے عرق عرق
کیا کھینچ رہا تھا زور سے عطر بہار عیش

ہوشیار ہو کہ فانی ہیں دنیا کی لذتیں
لکھا ہوا ہے یہ سر لوح مزار عیش

کرنا مرے الم کدہ دل میں بھی مقام
رکھنا مرا خیال بھی اے شہسوار عیش

ہو جاتے ہیں فضول مصارف سے زیر بار
اٹھتا نہیں کسی سے بھی دنیا میں بار عیش

اے دل موافقت پہ فلک کے نہ بھولنا
ناپائیدار ہوتے ہیں قول و قرار عیش

پروین جن احمقوں نے نہ دولت کی قدر کی
تکلیف اُن گھروں میں ہی یادگار عیش

ص

میرے لیئے ہزار کرے اہتمام حرص
میں وہ ہوں مجھ پہ ڈال سکیگی نہ دام حرص

ہے کچھ نہ کچھ ہر آدمی کو لا کلام حرص
لیکن نہ اسقدر کہ بنا لے غلام حرص

اے زلف پھیل پھیل کے رخسار کو نہ ڈھک
کر نیمروز کی نہ شہ ملک شام حرص

واعظ شراب و حور کی الفت میں غرق ہے
ہے سر سے پاؤں تک یہ ستمگر تمام حرص

دل چھین عاشقوں کے مگر ہوشیار رہ
ایسا نہ ہو کہ دل کو بنا لے غلام حرص

ناقص رہینگے سارے تمولوں سے کاروبار
کرنے نہ دیگی تجکو یہاں کوئی کام حرص

قبضہ اٹھائیگی نہ دل روزگار سے
جبتک نہ زندگی کا کرے اختتام حرص

مدت سے اشتیاق ہے بوس و کنار کا
گر حکم ہو شروع کرے اپنا کام حرص

پیری میں لگی ہوئی ہے خدا سے مجھے امید
دل کو مرے بنائے نہ اپنا غلام حرص

سچ کہتے ہیں ہوتی ہے محبت کی نظر خاص
جذب ستم و جور میں رکھتی ہے اثر خاص

وہ ظلم ہیں مجھ پر جو کسی پر نہیں ہوتے
اغیار پہ ہے عام تو مجھ پر ہے نظر خاص

ملتا ہے مرے نالہ شبگیر کا انداز
یہ نغمہ دلسوز ہے اے مرغ سحر خاص

ہر شخص مرے در پئے آزار رہیگا
مشق ستم و جور میں بھی مجکو ہنر خاص

روتا ہوں بہت ان سے ادھر بھی ہو توجہ
رکھا ہے ترے واسطے یہ گنج گہر خاص

موجود ہیں سب اسمیں علامات قیامت
ہے بعد شب وصل جدائی کی سحر خاص

اس جور و ستم پر بھی کبھی اف نہیں لب پر
پیری میں مرے سینہ میں ہے دل خاص جگر خاص

ض

یہاں تیر سے غرض ہے نہ تلوار سے غرض
مجکو ہے ابرو و طرہ یار سے غرض

ہمکو فقط ہے ظلم سے آزار سے غرض
سچ تو ہے کیوں ہو پھر دل بیمار سے غرض

اقرار سے غرض ہے نہ انکار سے غرض
کانوں کو صرف ہے تری گفتار سے غرض

جنت ہو باغ خلد ہو فردوس یا بہشت
ہر جا مجھے ہے کوچہ دلدار سے غرض

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرا اوست
اسباب سے غرض ہے نہ گھر بار سے غرض

تم میں ہو شمس میں ہو قمر میں ہو گل میں ہو
اس آنکھ کو ہے جلوہ دلدار سے غرض

مسجد ہو بتکدہ ہو صنمخانہ یا کنشت
پیری میں مجکو شربت دیدار سے غرض

گردوں رقیب یار مرا دل نصیب عشق
انکیں ہر اک کو ہے مرے آزار سے غرض

دل کے جگر کی ہاتھ کی لب کی نگاہ کی
نکلیگی کیا کسی کی نہ سرکار سے غرض

وعدہ پہ اپنے آگہ نہ اختیار ہے
گھٹ جاتا ہے قلق ترے اقرار سے غرض

پروین کسی کا اور تو کچھ کرسکا نہ دل
خود جلگیا وہ آہ شرربار سے غرض

جو دل مرا نہیں مجھے اُس دل سے کیا غرض
چلنی نہو جو راہ تو منزل سے کیا غرض

ڈوبوں گا گر ہے میرے مقدر میں ڈوبنا
غواص بحر عشق کو ساحل سے کیا غرض

وہ دل کو دیکھتا ہے نہ اعمال ظاہری
لیلیٰ کی خواستگار کو محمل سے کیا غرض

سنتا ہے کون عاشقوں کی آہ و زاریاں
گوش چمن کو شور عنادل سے کیا غرض

ہم اُسکے شیفتہ ہیں رقیبوں سے واسطہ
گل سے غرض ہے فوج عنادل سے کیا غرض

مرتا ہوں اور جا نہیں سکتے سوے عدم
مجھ ناتواں کو طوق و سلاسل سے کیا غرض

کیوں درپئے تلاش ہیں احباب و اقربا
پروین شہید ناز کو قاتل سے کیا غرض

ط

تم اور قصہ شب ہجراں غلط غلط
سو بار گر کہو تو کہوں ہاں غلط غلط

دنیا میں اک سے ایک زیادہ حسین ہے
کہہ دینا ہمکو کچھ شہ خوباں غلط غلط

خود غرضیوں سے عارض تاباں کہو تو کیا
ابرو ہے تیغ برچھی ہے مژگاں غلط غلط

مرتا نہیں ہے کوئی مگر تم تو مر گئے
بیٹھے ہو جیتے یا کہو بیجاں غلط غلط

خود مطلبی ہے پردہ میں اور نام عشق کا
کہتا ہوں صاف منہ پہ یہ ہاں ہاں غلط غلط

تم اور گلرخوں کیلئے جاں فدا کرو
طوطا پڑھے کتاب گلستاں غلط غلط

رو کر کہا جو میں نے کہ طوفاں اٹھا ہے اب
ہنسکر کہا کہ نوح کا طوفاں غلط غلط

گر پاک عشق تجکو ہوا عجاز چاہیئے
کافر ہو سیدھی طرح مسلماں غلط غلط

چاہیے ہزار درہم و برہم ہو روزگار
پروین ہو مثل زلف پریشاں غلط غلط

ہر بات پر نہ کہیئے میریجاں غلط غلط
واللہ عدو نے باندھے ہیں بہتاں غلط غلط

ہر بات پر جو کہتے ہو ہاں ہاں غلط غلط
الٹی ہے کب سے تمکو میریجاں غلط غلط

میرا علاج وصل ہے صرف ایک اور اب نہ آپ
چھوڑیگی مجکو آتش ہجراں غلط غلط

بار آئیں ظلم و جور سے ورنہ پھر اسکے بعد
کہلائیں آپ عیسی دوراں غلط غلط

جان بخش آج تک مجھے تمنا نہیں ہوا
یہ سب روایتیں ہیں میریجاں غلط غلط

کہتے ہیں بوسہ لیجیئے ایمان دیجیئے
سمجھے ملیں یہ لعل بدخشاں غلط غلط

کہتا ہوں کچھ وہ سنتے ہیں کچھ اسکا کیا علاج
کرتے ہیں نقل آپکے درباں غلط غلط

وعدہ پہ تم نہ آؤ تو کیوں بدگماں ہوں
ہم آئے ہی ہیں شب ہجراں غلط غلط

چھپ چھپکے آنے جانیسے کیا فائدہ نہیں
افواہیں اڑ رہی ہیں میریجاں غلط غلط

سو بار جاکے وہ عدو کے مکاں جائے
اور میرا بھول کے بھی ہو مہماں غلط غلط

پروین کا نام لینے میں خوف خدا کرو
وہ اور بیچے عشق میں ایماں غلط غلط

میں کیا بتاؤں کیا ہے درست اور کیا غلط
مجموعہ خیال ہے بے انتہا غلط

میں نے کہا درست ہے شکوہ تو بول اٹھے
بالکل غلط ہے آپنے جو کچھ کہا غلط

برہم پیام وصل پہ ہیں کچھ خبر نہیں
قاصد نے میری سمت سے کیا کہہ دیا غلط

قول و قرار رسم حسیناں ہے دوستو
وعدہ پر اپنے آئے وہ رنگیں ادا غلط

سارا زمانہ ایک بشر کیلئے نہیں
بر آئے ہر مراد یہ ہے مدعا غلط

وہ ہم سخن ہیں مجھ سے نظر غیر کی طرف
کرتے ہیں وار غمزہ و ناز و ادا غلط

پرویں تو اُسکے فضل و کرم پر نگاہ رکھ
مخلوق کا خیال نہ رکھے خدا غلط

سینہ پہ نقش تھا کبھی حرف وفا غلط
اے شوخ میرے سامنے یہ ادعا غلط

بدگوئیوں سے اُسکو ہو فرصت ذرا غلط
واعظ سے ایک دم بھی ہو یاد خدا غلط

ہے دل جلوں کے خاک اُڑانیکو واسطے
پیغام یار لاتی ہے باد صبا غلط

جور آفریں ہے تو تجھے سو ڈھنگ یاد ہیں
رہتا ہے تیرے ہاتھ سے کوئے جفا غلط

وہ منہ کہاں سے لاؤں جو جھٹلاؤں آپکو
سمجھے ہیں آپ قول سراپا مرا غلط

دشمن کا نام لیکے گنہگار ہو گیے
کہنے لگے کہ جھوٹ دروغ افترا غلط

معشوق کو بتائیں ستمگر ستم ہے یہ
پھر مدعی وفا کے ہوں یہ مدعا غلط

جھوٹی ہے یہ نمود جہاں اک سراب ہے
پرویں خیال ہستی غیر خدا غلط

ظ

خزاں اک روز آتی ہے گلستاں کا خدا حافظ
اجل داؤ میں رہتی ہے مری جاں کا خدا حافظ

ہماری بدنصیبی سے دوبارہ فصل گل آئی
یہی گر جوش وحشت ہے گریباں کا خدا حافظ

زمانہ آئیگا اُس شوخ کے جوبن نکھرنیکا
مرے دل کا خدا مالک مری جاں کا خدا حافظ

سنا ہے بلبل نالاں نہ ہونا بخت پر نازاں
خزاں ہر سال آتی ہے گلستاں کا خدا حافظ

قفس میں عمر بھر تڑپا کیا پھر جب بہار آئی
یہ کہکر مر گیا بلبل گلستاں کا خدا حافظ

جوانی آتے ہی برپا قیامت ہو گئی عالم میں
بس اب ہے عاشقو گردون گرداں کا خدا حافظ

ہجوم یاس و حرماں سے نہیں سینے میں جا خالی
پسا جاتا ہے دل میں میرے ارماں کا خدا حافظ

خدا جانے عناصر اسکو کب نابید کر ڈالیں
نہ ہو آٹھوں پہر پروین گر انساں کا خدا حافظ

ہزار شرم کرو وصل میں ہزار لحاظ
نہ ہنسنے دیگا دل زار و بیقرار لحاظ

نہ گدگداؤ مجھے میں بھی تمکو چھیڑونگا
میں کر چکا ہوں تمہارا ہزار بار لحاظ

نقاب اُٹھنے کی جرات کہیں نہ کر بیٹھے
بڑھا ہے کیوں دل مضطر کا اضطرار لحاظ

شراب پی چکے بیچارہ کو اجازت دو
کھڑا ہے دیر سے رخصت کو اے نگار لحاظ

میں مدح سنج ہوں دل سے ترے تلون کا
نہ پائدار رہے الفت نہ پائدار لحاظ

بتاؤ تو یہ رہیگا وصال میں کب تک
ہمارے ہاتھ کے بدلے گلے کا ہار لحاظ

کریں جو آپ تجاہل تو کیوں نہ سمجھاؤں
کرے حضور کہاں تک وفا شعار لحاظ

وہ اپنے سر کو ذرا بھی اُٹھا نہیں سکتے
جھکی ہوئی ہے جو گردن تو ہے سوار لحاظ

جو اُنسے پوچھو تو اُنکے خلاف ہے شوخی
جو ہمسے پوچھو تو ہمکو ہے ناگوار لحاظ

تکلف اُٹھتے ہی پروین وہ خوب کھل کھیلے
ہوا ہے شوخیوں سے کتنا بیوقار لحاظ

ہر خاص کا لحاظ ہو ہر عام کا لحاظ
دنیا میں ہر شریف کو ہو نام کا لحاظ

تجکو اگر ہے خالق علام کا لحاظ
راحت کا کر خیال نہ آرام کا لحاظ

کم ظرف ہے جو رکھے فقط نام کا لحاظ
یہ کام کی جگہ ہے رہے کام کا لحاظ

بہکوں اگر میں بزم میں ساقی معاف رکھ
کچھ تو کروں میں بادہ گلفام کا لحاظ

عاشق کو مار ڈالتا ہے پہلے موت سے
کچھ ہاتھ کا کچھ آپ کے صمصام کا لحاظ

مخلوق کو تمہاری محبت میں ہے اب تو
ایمان کا خیال نہ اسلام کا لحاظ

پروین طریق عشق میں پاؤں سنبھل کے رکھ
رہگیر کو ضرور ہے ہر کام کا لحاظ

ع

ہے اپنے قتل کی دل مضطر کو اطلاع
گردن کو اطلاع نہ خنجر کو اطلاع

بے پردہ آج نکلیگا پردہ نشیں مرا
کردے یہ کوئی مہر منور کو اطلاع

چھپ چھپ کے اب جو نکلو تو معلوم ہو مزہ
کر دی ہے میں نے آپکے گھر بھر کو اطلاع

بلبل نہ باز آئیو فریاد و آہ سے
کبتک نہ ہوگی قلب گل تر کو اطلاع

کسطرح کر دیا دل نازک کو چور چور
اس واقعہ کی خاک ہے پتھر کو اطلاع

کیا کام انقلاب کا کچھ بھی نہیں یہاں
دور فلک کے دورہ ساغر کو کیا اطلاع

ہٹ جائے اسطرف بت کافر کی راہ سے
دے کوئی جلد دوڑ کے محشر کو اطلاع

چلنے بھی وہ نہ پائے تھے اپنے مقام سے
پہلے سے ہو گئی دل مضطر کو اطلاع

میں سخت جاں تھا جس قصد کرے دیکھکر
پہلے سے ہو گئی ہے یہ خنجر کو اطلاع

پروین ریاض خلد میں کس کسکو جام دیں
پہلے سے ہے یہ ساقی کوثر کو اطلاع

سب انگلیاں ہیں پنجہ نازک بدن میں شمع
کیوں دوستوں نے لاکے رکھی انجمن میں شمع

کیا موسم بہار میں روشن ہے سبزہ زار
گویا چراغ لالہ ہے صحن چمن میں شمع

ہر قلب میں ہے نور الٰہی کی روشنی
ہر بزم میں چراغ ہے ہر انجمن میں شمع

اے روشنی طبع تو بر من بلا شدی
روشن ہے سوز عشق سے بزم دہن میں شمع

ہر بزم میں ہم ایسے ہیں جیسے چمن میں خار
تم انجمن میں ایسے ہو جیسے لگن میں شمع

روشن کیا ہے نام محبت جہان میں
کیا تھے بجائے تیشہ کف کوہکن میں شمع

ہے شعلہ بار سوز نہاں بعد مرگ بھی
فانوس جسم زار ہی میں ہو ل کفن میں شمع

پھیلی ہوئی ہے چاند سے مکھڑے کی چاندنی
وہ آپ نے حسن سے ہے انجمن میں شمع

اسکے سبب سے بزم فصاحت میں تو رہے
پروین فرنی زبان ہے گویا دہن میں شمع

پروین میں اسطرح سے ہوں سوزاں جہان میں
روشن تھی جس طریق سے بزم سخن میں شمع

سوز دروں سے ہے جو فروزاں لگن میں شمع
کہدوں جو حال دل تو ہو سوزاں دہن میں شمع

رونق جو ہے گھر میں ترے قدم سے ہے
تیرا وجود ہے مرے دار المحن میں شمع

دریائے عشق ہے مرا سینہ اور اسمیں دل
سوزاں ہے ایسے جیسے کہ نہر چمن میں شمع

تسکیں ہوئی مسافر بیت الحرام کو
جلتی ہوئی جہاز نے دیکھی عدن میں شمع

سوزاں ہے سوز عشق سے اپنا تمام جسم
گویا کہ جل رہی ہے ہمارے بدن میں شمع

بیٹھا وہ شمع رو تو پر نور ہے مکاں
روشن تمام جسم ہے یا پیرہن میں شمع

اسکے سبب سے بزم سخن میں ہے روشنی
پروین مری زبان ہے میرے دہن میں شمع

تیرے بلبل سے تھا یکل یہاں گلستان باغ باغ
اور اڑ کر خلد میں پہنچا تو رضوان باغ باغ

ملکے تجھسے ہو نہ کیوں دنیا میں انساں باغ باغ
گل جو دل تھا داغ داغ اب ہے مرجاں باغ باغ

غالب آکر لالہ و گل پہ ہے عارض شاد شاد
جیت کر سنبل سے ہے زلف پریشاں باغ باغ

چشم نرگس لالہ عارض زلف سنبل سرو قد
تو اگر جائے تو ہو سارا گلستاں باغ باغ

میرے دل میں کیا خلش کرتا ہے خار بیکسی
روک کر جب مجکو ہوتا ہے نگہباں باغ باغ

تیرے آنیکی نہیں اڑتی ہوئی پہونچی خبر
آج کیوں ہوتے ہیں مرغان گلستاں باغ باغ

جاتی ہے باد خزاں آنیکو ہے فصل بہار
کہتے پھرتے ہیں مرغان خوش الحاں باغ باغ

نظم تو ہر نظم ہے لیکن شگفتہ ہے وہ شعر
سنکے پروین ہوں جسے اکثر سخنداں باغ باغ

زاغ ہے مار سیہ اور وہ رخ انور چراغ
کالے کے آگے جلا کسطرح اے دلبر چراغ

صبح بجھتا ہے ہمیشہ شام سے جلکر چراغ
راتدن جلتا ہوں میں افسوس کیوں بنکر چراغ

غیر پروانوں کی صورت یار کو گھیرے ہیں
میرا دل اس بزم میں بنکر جلا شب بھر چراغ

چاندنی سی کھل گئی سارے در و دیوار پر
وہ شب وصل آئے میرے گھر میں جب بنکر چراغ

سبزہ خط میں ہے عارض اسطرح جلوہ نما
سبزہ خنداں میں جیسے لالہ احمر چراغ

پھیل جائے روشنی حسن ساری بزم میں
پھونکدے برقع کو بنکر چہرہ انور چراغ

صبح پیری سر پہ آئی اب تو ظالم باز آ
اے دل سوزاں جلیگا تا بکے بنکر چراغ

سرد مہری کے نہ کہتے ہو کہ دل ٹھنڈا ہوا
اس ہوا سے تیز میں جلتا ہے کیونکر چراغ

کوئی روشندل نہیں ملتا جو پروین پوچھ لوں
ڈھونڈتے پھرتے ہیں کسکو مہر و مہ لیکر چراغ

دریافت کیجئے نہ مرے یار کا دماغ
ہے چوتھے آسمان پہ ستمگار کا دماغ

نالہ آسماں پہ ہے دلدار کا دماغ — پر چل گیا ہے کس لیئے اغیار کا دماغ

شب کو مرے مکاں میں جو سویا وہ ماہرو — ہفت آسماں پہ ہے در و دیوار کا دماغ

آواز عندلیب بھی خاطر پہ بار ہے — نازک سوا ہے پھول سے سرکار کا دماغ

عشق بتاں نے سارے زمانہ سے کھو دیا — رفتار کا دماغ نہ گفتار کا دماغ

افسوس ہے کہ بوئے گل سے بھی لگتی ہے سخت چوٹ — از حد ضعیف ہے دل بیمار کا دماغ

ناچار تھک کے صبر و تحمل سے کام لوں
پروین نہیں ہے اب مجھے تکرار کا دماغ

ف

اکبار دیکھ لے جو رخ یار کی طرف — بھولے سے بھی نہ دیکھے وہ گلزار کی طرف

کل تک نگاہ کبک تھی کہسار کی طرف — اب دیکھتا ہے وہ ترے رخسار کی طرف

ہو کون مجھ سے بیکس و لاچار کی طرف — ساری خدائی ہوتی ہے زردار کی طرف

ساری خدائی اسکی حمایت پہ متفق — کوئی نہیں مرے دل بیمار کی طرف

بخشے گئے گناہ تو محشر میں بیگناہ — حسرت سے دیکھتے ہیں گنہگار کی طرف

نکلے ہیں گھر سے دیکھنے کو لوگ ماہ عید — اور دیکھتے ہیں ابروی خمدار کی طرف

گر اسکی زلف زاہد صد سالہ دیکھ لے — تسبیح ترک کرکے ہو زنار کی طرف

سب کی نگاہ حشر میں اعمال نیک پر — اور میری آنکھ احمد مختار کی طرف

پروین مجھے شکست ملی دست حسن سے
دل سا رفیق ہو گیا دلدار کی طرف

اسکو صرصر کی خبر ہے نہ صبا سے واقف — جو نہیں آج زمانہ کی ہوا سے واقف

واسطے انکو دیے میں نے تو فرماتے ہیں
عمر گزری ہمیں اُس بت کی تمنا کرتے
مجھسے نفرت اُسے اعدا پہ رغبت کیا خوب
میں ہوں یا قیس ہو سب عاشق ہیں ہرجائی
کمسنی کا یہ تصدق ہے کہ گلزار جمال
ہے تبو ہمنے بڑا عشق میں دہوکا کھایا
جب یہ دیکھا کہ بڑہا ربط عدو سے اُن کا
کرتے پھرتے یہ حسین جور و جفا تو بہ
کل تو نوکر بھی تھے آقاؤں سے اپنے آگاہ

ہم نہ ایمان سے واقف نہ خدا سے واقف
ہم تو بالکل نہیں تاثیر دعا سے واقف
یا الٰہی نہو وہ مہر و وفا سے واقف
ہوکے دیوانے بت ہوشربا سے واقف
ابھی صرصر نہ آگہ نہ صبا سے واقف
کمسنی میں بھی ہو تم مکر و دغا سے واقف
میں نے دانستہ کیا جور و جفا سے واقف
ہوتے عاشق نہ اگر مہر و وفا سے واقف
آج بندے بھی نہیں اپنے خدا سے واقف

ہائے پیروں نہیں دنیا میں کہیں حق کا لحاظ
کوئی بندوں سے نہ آگہ نہ خدا سے واقف

ق

دل میں تیر عشق ہے اور فرق پر شمشیر عشق
دیکھنیوالے یہ کہتے ہیں کتاب ذہن میں
کوہکن و قیس مل جائیں تو میں اُنسے کہوں
واہ رے انصاف اتنا بھی نہاں پوچھا گیا
بات کرنے سے بھی نفرت ہوگئی دلدار کو
کیا سبب کیا وجہ کیوں آنکھ لگی اشکبار
پہلے اپنا سر قلم کروا کے پھر تیار رہو

کیا بتائیں پڑگئی ہے پاؤں میں زنجیر عشق
تو سراپا حسن کا نقشہ ہے میں تصویر عشق
لیگئے کیا ساتھ ہی قبر میں ہم تاثیر عشق
یہ قصور حسن ہے یا اصل میں تاثیر عشق
واہ رے اظہار الفت واہ رے تاثیر عشق
کیوں نشانہ پر نجائیگا ہمارا تیر عشق
ہر کسی کا کام ہے جو لکھ سکے تفسیر عشق

دولت دیدار حسب مدعا حاصل ہوئی
مل گئی جس شخص کو تقدیر سے اکسیر عشق

حسن جاناں کی کشش دنیا میں باقی ہو گئی
بدنصیبی سے ہمارے اڑ گئی تاثیر عشق

تو بھی گل کے آئینہ پر کھینچئے تصویر حسین
میں بھی بلبل کو سناؤں باغ میں تقریر عشق

کیا شکایت اسکی پرویں یہ تو ہوتی آئی ہے
پہلے الفت کی تھی عزت اور نہ اب توقیر عشق

مریض عشق و محبت ہے مبتلائے فراق
سوائے شربت وصل اور کیا دوائے فراق

مری نظر میں تو یہ ہے فقط سزائے فراق
فراق کو بھی کرے ہے کوئی مبتلائے فراق

کمال عشق ہے شاید جو قیس مجنوں سے
برابر آتی ہے آواز ہائے ہائے فراق

میں مبتلائے تب غم ہوں اور علاج یہ ہے
بجھائے آب وصال آگ کو لگائے فراق

بخشندگی کی شکایت پہ مسکرا کے کہا
کہ جرم عشق میں دی ہے تجھے سزائے فراق

کبھی نہ جائیگا عاشق سے دیکھ بھال کا روگ
پلاؤ لاکھ اسے بدمزہ دوائے فراق

ہوا تھا ملتے ہی مجکو جدائی کا کھٹکا
پڑی ہے وصل کے ہاتھوں سے یہ بنائے فراق

میں پھول کی طرح مرجھا کے رہ گیا افسوس
کچھ اسطرح سے چلی اندنوں ہوائے فراق

خدا کے عشق میں خوبی ہے کسقدر پرویں
نہ اشتیاق وصال اور نہ ابتلائے فراق

جاتا رہا قلب سے ساری خدائی کا عشق
قابل تعریف ہے تیرے فدائی کا عشق

کیسی مصیبت ہے یہ گل کو خموشی کا شوق
بلبل بیتاب کو ہرزہ سرائی کا عشق

پڑ گئی بکنے کی لت ورنہ یہاں تک نہ تھا
واعظ نافہم کو ہرزہ سرائی کا عشق

کرتا ہوں جو بار بار بوسہ رخ کا سوال
حسن کے صدقے سے ہے مجکو گدائی کا عشق

تمکو خدا نے دیا ساری خدائی کا حسن — مجکو عطا کر دیا ساری خدائی کا عشق
عاشق و معشوق کی ہے نہیں کسطرح — اُنکو کدورت کا شوق مجکو صفائی کا عشق
پوچھ لے پروین سے یا قیس سے دریافت کر
شہر میں مشہور ہے تیرے فدائی کا عشق

ک

کرینگے ظلم دنیا پر یہ اور آسماں کب تک — رہیگا بیر یہ کبتک رہوگے تم جواں کب تک
خداوندا انہیں کسدن شعور آئیگا دنیا کا — رہینگی بے پڑھی لکھی ہماری لڑکیاں کب تک
پھریگا اور کتنے دن خیالی پار کھو رہے تیر — اُڑیگا شعر گوئی میں نہ انجن کا دھواں کب تک
یہاں حکمرانی دیکھئے کسدن خدا لیگا — رہینگے قسمتوں پر حکمراں یہ آسماں کب تک
دیے جائینگے کبتک شیخ صاحب کفر کے فتوے — رہینگی اُنکے صندوقچہ میں دین کی کنجیاں کب تک
چلے جائینگی ایک ہی رخ ہوا تا کے زمانہ کی — نہ پورا ہوگا تیرا دور یہ اے آسماں کب تک
تحمل ختم ہوتے ہی بڑی بدنامیاں ہونگی
تمہارے خوف سے پروین نہ کھولیگی زباں کب تک

زمانہ کر دے ہے نام خدا تم ہو جواں جبتک — اُمید وفا تک ہے بلبل ڈھونڈھتا ہے بوستاں جبتک
زمیں والے نہ راحت پائینگے اے آسماں جبتک — اُجڑ جانے سے دنیا ترا نام و نشاں جبتک
جہاں والونکی آنکھوں میں ہے کل اعزاز پیسہ کا — اُبھرتی ہی نہیں انساں کی ساری خوبیاں جبتک
کرے کیوں آدمی بدفعلیاں دوزخ میں پڑنیکو — بھلا ہے اسکی رحمت سے در باغ جناں جبتک
خدا کے رہبر دین کی سمجھا نہیں جاتا — نہ دیجا سند انساں کھلیگا امتحاں جبتک
پسے جائینگے دانہ کی طرح دانا زمانہ کے — پھر جائیگا کا سینہ پر زمیں کے آسماں جبتک

ہزاروں ٹھوکریں کھا کر بشر انسان بنتا ہے
سمجھ ہی میں نہیں آتا یہاں سود و زیاں جبتک

قیامت تک رہیگا منتظر یہ جان لب تیرا
نجائیگا عدم کو تم نہ آؤگے یہاں جبتک

جہاں جائیگا پروین ہر جگہ الزام کھائیگا
نہ قابو میں رکھے گا آدمی اپنی زباں جب تک

جسطرح دو جہاں میں خدا کا نہیں شریک
تیرا جمال میں نہیں کوئی حسیں شریک

میں بھی ترا فدائی ہوں مجھپر بھی رحم کھا
مجھکو بھی کرلے بزم میں اے نازنیں شریک

وہ کر گئے ہیں وعدہ نہ موت آئیگی مجھے
جبتک ہے اس گمان میں مجھکو یقیں شریک

اُسکے ستم ہی کم ہیں جو اوروں کا نام لوں
ہے آسماں شریک نہ اسمیں زمیں شریک

روز جزا امید ہے سب کو سزا ملے
اقدام قتل میں ہیں مرے سب حسیں شریک

اے بدر تیرا دعوی یکتائی سب غلط
جملہ صفات میں ہے ترے وہ جبیں شریک

سچ پوچھئے تو جان جہاں میرے قتل میں
ترچھی نظر کے ساتھ ہے چین جبیں شریک

واعظ تو باغ حسن کی اک بار سیر کر
ممکن ہے دلکشی میں ہو خلد بریں شریک

کیا وجہ تیرے ظلم و ستم میں مزا نہیں
اے دور چرخ آج وہ شاید نہیں شریک

بھیجا پیام جلسہ تو انداز سے کہا
عرصہ ہوا کہ ہم نہیں ہوتے کہیں شریک

پروین غلط ہے انکو سمجھنا جدا جدا
ہیں جسم و جاں کی طرحسے دنیا و دیں شریک

ستم کی حد بھی ہے آخر کہاں تک
کہاں تک اے بت کافر کہاں تک

خدا کیواسطے اے عشق گیسو
ہوے جائیگا میرے سر کہاں تک

قیامت ہوگیا کیا شکوہ غیر
ہوے جاتے ہیں تیور پھر کہاں تک

چھپاؤں عمر بھر کیونکر غمِ عشق
نہو سوزِ نہاں ظاہر کہاں تک

سکوں تقدیر میں ہے یا نہیں ہے
فلک ہے دیکھئے دائر کہاں تک

دل و جان دین و ایمان دے چکا ہوں
کیئے جاؤں پھر اب خاطر کہاں تک

کہاں تک آئیگا لب پر نہ شکوہ
رہونگا صابر و شاکر کہاں تک

غزل خود آپ کہدیتی ہے پرویں
کوئی اس فن میں ہے ماہر کہاں تک

گ

خواب راحت جو غنا کردے اس افسانے سے بھاگ
ہمخیالی جب نہو تو ایسے یارانے سے بھاگ

لگ گئی اکبار گر منہ سے تو چھٹنا ہے محال
مے سے گر بچنا ہے تجکو پہلے میخانے سے بھاگ

جسنے تجکو دل دیا ہے اسکا ہو کر شاد رہ
رنج کا گھر ہے زمانہ اس عزاخانے سے بھاگ

اہل دنیا باولے ہیں باولوں کی تو نہ سن
نیند اڑاتا ہو جو افسانہ اس افسانے سے بھاگ

جال میں پڑنا نہو۔ دنیا کے نیک و بد سے بچ
دام میں پھنسنا نہو تو دام کے دانے سے بھاگ

آبرو چاہے تو حرص مال و زر سے دور رہ
موج دریا موت کا مسکن ہے دردانے سے بھاگ

صحبت خوباں میں لاکھوں ہیں پرویں کے خدا
عقل گم کردینگے فوراً اس پریخانے سے بھاگ

لایا ہے آج بزم میں رنج و ملال رنگ
اس شعلہ رو کا طیش کے مارے تھا لال رنگ

یوسف بھی اسکو دیکھکے فوراً پکار اٹھے
کیا بے نظیر چہرہ ہے کیا بے مثال رنگ

چاروں طرف سحر کے سپیدی جو کھل گئی
چہرہ سے اڑ گیا مرے صبح وصال رنگ

پھیکی پڑی ہے شکر خدا دشمنوں کی بات
اس بزم میں جما ہے ہمارا کمال رنگ

ہے انکی مٹھیوں میں دل دردآشنا
ہے میرے خون سے دست حنائی کا لال رنگ

لایا شباب اور ہی اس باغ میں بہار
جیسا ہے انکی سال تھا پار سال رنگ

دنیا کے داؤ پیچ میں آئے ہیں پختہ کار
بدلے ہزار طرح کے گو پیر زال رنگ

بوٹا سے قد کی بات ہے کچھ اور ہی دلا
گرگٹ کی طرح بدلا کریں نونہال رنگ

میدان امتحاں سے ہٹینگے نہ سر لیئے
تم عاشقوں کا دیکھنا روز قتال رنگ

دندان و لب کا عکس ہے آپس میں پڑ رہا
یاقوت کا سپید ہے موتی کا لال رنگ

تم سے جوان ہاتھ تے ہی چھپے گا بدر بھی
لائیگا ایک روز تمہارا کمال رنگ

اے شیخ ماہرو ترے دم میں نہ آئینگے
چہرہ پہ جھریاں ہیں نہ بدلینگے بال رنگ

پروین جو پختہ کار ہو جاتا ہے جہاں پھر
لیکن ہمیشہ اپنا ہی رکھے بحال رنگ

ہے سوز غم سے سینہ و قلب و جگر میں آگ
جسطرح ہے کشت لالہ گلزار بھر میں آگ

سوز دروں لکھاتا ہوں طوفان آتش سے
پانی سے کچھ سوا نہیں میری نظر میں آگ

پھیلی ہے کیا سپیدی صبح شب وصال
جب اسنے ہی شفق نے لگادی سحر میں آگ

سنتے ہی ذکر غیر لہو کھولنے لگا
اللہ کیا بھری ہوئی تھی اس میں آگ

جلتا ہے جسم زار یہ سوز فراق سے
گویا لگی ہے پردہ دیوار و در میں آگ

نکلے نہ وقت آہ دھواں منہ سے کسطرح
دلسوختہ پرشتہ بھری ہے جگر میں آگ

جام شراب رکھدیا زاہد کے ہاتھ میں
جسطرح بھر دے کوئی کف بیخبر میں آگ

جسجا میں جاؤں گر یہ ہے جسجا میں جاؤں سوز
یا بحر و بر میں آب ہے یا بحر و بر میں آگ

جس مال و زر کی وجہ سے دوزخ نصیب ہو
لگجاے جلد غیب سے اس مال و زر میں آگ

دیتے ہیں آپ کیوں لب شیریں سے گالیاں ہمنے کبھی سنی بھی نہیں تھی شکر میں آگ
بجلی کی طرح جاتا ہے قاتل کا راہوار جلتی ہے اپنے پاؤں سے گویا سقر میں آگ

پروین تمام خلق سے جلتا ہے آدمی
سچ پوچھئے تو رشک ہے قلب بشر میں آگ

اسطرح پوشیدہ ہے میرے دل مضطر میں آگ جسطرح مہندی میں سرخی جسطرح پتھر میں آگ
جسطرح پھونکا ہے مجکو پھونکدے سارا جہاں شعلۂ حسن بتاں بنجائے بحر و بر میں آگ
اے صبا دامن بچا کر چل اگر جاتا ہے بھلا چار سو بھڑکی ہوئی ہے لالۂ احمر میں آگ
ہو گیا فی النار دشمن ایک ہی دو ہاتھ میں آب ہے تیرے دم خنجر میں یا خنجر میں آگ
مرغ نامہ بر کے جس بازو میں تھا نامہ بندھا بجلیوں نے گر کے بھڑکا دی اسی شہپر میں آگ
کان میں بندا ہے اور بندہ پہ سرخی عکس کی لو کی پرتو سے نہ لگ جائے کہیں گوہر میں آگ
کروٹیں جانے لگیں کس سے شعلے اے سوز غم کیا بھری ہے روئی کے بدلے مرے بستر میں آگ
چار چھینٹے شربت دیدار کے دیدیں ہجر میں آپ چاہیں تو ابھی بجھ جائے دم بھر میں آگ

شرطیہ دعوا ہے پروین مہر و مہ میں کیا بلا
آہ سوزاں سے لگا دوں گنبد خضرا میں آگ

یہاں کھوٹے اور کھرے کی ہے قیمت الگ الگ پہچانتے ہیں اہل بصیرت الگ الگ
مجھسے کبھی رقیب سے بھی انکی رسم و راہ دونوں سے ہے محبت و الفت الگ الگ
دن کو تجلی ہے مہر تو راتوں کو ماہتاب چھائی ہوئی ہے دونوں پہ حشمت الگ الگ
معلوم ہوا کہ حضرت واعظ نہیں ملے مدت ہوئی کہ رہتے ہیں حضرت الگ الگ
اک شخص مانتا ہے اسے اور اک نہیں رحمت الگ الگ ہے مصیبت الگ الگ

دل اپنی فکر میں ہے جگر اپنی فکر میں
سمجھیں ہم اسکو گردش تقدیر تو بجا
جب میں نہ ہونگا دل میں نہ پائینگے یہ جگہ
اکجا ہے بلا فقر ہے اکجا بلائے زر
شیریں ہیں لب بھی شہد بھی آواز خوب بھی
نیکی کا نیک شخص کو بد کو برائی کا
واعظ تو ہوشیار میں دیوانہ یاد رکھ

ہر شخص پر پڑی ہے مصیبت الگ الگ
جاتی ہے ہم سے بچ کے مسرت الگ الگ
روئینگے مجھکو رنج و مصیبت الگ الگ
ہر شخص کے ہیں رنج و مصیبت الگ الگ
انگبیں مگس ہر اک کی ہے لذت الگ الگ
بخشے گئے ہیں دونوں کو خلعت الگ الگ
ہر شخص کو ہے حکم شریعت الگ الگ

پیروں میں یہ دغدغہ ہے کہیں سالکان راہ
مجھکو کہیں نہ روز قیامت الگ الگ

ل

زیور ہیں اتنے صرف ہوئے یاسمن کے پھول
گلگشت باغ حسن سے سیری ہو کس طرح
جو پھول انکے منہ سے جھڑے وقت گفتگو
آراستہ ہے زیور گل سے وہ گلبدن
یاقوت لب ہیں دانت گہر ہائے آبدار
راتوں کو ٹوٹتے نہیں تارے خدا گواہ
نا قدریوں پہ بھی ہے بہت قدر شعر کی
شاعر نہیں۔ بہار ہے لیکن کلام میں
خورشید و ماہ کی ہیں نگاہیں لڑی ہوئی

گویا ہیں ایک شاخ میں سارے چمن کے پھول
بہتر ریاض خلد سے ہیں اس چمن کے پھول
لاریب وہ کلام ہیں باغ دہن کے پھول
محفل میں سر سے پاؤں تک آیا ہوں بنکے پھول
مالک چمن میں ہیں کھلے ہیں باغ عدن کے پھول
تم پر نثار ہوگئے ہیں چرخ کہن کے پھول
اب تک گرانبہا ہیں ریاض سخن کے پھول
محفوظ ہیں خزاں سے ریاض سخن کے پھول
پہونچینگی تیری بالیوں میں دونوں کان کے پھول

میں مر گیا تو رو کے عنادل نے یوں کہا
برسوں میں ایک شتر رنج و محن کے پھول

اُجڑے ہوئے دلوں میں گئی راحتوں کا دیا
ویرانہ میں سمجھ کے پہلو کہ رکھی ہیں بن کے پھول

آں را کہ عقل بیش غم روزگار بیش
پیرویں کبھی ہے جہاں میں نہ ہشیار بن کے پھول

بدلی ہوئی ہے چرخ کی رفتار آجکل
ہو راست گوئی کا بازار آج کل

علم و ہنر ہے ملک کو درکار آجکل
ہم خود بھلے برے کے ہیں مختار آجکل

ہے اور ہی طریقہ بازار آجکل
جنس نفیس کے ہیں خریدار آجکل

غفلت کا دور ملک سے شاید گزر گیا
مخلوق ہوتی جاتی ہے بیدار آجکل

گلگونہ ترقی تہذیب و علم سے
شکر خدا کہ سرخ ہیں رخسار آجکل

کیوں جا نہیے صنعت و حرفت کو باغ جلد
غیروں کی ہم نگاہ میں ہیں خار آجکل

روشن ہے اپنی بے ہنری آفتاب سے
ہے صبح کے قریب شب تار آجکل

بگڑی ہوئی ہے میکدہ دہر کی ہوا
ہو جائیں شیخ جی بھی نہ میخوار آجکل

کیا کام ان سفید چڑیلوں کا ہند میں
کیوں ایسی شادیوں کی ہے بھرمار آجکل

ہر چیز کی گرانی نے ویران کر دیا
صرف خزاں ہے ہند کا گلزار آجکل

اس باغ میں ہے باد خزاں باد قحط
ہر گل کے دل میں ہے خلش خار آجکل

بھولے ہیں اپنے فرض کو یہ اجگان ہند
حق دینے میں بھی کرتے ہیں انکار آجکل

شکر خدا کہ ظلم سے معذور ہے فلک
برطانیہ ہے خلق کی غمخوار آجکل

یارب ہمارے دل کو تو اپنی پناہ دے
دلدار ہو گئے ہیں دل آزار آجکل

مخصوص ہو چکی ہیں ادا دی غلامیاں
ہے اک انار سیکڑوں بیمار آجکل

ایک ایک کر کے جتنے ہنر تھے وہ چھن گئے
ہم زندگی سے کیوں نہ ہوں بیزار آجکل

ان جسم اور فرد جرائم میں بڑھ گیا
یعنی نہ درد دل کا ہوا اظہار آجکل

جینے کی فکر کیجئے اور پیٹ کا خیال
موقوف کیجئے عشق کا آزار آجکل

پابندیاں بھی چاہییں انسان کو ضرور
آزادیوں کی کیوں ہے یہ بھرمار آجکل

ملتا نہیں کہیں دہن یار ہے اناج
فاقوں سے جسم ہے کمر یار آج کل

ہے تنگدستیوں کے سبب ضعف اس قدر
سب کی ہیں آنکھیں نرگس بیمار آجکل

لاکھوں محال عقلی و عادی سہی مگر
کسب معاش سب سے ہے دشوار آجکل

کیا کیجے ترنوالوں کا موسم نہیں رہا
چپکے ہوئے ہیں یار کے رخسار آجکل

فاقوں سے ہے یہ حال اگر تول کر بٹھائیں
آدھی چھٹانک میں جائے تن زار آجکل

گل کر دیا چراغ معیشت ہوا سے ہوا
معدے بھی نہ گھس گئے کیوں خار آجکل

چاروں طرف بلند ہے فریاد ہائے ہائے
ماتم کدہ ہے قہقہہ دیوار آجکل

دولت جب آئیگی کہ وہی چیز ہم بنائیں
جو چیز چاہتے ہوں خریدار آجکل

بہتر ہے کارخانوں سے ہو ملک کا بھلا
انگلش میں کٹ سے خزانوں کو زردار آجکل

صنعت کا نام گنج ہے حرفت کا نام زر
علم شکم ہے ملک کو درکار آجکل

پروین کی یہ دعا ہے رہے امن ملک میں
رب غفور تو ہی ہے غمخوار آج کل

ان دلبروں کے ہاتھ سے خالق بچائے دل
لیتے ہی کچھ نہیں یہ ستمگر سوائے دل

کب تک کیا کروں میں تجھ سے ہائے ہائے دل
میری زباں سے کچھ تو سنو ماجرائے دل

اے دلربا ؤ تمکو دل آزاری کی قسم
جو کچھ ہے میرے پاس وہ لینا سوائے دل

مٹی ہوئی خراب بہت دن تو یہ کھلا
گر عقل دے خدا نہ بتوں سے لگائے دل

غمزہ وہ سحر ساز ادا وہ طلسم کار
اسیر نہ جائے جان کہ اسیر نہ آئے دل

مر جائینگے یہ بزم عدو میں نہ جائینگے
جانیکو دل مصر ہے تو سو بار جائے دل

دل میں بھری ہیں اسکے جفا کی کدورتیں
چہرہ پہ چھا گئی ہے سب آکر صفائے دل

محشر تو کوے یار میں برپا کیا کریں
سینہ میں صور ہو جو ہمارے بجائے دل

دونوں طرح سے موت ہے یارب میں کیا کروں
قبضہ میں آئے یار نہ قابو میں آئے دل

آہ و بکا سے شور قیامت ہے یا نہیں
اک دن ہمارے کان سے سنیے صدائے دل

باغ وصال یار میں پہونچا تو کسطرح
نغمہ سرا ہے بلبل دستاں سرائے دل

تھی ہمکو ایک عمر سے دیوانہ کی تلاش
بازار کائنات سے ہم مول لائے دل

خوشیوں کو جیسے ڈالتی ہے پیس بحر میں
سینہ میں چلتی رہتی ہے روز آسیائے دل

پروین بتوں سے دوستی منظور تھی تو کیوں
سینہ میں سنگ پارہ نہ رکھا بجائے دل

زباں ہے بیخبر اور بے زباں دل
کہے کسطرح سے راز نہاں دل

نہیں دنیا کو دلداری کی عادت
سنائے کسکو اپنی داستاں دل

نہ پوچھو بے ٹھکانوں کا ٹھکانا
وہیں ہم بھی تھے سرگرداں جہاں دل

کٹی ہے زندگی سب رنج کھاتے
کہے کیا عمر بھر کی داستاں دل

ہمیں بھی تھی کبھی ملنے کی لذت
ہمارا بھی کبھی تھا نوجواں دل

نہ باز آؤنگا میں الفت سے جب تک
اٹھائے جائیگا جور بتاں دل

غم الفت غم دنیا غم دیں
اٹھائے بار کیا کیا ناتواں دل

سمجھ میں خاک آئے عقل کی بات ۔ گئے ہوش و خرد آیا جہاں دل

اُنہیں رحم آئے تو کیا اے پروین
وہ لاپروا ہے میرا بے زباں دل

جسپہ نثار ہیں ہم اُسی پر نثار دل ۔ اچھا دیا مجھے مرے پروردگار دل

روشن ہے شمع حسن تو پروانہ سیکڑوں ۔ وہ بیچ میں ہے چار طرف بیشمار دل

میں مانتا ہوں جرم کبیرہ ہے دل لگی ۔ اور کیوں جی آگیا ہو جو بے اختیار دل

سوز فراق یار بھی ضایع نجائیگا ۔ بعد فنا بنیگا چراغ مزار دل

ابتک مری طرف سے کدورت نہیں گئی ۔ بھیجا ہے اسنے لکھکے بخط غبار دل

طالب ہیں چشم و ابرو و رخسار و زلف یار ۔ ملنے تھے ہائے چاہنے والونکو چار دل

پروین خیال دولت و حشمت پہ خاک ڈال
مرنیکا گر یقیں ہے تو کم بخت مار دل

م

فریاد روز حشر کرینگے خدا سے ہم ۔ مارے گئے ہیں مکر و فریب و دغا سے ہم

تنگ آگئے ہیں آپکے جور و جفا سے ہم ۔ کرتے ہیں آج عرض بڑی التجا سے ہم

باز آئینگے نہ الفت زلف رسا سے ہم ۔ کتنے ہی مبتلاے بلا ہوں بلا سے ہم

یا باز آئیں پیشہ مہر و وفا سے آپ ۔ یا ہاتھ اُٹھائیں شیوہ مہر و وفا سے ہم

ہرگز کریں نہ داور محشر سے کچھ سوال ۔ مانگیں تجھی کو مانگیں اگر کبریا سے ہم

رخسار و زلف و جبیں و چشم سیاہ کے ۔ لے لینگے چار بوسے کسیدن دغا سے ہم

ہونگے شراب وصل سے عاشق کبھی نہ سیر ۔ ہاں ساقیا ہیں روز ازل کے پیاسے ہم

جب کیگئی دعا تو ہوا فوت مدعا
اب کوئی التجا نہ کرینگے خدا سے ہم

افسوس ذکر غیر پر اُٹھکر چلے گئے
لاتے تھے آج انگوٹھی التجا سے ہم

میں نے جو ذکر حشر کیا اُسنے یوں کہا
تیرے کہے سے تو نہ ڈرینگے خدا سے ہم

جائینگے روز حشر گلستان خلد میں
پیرویں طفیل حضرت خیر الورا سے ہم

حور و پری شکل میں بہتر کہیں ہو تم
انصاف سے جو پوچھو تو انسان نہیں ہو تم

خورشید رو و مسخ و زہرہ جبیں ہو تم
حسن و جمال بھی ہیں فدا وہ حسیں ہو تم

میرے دل شکستہ کے لائق نہیں ہو تم
لوٹے ہو ہم مکانیں ستم ہے مکیں ہو تم

رہتے ہو میرے سامنے دل بات ہے تو
میرے لیے نہیں ہو اگرچہ کہیں ہو تم

مہر و وفا جو تاج ہیں انکا گہر ہو تمہیں
ناز و ادا انگوٹھے ہیں انکا نگیں ہو تم

افسوس ہے جہاں کا عقیدہ بگڑ گیا
سب متفق ہیں دشمن ایمان و دیں ہو تم

وہ چاہتے ہیں کوئی کہے جائے رات دن
لاریب باجمال ہو بیشک حسیں ہو تم

کیا بات مکھیوں کی طرح گرتا ہے جہاں
دیکھو تو غور سے نہ کہیں انگبیں ہو تم

بیار خیال غیر میں کچھ گم ہو اسطرح
ہو بھی اگر جہان میں تو بھی نہیں ہو تم

ہر نازنیں اداسے اداؤں میں بانکپن
قائل ہے خود جمال کہ حسن آفریں ہو تم

معشوق مانتے ہیں تمہیں بادشاہ حسن
دربار دار اور ہیں مسند نشیں ہو تم

واللہ اس زمیں کو فلک سے ملا دیا
اور انکیں کیا مبالغہ پیروی نہیں ہو تم

وصل میں سیراب تھے کوثر سے ہم
ہجر میں محروم ہیں ساغر سے ہم

شوق دیدار کے ہیں چار طرف جال بچھے — دیکھکر چل کہ تری راہ میں ہیں دام تمام
میرے بدخواہوں نے وہانتک نہ گزر ہونے دی — ہاے بیکار گئے نامہ و پیغام تمام
اپنے اوصاف سے کہلاے شریف اور رذیل — ورنہ اک باپ کی اولاد ہیں اقوام تمام
آجتک سب کچھ ملا اور ملے گا پروین — نہوا اور نہوا اللہ کا انعام تمام

کاہش سے میری خوش ہیں جفا اور جفا سے تم — میں طالب وفا ہوں خفا ہو وفا سے تم
کچھ روک ٹوک پر ہو مری جاں خفا سے تم — اچھا پڑو بلا میں ہماری بلا سے تم
آئی قیامت آ گئے حشر ہو گیا — طرز خرام سیکھے ہو کس فتنہ زا سے تم
تم ہی کو جانتا ہوں تمہیں دو دل حزیں — تم ہی سے لونگا مانگکے زلف دوتا سے تم
روکے گی نازکی ستم بیحساب سے — ہارو گے ایک دن دل درد آشنا سے تم
اب جان بوجھکر تو نہ آئیگا دل کبھی — اسکی بدی نہیں ہے کہ لیلو دغا سے تم
دیکھیں تو کون کون کرے اب جاں نثار — مانگو تو پھر ذرا اُسے ناز و ادا سے تم
نستی کے دن نبھے گی اور نمائش کی دن — کے روز دو گے اور مجھے دم دلا سے تم
غنچہ کھلاکے تم نے ہنسے کیا ہی اُسکا منہ — کچھ آگے چل نکلتی ہو باد صبا سے تم
چند راو الکھ میں کہیں آتا ہوں دل میں — واقف نہیں ہو جیسے مگر مدعا سے تم
شکر خدا کہ سارا زمانہ ہے مہرباں — تنہا ہو میرے خون جگر کے پیاسے تم
نیچی نگاہ بھی ہے قیامت کی دلربا — شوخی کا کام لیتے ہو شرم و حیا سے تم
ہم جا مہنے لگے تو یہ شہرت ہوئی نصیب — پھولے پھلے جہاں میں ہماری دعا سے تم
گردوں رفیق بخت موافق جہاں فدا — بیفکر ہو نیکی عابد دعا سے تم

گر کچھ نہیں لگاؤ تو رونے دو زار زار
کیوں ہیچ ناک چھیڑتے ہو میری صدا سے تم

کمسن ہو کمسنی میں نہ محشر بپا کرو
ہے چار دن کی بات ابھی ہو ذرا سے تم

میں جاں بلب طبیب مشوش وہ منحرف
اے دوستو دریغ نہ کرنا دعا سے تم

مجھسے بھی پیش آؤ اسیطرح اے بتو
جسطرح پیش آتے ہو خلق خدا سے تم

پھر میں دوبارہ مطلع تازہ رقم کروں
کچھ اور رخ تشبیہ چلبلی کرو جا بجا سے تم

ہرگز نہ باز آؤگے جور و جفا سے تم
کیا خبر ہے بشر نہ ڈروگے خدا سے تم

لو کام فوج غمزہ و ناز و ادا سے تم
سو قافلے ہوں دل کے تو لو لو دعا سے تم

جنت لکھا ہے کوچہ کہاں میں نے کب لکھا
شرمندہ کرتے ہو مجھے اس افترا سے تم

برہم ہوئی جو زلف دوتا خیر ہو گئی
گلشن میں کیوں الجھتے ہو باد صبا سے تم

محشر میں دیکھیے مری کب تک رسائی ہو
ڈرتا ہوں پہلے بڑھکے نہ جڑ دو خدا سے تم

زلفیں ہٹا نے دو نگا نہ رخ سے شب وصال
روئے سحر کو ڈھانک لو زلف دوتا سے تم

اغیار بھی وصال سے مایوس ہو گئے
بیٹھے رہو خدا کرے یونہی جفا سے تم

دل ہی میں گھر نہیں ہے تو ملنا فضول ہے
بیٹھو کہیں رہو کہیں میری بلا سے تم

بیمار عشق کے مرنے سے خوش ہے رقیب بھی
صحت بحال ہے جو خفا تھے شفا سے تم

اللہ رے تازگی صنم گلعذار کی
رک رک گئے ہو چلتے میں بار قبا سے تم

کیا اسطرف سے ہو کے نکلنا بھی جرم ہے
جلتوں کو پھانس لیتے ہو زلف دوتا سے تم

یارو قدم سنبھال کے رکھنا جہاں میں
غافل نہ ہونا روز سزا و جزا سے تم

فتنے اٹھاے چال نے فتنے بپا کیے
مشتاق دلبری میں ہوئی ابتدا سے تم

گماں ہوتا ہے اُسکی گیسوئے مشکیں پہ اے پروین
دوبارہ خلد میں جو اسنے کالے ناگ پالے ہیں

قایم رہے شباب گرفتار سیکڑوں
جب مال پاس ہے تو خریدار سیکڑوں

دل ایک اور تمسے دل آزار سیکڑوں
بیٹھے ہیں مارے مارے خریدار سیکڑوں

وہ کہتے ہیں جہاں میں ہیں آزار سیکڑوں
میں کیا کروں جو مرتے ہیں بیمار سیکڑوں

فرماتے ہیں بتائیے کس کس کا دل رکھوں
ہیں ایک جان اور طلبگار سیکڑوں

چشم و لب و رخ و خط و بینی و زلف و خال
ہیں ایک اور ایسے ستمگار سیکڑوں

فریاد و آہ و نالہ و ارمان و رنج و درد
اک دل ہے اور اسمیں گرفتار سیکڑوں

جذبات معتدل ہیں تو انسان ہے آدمی
ویسے تو جنگلوں میں بھی غمخوار سیکڑوں

گو مختلف طرح کا ہو پر سب کو عشق ہے
مطلوب سیکڑوں ہیں طلبگار سیکڑوں

معجز نما ہے بتکدہ عشق جسمیں ہیں
ہم اعتقاد کافر و دیندار سیکڑوں

ہے گرد چشم یار مژہ کا محاصرہ
اک ناتواں ہے اور ستمگار سیکڑوں

طالب ہیں میرے دل کے حسینان روزگار
گویا کہ اک انار ہے بیمار سیکڑوں

کیونکر نبھے گی مجھسے حسینوں کی بندگی
اک خادم اور مالک و مختار سیکڑوں

جو تیر یار کھینچے ہیں وہ ہے کاٹ ہی بچہ اور
اور یوں تو باندھے پھرتے ہیں تلوار سیکڑوں

گردوں رقیب زلزلہ محشر قضا و برق
تم ہی نہیں یہاں ہیں ستمگار سیکڑوں

بیوقت موت کا مجھے پروین نہیں ہے غم
غم ہے تو یہ کہ روئینگے غمخوار سیکڑوں

یہاں سے جائے ہی جی کسی کا یا نہیں
ملیں اب وہاں میں جہاں کوئی غمگسار نہیں

جہاں میں کونسا انساں گناہگار نہیں
مگر بہت ہی ہیں اچھے جو شرمسار نہیں

نکر خدا کیلئے مجھسے بار بار نہیں
دوبارہ پھر یہ شب آئے کچھ اعتبار نہیں

جب اپنی جان ہی کا ہمکو اعتبار نہیں
تو پھر کسی کا زمانہ میں کوئی یار نہیں

کہے گیا میں تکلف سے بار بار نہیں
پئے گیا ہی کہہ کہہ کے میگسار نہیں

ہمیشہ ایک طرح چرخ بے مدار نہیں
تغیرات زمانہ کا اعتبار نہیں

تم آدمی ہو کہ پارہ کہیں قرار نہیں
تمہاری بات کا واللہ اعتبار نہیں

بنے ہو صفت میں محفل کے مالک و مختار
تمہیں تو اپنے بھی اوپر کچھ اختیار نہیں

بتوں کی دوستی کا آسماں کی گردش کا
دو روزہ عمر کا دنیا میں اعتبار نہیں

لگا ہے تیر نظر جہاں رقیب کے دل میں
مگر ابھی کوئی سوراخ آر پار نہیں

لیا ہے دل تو بہت احتیاط سے رکھنا
تری نظر کا مرے دل کا اعتبار نہیں

پس فنا بھی مری کیوں کھلی رہی آنکھیں
اگر کسی کا مرے دل کو انتظار نہیں

محال ہے جو کسی قلب پر گراں گزروں
میں بوے گل ہوں صبا کیلئے بھی بار نہیں

دیئے ہیں بوسے جو دل کھو لکر تو دیتے جاؤ
بخیل ہے وہ عطا جسکی بے شمار نہیں

تری نگاہ کے پھرتے ہی پھر گئی دنیا
کوئی رفیق نہیں کوئی غمگسار نہیں

متانت اسکو سنبھالے ہے ورنہ ناممکن
میں بیقرار ہوں اور یار بیقرار نہیں

ذلیل کرتی ہے انسان کو بداطواری
وگرنہ کوئی جہاں میں ذلیل و خوار نہیں

کسی کا قول یہ بالکل درست ہے پروین
کوئی کسی کا زمانہ میں غمگسار نہیں

نیک و بد کی جسے خبر ہی نہیں
شر ہے کمبخت وہ بشر ہی نہیں

وہ ہیں کس حال میں خبر ہی نہیں
سر کبھی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں

ہاتھ خالی ہے مال و زر ہی نہیں
کیا اڑیں جبکہ بال و پر ہی نہیں

مے کی بابت خیال کر واعظ
اسمیں نفعے بھی ہیں ضرر ہی نہیں

قسم ہے تیرے روے روشن کی
شمس بھی زرد ہے قمر ہی نہیں

جسکے باعث ہے زندگی لطف
لطف یہ ہے اُسے خبر ہی نہیں

راہ پر دل کو ہوتی ہے دل سے
میرے دل کی انہیں خبر ہی نہیں

یار تو قتل عام کر ڈالے
تیغ باندھے کہاں کمر ہی نہیں

ضبط کی نسبت آپکا ہے خیال
میں ہوں عاشق مرے جگر ہی نہیں

میرے سینہ کو چیر کر دیکھو
دل بھی روتا ہے چشم تر ہی نہیں

آسماں لاکھ بار دشمن ہو
کیا ہو برباد میرے گھر ہی نہیں

کون کہتا ہے مجکو سودائی
ایک مدت سے میرے سر ہی نہیں

ہم قیامت سے بھی ہوے بے فکر
شب ہجراں کی جب سحر ہی نہیں

پاؤں پھیلاے مست سوتے ہیں
بے فکر کیونکہ مال و زر ہی نہیں

وہ تو مجکو جلاے جائیں گے
بعد مردن بھی عمر بسر ہی نہیں

بعد مردن ہے حشر کا کھٹکا
میری جاں فکر سے مفر ہی نہیں

مرغ بیوجہ چیخے جاتا ہے
یہ نہ بولے تو جانور ہی نہیں

ظلم پر اب ہے آسماں نادم
سر کبھی نیچا ہے اک نظر ہی نہیں

توبہ توبہ ہزار ہا شرطیں
کیا بتاؤں اگر مگر ہی نہیں

پھرتے ہو سیکڑوں نہ یدوں میں
تمکو خوف خطر گزر ہی نہیں

آدمی آدمی ہے عزت سے
آب جسمیں نہ ہو گہر ہی نہیں

کم ہے یہ زاد راہ اے پروین
تمکو اندازہ سفر ہی نہیں

یہ کیا کہا مجھے تری پروا ذرا نہیں
کیا تو خدا ہے مثل ترا دوسرا نہیں

تیرا عدو کا چرخ کا کوئی گلہ نہیں
سب عشق کی خطا ہے تمہاری خطا نہیں

دنیا ہے چار روز کی دار البقا نہیں
صرف ایک پاک ذات ہے جسکو فنا نہیں

واعظ تو اپنے عیب کیوں دیکھتا نہیں
سب ہیں گناہگار کوئی بے خطا نہیں

توہین پیٹ پیچھے کسی کی روا نہیں
سب سے برے ہیں ہم کوئی ہمسے برا نہیں

اے نازنیں تجھے مری پروا نہیں نہ ہو
کیا پردہ زمیں پہ کوئی مہ لقا نہیں

مرنے پہ مستعد ہو مگر یہ تو طے کرو
تم فاتحہ کو قبر پر آؤ گے یا نہیں

میں معن عدو ہو چرخ ہو واعظ ہو کوئی ہو
دنیا میں کون ہے جو ترا مبتلا نہیں

کیوں مٹتے ہو ظلم سے نام و نشاں مرا
ہیں صفحہ وجود پہ لفظ وفا نہیں

کوے بتاں میں ظلم و ستم کیوں ہے اسقدر
کوفہ نہیں ہے شام نہیں کربلا نہیں

ظالم کا نام لیتے ہوے کانپتا ہوں میں
کسکی خطا بتاؤں کسی کی خطا نہیں

مرنیکے بعد بھی نہیں گھٹنا ہے حسرتو
دل مستقل وطن ہے تمہارا سرا نہیں

پروین گناہگار ہے کسکی پناہ لے
یارب ترے کرم کے سوا آسرا نہیں

جو چار آدمیوں میں گناہ کرتے ہیں
بتوں کے ہوتے جو مہ پر نگاہ کرتے ہیں

خدا کی دی ہوئی عزت تباہ کرتے ہیں
قسم خدا کی بڑا ہی گناہ کرتے ہیں

بڑا ہی ظلم خدا کی پناہ کرتے ہیں
ہم آہ آہ تو وہ واہ واہ کرتے ہیں

وہ بوسہ دیتے نہیں گورے گورے گالونکا
تمہیں گواہ ہم اُسے مہر و ماہ کرتے ہیں

تو تم نہیں یہ فدا ہیں تو تمہیں یہ نثار
یقیں نہ ہو تو خدا کو گواہ کرتے ہیں

کبھی وہ دیکھتے ہیں اپنے تیغ و بازو کو
کبھی وہ غیظ سے مجھپر نگاہ کرتے ہیں

مجال کیا ہے جو لوں نام اپنے قاتل کا
تمہیں یہ لوگ مگر اشتباہ کرتے ہیں

خیال رکھتے ہیں ہر وقت دوستی کا نیف
اُسیطرح سے ہمیشہ نباہ کرتے ہیں

گناہ کیا ہے جو دل سے عزیز رکھتے ہیں
بنے ہو یوسف ثانی تو چاہ کرتے ہیں

اگر ہو صبر و قناعت کی دولت اے پرویں
گدا بھی کرتے ہیں وہ ہی جو شاہ کرتے ہیں

ضبط الفت نکیا جائیگا اب تاب نہیں
عشق سے ہے جو مجھے روکیں مگر احباب نہیں

رونے دھونے کی تڑپنے کی مجھے تاب نہیں
موت ہی آئی شب ہجر اگر خواب نہیں

بیٹھے ہاتھوں سے میں گزرا مجھے دشنام ہی دو
نوش کیجیے اب ہی نیش تو کمیاب نہیں

آدمی ہے کبھی نہیں یہ تماشا دیکھو
یہی نایاب بھی ہے اور یہی نایاب نہیں

ماہتاب اُس رخ زیبا کے مقابل ہو غلط
اُسمیں یہ نور نہیں آب نہیں تاب نہیں

زہر کھا کر نکرونگا صفت ماتم برپا
خیر اندیش ہو بیاں دشمن احباب نہیں

دھوکا دیتا ہے مسافر کو سراب دنیا
یہ نمائش بھی نمائش ہے فقط آب نہیں

وصل کا لطف نہیں منہ جو چھپائے رکھو
ہے شب تار اگر جلوہ ماہتاب نہیں

مہرباں دیکھا ہے آنکھو تو یہی ہوتا ہے
جسکی تعبیر ہو الٹی وہ مرا خواب نہیں

تنگ گر میرا فسانہ نہیں سننا منظور
مجکو بھی تذکرۂ غیر کی اب تاب نہیں

جو جوانی میں تمہیں کرنا ہے کرلو رندو
پھر اندھیری کا ہمیشہ شب ماہتاب نہیں

خون سے سینچتے ہیں کشت محبت عاشق
اور جب دیکھتے ہیں غور سے سیراب نہیں

ہر بڑے کام میں خطرے ہیں محبت ہی میں کیا
کونسا بحر ہے جسمیں کوئی گرداب نہیں

بحر الفت میں قدم سوچ کے رکھنا یارو
ہے کنارہ ہی یہ غرقاب یہ پایاب نہیں

کچھ تو کمی ہو روز جزا کے عذاب میں
اب سے پیا کرینگے ملا کر گلاب میں

بھیجا ہے خط مگر مرے خط کے جواب میں
لاکھوں ہی بے نقط وہ لکھینگے عتاب میں

عکس رخ نگار ہے جام شراب میں
ہے آفتاب جلوہ نما آفتاب میں

اے آفتاب گرچہ وہ رخ ہے نقاب میں
فرق آگیا ہے جب بھی تری آب تاب میں

رخسار و چشم یار کی تصویر دیکھنا
نرگس کے پھول باندھ دئے ہیں گلاب میں

ملنے فقیر بنکے جو در پر صدا لگائی
گھر میں نہیں حضور کہا خود جواب میں

محشر میں بھی خلاف مرے فیصلہ ہوا
وہ ہو گئے دخیل سوال و جواب میں

سچ پوچھیے تو موت سے بدتر ہے درد ہجر
لذت کباب میں نہ مزا ہے شراب میں

کبتک تہ نقاب رکھیگی حیا و شرم
کبتک رہیگا ماہ دو ہفتہ سحاب میں

وہ آتے آتے غیر کے قابو پہ چڑھ گئے
ہر دم ترقیاں ہیں مرے اضطراب میں

بیشک ہے عیسیٰ کی بشارت ہے دوستو
ملتا ہے میرا خواب زلیخا کے خواب میں

جب اسنے اپنے چاہنیوالوں کو چن لیا
پہلے مرا ہی نام لکھا انتخاب میں

جلتا ہوں میں بھی نار جہنم بھی ہاں مگر
وہ کم ہیں اور ہیں مجھ سے زیادہ عذاب میں

تمکو جواں ہوتے ہی کھینچیگا جذب عشق
رہنے نہ دینگے چاہنیوالے حجاب میں

پھر پھر کے آئے میں رہی گھر اضطراب میں — گھبرا کے یہاں سے نکلے جو صبح شب وصال

دل کس حساب میں ہے جگر کس حساب میں — ایمان و جاں کے مالک و مختار ہو تو پھر

جھوٹی تسلیاں دی مجھے اضطراب میں — اللہ رے چال باز تری چال بازیاں

پروین خلاف عادت معہود یہ غزل لکھی گئی ہے ایک غزل کے جواب میں

اور پھر ہو آب آب اچھا نہیں — کیوں پیجئے کوئی شراب اچھا نہیں

یہ تو انداز عتاب اچھا نہیں — گالیاں دو یہ جواب اچھا نہیں

تیرے حق میں آفتاب اچھا نہیں — اُن کا آنا یہ حجاب اچھا نہیں

دین و دنیا ہوں خراب اچھا نہیں — صاحبو شوق شراب اچھا نہیں

مفت ضایع ہو شباب اچھا نہیں — عشق ہے خانہ خراب اچھا نہیں

آپ کا یہ انتخاب اچھا نہیں — غیر کو ترجیح مجھ پر واہ واہ

روز کا یہ انقلاب اچھا نہیں — منہ سے جو فرمائیے کیجے وہی

آدمی حاضر جواب اچھا نہیں — وہ یہ کہتے ہیں کہ میرا حکم مان

دیکھ ایسا انقلاب اچھا نہیں — تیرے ہوتے پھر چلے افلاک کی

یہ سوال لاجواب اچھا نہیں — کیوں ستم کرتے ہیں اے دل کچھ نہ پوچھ

یاد رکھیے یہ گراب اچھا نہیں — مجھ سے ہے بوچھاڑ کیوں [illegible] ساتھ

یہ تو بالکل ہے خراب اچھا نہیں — وہ دل ویراں کو یوں کہنے لگا

روز کا یہ پیچ و تاب اچھا نہیں — زلف دل دیتے ہو دے ورنہ نہ دے

جان من عطر گلاب اچھا نہیں — عارض تاباں کا بہتر ہے عرق

وہ یہ سمجھے گا کہ ہے دل میں جگہ
میں ہی کیوں کہوں سجا نہ حدرت میں رہوں

غیر پر اُن کا عتاب اچھا نہیں
غیر کیوں ہو ہم پر کاب اچھا نہیں

پوچھتے ہیں وہ جو پیروین کا مزاج
اُن سے کہہ دینا جناب اچھا نہیں

نئے غمزے نئے انداز نظر آتے ہیں
وہ شہید نگہ ناز نظر آتے ہیں
سر جھکائے ہوئے چلتا ہوں میں کوچہ میں
بہت اونچے نہ اُڑے ہیں اُڑینگے گیسو
جھوٹ خود بولنا اُلٹا مجھے جھوٹا کہنا
بھیج تو دی ہے غزل دیکھیے خوش ہوتے ہیں
غمزہ و ناز و ادا مہر و وفا جور و جفا
لطف آئے جو شب وصل ہو دن ہو جائے
عمر گذری ہے ہیں کار یہ مر کے مرنے
بلبلوں سے نہیں گلزار زمانہ خالی

دل بدن حسن کے اعجاز نظر آتے ہیں
آجکل اور ہی انداز نظر آتے ہیں
کیونکہ سر باز ہی سرباز نظر آتے ہیں
یہ کبوتر تو گرہ باز نظر آتے ہیں
سچ ہے دمباز و نکو دمباز نظر آتے ہیں
کچھ کھٹکتے ہوئے الفاظ[1] نظر آتے ہیں
سب کے سب جانِ نو پرانداز نظر آتے ہیں
کیونکہ وہ گوشِ آواز نظر آتے ہیں
جان دیتے ہیں تو جانباز نظر آتے ہیں
شکر ہے جہاں بھی ہم آواز نظر آتے ہیں

بدگمانی بھی محبت کا نشاں ہے پیروین
غلطی ہو تو ہو ناراض[2] نظر آتے ہیں

حلقے نظر آتے ہیں جو گیسوئے رسا میں
بندہ یہ نظر کر کے پھنسا زلف سیاہ میں
شاداں ہوں خیالِ رخ و گیسوئے دوتا میں

یہ بیڑیاں ڈالی گئی ہیں پا بلا میں
لائی ہوس دانہ مجھے دامِ بلا میں
اب وصل کی تدبیر ہوئی صبح و مسا میں

له قافیہ کی غلطی کا اشارہ کر دیا ہے — [illegible] مصنف [illegible] (الف)

گر دولت دیدار لیئے راہ خدا میں
داخل ہوں سلاطین بھی گروہ فقرا میں
کیا اور کوئی قتل ہوا بزم جفا میں
ماتم سے بپا حشر ہے ارباب وفا میں
اُسکے چمن حسن میں شاید نہیں گزرے
گلدستۂ فردوس نہیں دست صبا میں
تو اپنی کمیں سے کبھی ڈال دے مولا
تاثیر کا ٹکڑا مرے دامان دعا میں
پوچھا نہ حسینوں نے تو زاہد نے یہ سوچا
پھر عمر بسر کیوں نہ کریں یاد خدا میں

مقتل میں وہ ہیں زخمیوں کی سیر میں ویں
اٹھلاتے ہوئے پھرتے ہیں گلزار جفا میں

اب کوئی تیرا مثل نہیں ناز و ادا میں
انداز میں شوخی میں شرارت میں حیا میں
مغرور سے سرکش متواضع یہ ہوں قربان
مٹی میں تو مٹی ہیں ہوا ہوں میں ہوا میں
کیا خوب وہ خود کرتے ہیں یوں اپنی ستایش
آفت ہیں چلانے میں قیامت ہیں جفا میں
غیرت نہیں آتی تمہیں اس بات میں بیٹھے
الفت میں محبت میں مروت میں وفا میں
جب ہم دم آخر تو بچا لینے کی طاقت
پھر خاک شفا میں نہ ہیں آب بقا میں
نے وہ چاہا تو سب کچھ ہے بچا ہے تو نہیں کچھ
تعویذ میں گنڈے میں فتیلہ میں دعا میں
اک دنیا سے پردہ ہے اک دنیا سے اتفاق
مخلوق میں معبود میں بندہ میں خدا میں
سرخی کے سبب خوب کھلا ہے گل لالہ
[illegible] میں لیے نہیں نکہت دست حنا میں
عشاق کی خونریزی سے کیا فائدہ ظالم
مشغول ہوا لکھنے میں تو مصروف خطا میں
عاشق تو ہمیشہ ہے محبت کی بدولت
الزام میں تقصیر میں عصیاں میں خطا میں

ہم بھی ہیں کبھی خوبی تقدیر سے پہنچیں
عرفات میں مزدلفہ میں مکہ میں منا میں

اک سلطنت کی ایک خدا کی پناہ میں
کچھ قبول کی ہے کف داد خواہ میں
پیکاں ہے فقرہ کا لگے تیر آہ میں
شرمندگی شریک ہے ہر گناہ میں
یکساں ثواب میں ہے برابر گناہ میں
جب دوستی ہو دوستی کا پاس چاہیئے
اسواسطے کہ یہ بھی دکھانیکے واسطے
کیا ضد ہے عقل و عشق میں اللہ کی پناہ
کچھ مستی شباب ہے کچھ نشہ شراب
اے چشم شوق تو نے کیا مبتلائے عشق
تم برق طور بنکے تجلی دکھاوگے

یہ فرق ہے فقیر میں اور بادشاہ میں
بھردی ہے کوٹ کوٹ کے تاثیر آہ میں
تو عرش تک نہ ٹھیرے کوئی اسکی راہ میں
مقبول ہے خدا کی یہی بارگاہ میں
جو کچھ فقیر میں ہے وہی بادشاہ میں
تعریف یہ ہے فرق نہ آئے نباہ میں
اعمال نیک بھی ہے فرد گناہ میں
جا لپٹا سر ہے میں سے اشتباہ میں
آ لپٹے ہے مجھ سے سمجھکے وہ اشتباہ میں
پکڑا گیا ہوں مفت پرائے گناہ میں
اسطرح آئے جیسے نہ آئے نگاہ میں

پیرویں سیاہ تجلیوں میں بھی میں شاد ہوں
زلفوں کا رنگ ہے مرے روز سیاہ میں

ہم تو ہے مثل بتو نام خدا کہتے ہیں
توبہ توبہ بت کافر کو خدا کہتے ہیں
صدمہ ہجر سے جاں بناز تو ہو بیجا در گزر
تم سلامت رہو کہنے سے بگڑتے کیوں ہو
اپنے بیگانہ سے بیوجہ بگڑتے کیوں ہو
چرخ تک ہے دم اعجاز نما کی شہرت

ہاں مگر اہل شریعت تمہیں کیا کہتے ہیں
وہ برا کرتے ہیں جو اسکو بھلا کہتے ہیں
اب ہے غمزہ و انداز و ادا کہتے ہیں
بد دعا کہتے ہیں یا اسکو دعا کہتے ہیں
تم برے ہو تو تمہیں لوگ برا کہتے ہیں
کہ ملک آ کے مسیحا کی دعا کہتے ہیں

خلق کہتی ہے جسے کوے بتاں اے پروین
ہم اُسے کعبہ ارباب وفا کہتے ہیں

بہت سے زمیں میں دبائے گئے ہیں — بہت اُنکے عاشق جلائے گئے ہیں

ہمیشہ سے عاشق ستائے گئے ہیں — ہمیں کیا نئے یہاں جلائے گئے ہیں

اندھیرا نہ ہونے دیا وصل کی شب — وہ شمعوں پہ شمعیں جلائے گئے ہیں

نہیں ہے سبب اُنکو مجھسے رکاوٹ — بہت سے سکھائے پڑھائے گئے ہیں

نہیں وصل کی اُنسے فرمائش آساں — بہت منہ بگاڑے بنائے گئے ہیں

اداؤں کے نازوں کے نخروں کی ہے بھیر — بہت تیر پہ تیر بٹھائے گئے ہیں

نگاہوں کی چھریاں اداؤں کے خنجر — بہت میرے دل پر لگائے گئے ہیں

لڑایا ہے شہ دیکے لوگوں نے ہمکو — بہت روز نقشے جمائے گئے ہیں

میں نالاں نہ تھا تیرے جور و جفا سے — زمانہ کے دل کیوں دکھائے گئے ہیں

دل و دیدہ دو گھر ہیں تشریف لائیں — سنوارے گئے ہیں سجائے گئے ہیں

یہ دنیا ہے اسمیں ہمیشہ سے انسان — بگاڑے گئے ہیں بنائے گئے ہیں

بنی آدم اعضائے یکدیگر اند — کہ مٹی سے ہم تم بنائے گئے ہیں

زمیں سے ہی آئے زمیں ہی میں جانا — اُسی سے بگاڑے بنائے گئے ہیں

ہمیں یہ ہی مطلب ہے دنیا میں پروین — بہت لوگ یہاں آزمائے گئے ہیں

دو غزلہ کی حاجت نہ تھی بلکہ پروین
قوافی مگر ٹھسائے گئے ہیں

بہت وہ سکھائے پڑھائے گئے ہیں — قیامت کے فتنے اٹھائے گئے ہیں

شب وصل وہ خوں رلا رے گئے ہیں
کہ ہاتھوں میں مہندی لگا رے گئے ہیں

ہمیں کیوں نہ بجائیں سوے بزم جاناں
جب اُسی سب اپنے پرائے گئے ہیں

غم و رنج و خون جگر زخم دہو کا
کھلایا جو تمنے وہ کھا رے گئے ہیں

اگر بزم جاناں میں پوچھا کسی نے
یہ کہدینگے ہم بھی بلا رے گئے ہیں

بڑی مشکلوں سے صفائی ہوئی ہے
مہینوں سے کے بعد اب بلا رے گئے ہیں

فلک اسقدر عاشقوں کا ہے دشمن
نشان لحد تک مٹا رے گئے ہیں

نہ ہو انکی خفگی سے مایوس اے دل
جو روٹھے ہیں اکثر منا رے گئے ہیں

کہیں قبر میں چین سے سونیوالے
قیامت سے پہلے جگا رے گئے ہیں

بہت ہاتھ جوڑے ہیں پانوں پڑے ہیں
بڑی منتوں سے منا رے گئے ہیں

فلک خوش نہو مار کر ہم کو یوں
کہیں مٹنیوالے مٹا رے گئے ہیں

کبھی پورا اترتا ہی کبھی بنتے سنورتے ہیں
کبھی آنے پہ راضی ہیں کبھی اعماض کرتے ہیں

مجھے گستاخ کر لینا بڑی عاشق نوازی ہے
مگر نازک مزاجی سے ترے ہر وقت ڈرتے ہیں

ہماری دشت گردی کی نہیں تکلیف کیا پوچھے
جو گھر میں پانوں پھیلاے ہوا آرام کرتے ہیں

ملا شکوہ بھی بیجا اور مری فریاد بھی جھوٹی
نہ ہم اپنے غور کرتے ہیں نہ اُسپر کان دہرتے ہیں

چرا لیتا ہے کاجل آنکھ کا زرد حنا انکا
اڑا لیتا ہے دل جب ہاتھ وہ سینہ پہ دہرتے ہیں

دل حسرت زدہ کو شمع نمک پھونکا دیتی ہے
وہ انگشت حنائی جب مرے سینہ پہ دھرتے ہیں

جو پہلے ہجے حیرت میں ہاں تو یہ کہدیں بھی تو قاصد
جو دل میں ٹھان لیتی تھی وہ ہم اب کر گذرتے ہیں

شب وعدہ سحر کردینگے وہ حیلوں بہانوں سے
کبھی بگڑے بدلتے ہیں کبھی بنتے سنورتے ہیں

سناؤں انکو چالاکی سے اک کار روائی کی تدبیر
جو پوچھیں مدعا تیرے ہو تو کہدو ہم پیتے ہیں

غلامی عمر بھر کیجیئے مگر جب مانگیئے بوسہ
الجھتے ہیں جھگڑتے ہیں بگڑتے ہیں سمجھ کی پھیر

خدا واقف ہے بالکل زندگی سے تنگ آئے ہیں ہم
ابھی اک بات کہتے ہیں ابھی کہکر مکرتے ہیں

کئی بار ہم آزمائے ہوئے ہیں
مصیبت میں اپنے پرائے ہوئے ہیں

پسینے میں بالکل نہائے ہوئے ہیں
کہاں سے خدا جانے آئے ہوئے ہیں

وہ مجھ سے جو تیور چڑھائے ہوئے ہیں
پڑھائے ہوئے ہیں سکھائے ہوئے ہیں

اٹھاؤ نہ ترچھی نگاہوں کا خنجر
بہت دن سے ہم زخم کھائے ہوئے ہیں

ہمیں مرگ عاشق کا جلسہ ہے شاید
کہ مہمان اپنے پرائے ہوئے ہیں

نہایت ہی تم اے بتو سنگدل ہو
کئی بار ہم چوٹ کھائے ہوئے ہیں

ہمیشہ یونہی مجکو غش آئے یارب
کہ زانو کا تکیہ لگائے ہوئے ہیں

جو درباں نے روکا تو یوں ہمنے ڈانٹا
نہ روکو ہمیں ہم بلائے ہوئے ہیں

نہ یہاں خاک عاشق نہ یہاں خون بسمل
وہ کیوں اپنے دامن اٹھائے ہوئے ہیں

محبت گناہ کبیرہ نہیں ہے
یہ سب جھگڑے بیٹھے بٹھائے ہوئے ہیں

نہیں کام بننے کی امید اس سے
مقدر کو ہم آزمائے ہوئے ہیں

اگر دل نہیں ملتا خالق کی مرضی
وہ آنکھیں تو تجھ سے ملائے ہوئے ہیں

ہمیں دیکھکر بھوں تنکتے ہیں حجب درباں
یہ کتنے تمہارے سدھائے ہوئے ہیں

معزز زمانہ میں وہی ہیں پرویں
جو خود اپنی عزت بچائے ہوئے ہیں

لینے دہو کے سے بلائیں مجھے منظور نہیں — اتنی جرأت نہیں ہمت نہیں مقدور نہیں

کون ہے وہ جو تری بزم میں مسرور نہیں — ہاں مگر میری مسرت تجھے منظور نہیں

سچ کہا ہے نشۂ عشق میں جو چور نہیں — آدمیت میں ترقی اُسے منظور نہیں

بے نقاب آنے میں مختار ہو مجبور نہیں — ہمتو موسیٰ ہی نہیں تم نور مکاں طور نہیں

جان سے مال سے حاضر ہوں اگر راضی ہو — سلطنت بخشدوں اتنا مجھے مقدور نہیں

شرکت جلسہ کو دل میرا تڑپتا ہے مگر — بن بلائے میں چلا جاؤں یہ دستور نہیں

تم بلاتے ہو مگر غیر مجھے روکتے ہیں — تمکو منظور ہے تقدیر کو منظور نہیں

بارہا عشق مجازی تو کیا اے واعظ — اب مجھے ہو عشق حقیقی مجھے یہ دور نہیں

جب کے ساقی نے پلانے سے کیا تھا انکار — اب مجھے لازم ہے تجھے لے دل مجبور نہیں

نکیا پاس وفا ہمنے تو اب ہے یہ پاس — تمسے دوری ہی سہی چند تو اجل دور نہیں

آدمی شرع پہ ہر حال میں چل سکتا ہے
حیلے ہی حیلے ہیں پیروں کوئی معذور نہیں

زمین جو خون لبط مے سے لال کرتی ہیں — حرام چیز کو واعظ حلال کرتے ہیں

ہم اُنسے راہ میں جب عرض حال کرتے ہیں — سوال وصل کا بیکا خیال کرتے ہیں

جو چہرہ کو مہ کامل خیال کرتے ہیں — اب اور کیا کہوں ہم وہ کمال کرتے ہیں

جو وار اوچھا ہے الزام دیجیے بازو کو — حضور تیغ سے یہ کیا سوال کرتے ہیں

نشان ہنسنے سے بدنامیوں کا خوف ہے کیا — جو میری قبر کی وہ دیکھ بھال کرتے ہیں

مری جنازہ کی مٹی خراب کی ہے — تہ دفن کچھ نے نہ ذرہ پایمال کرتے ہیں

میں اور انکے بھلا عذر لنگ کو مانوں — جو چال چل نہیں سکتے وہ چال کرتے ہیں

بتوں کے قبضے میں بے انتہا ہے دولت حسن
پھر اُسپہ دل کا یہ سب ستم ہے سوال کرتے ہیں

رکھیں نہ شیخ بط بادہ کے گلے پہ چھری
حرام کرکے اُسیکو حلال کرتے ہیں

خدا کی راہ دو خلوت میں بوسہ اے حسین
فقیر گوشہ نشین ہیں سوال کرتے ہیں

غلط ہے روح پہ طاری ہے موت اے پروین
فقط یہاں سے وہاں انتقال کرتے ہیں

جو منبروں پہ تبرے عام کرتے ہیں
ہم اُنکو دور سے جھک کر سلام کرتے ہیں

مرے جنازہ پہ کیوں اژدہام کرتے ہیں
مرے ہوے کا وہ بدنام نام کرتے ہیں

فضولیوں میں جو دولت تمام کرتے ہیں
ضرورتوں کیلیئے قرض وام کرتے ہیں

اجل تو لینے کو آتی ہے ہجر میں ہر روز
تمہارے وعدے مگر روک تھام کرتے ہیں

ہم اور شیخ جھگڑتے ہیں دختر رز پر
حلال کرتے ہیں ہم وہ حرام کرتے ہیں

ہمارے طائر دل کو تو چھوڑ دے صیاد
ادا ابھی ترے دانہ کے دام کرتے ہیں

خیالی باتوں سے عالم میں کچھ نہیں ہوتا
جو کام کرتے ہیں دنیا میں نام کرتے ہیں

خدا کا شکر کہ ہوتی ہے آج گردش دور
مری مصیبتوں کا اختتام کرتے ہیں

بگاڑ کیا ہے کسی کا جلا کریں حاسد
وہ نام اُچھالتے ہیں ہم پروین جو نام کرتے ہیں

دستگیر بیکساں اُسکے سوا کوئی نہیں
سچ ہے جیسا وہ ہے ویسا دوسرا کوئی نہیں

سب ہیں طالب اُسکے مطلوب خدا کا کوئی نہیں
جز ابوالقاسم محمدؐ مصطفےٰ کوئی نہیں

دم کے لینے کے ہیں در پے اور نہیں کچھ دل کی قدر
سارے دل آزار ہیں بت دلربا کوئی نہیں

جنسے دل روشن ہے میرا آسمان حسن پر
اُنمیں سب خورشید رو ہیں مہ لقا کوئی نہیں

پنجۂ مژگاں میں خنجر ہے تو دنیا میں ہے کیا
تیرے قبضہ میں تو شمشیر قضا کوئی نہیں

واہ تیرے معتقد ہیں کیسے پختہ اعتقاد
تجھ سے ایماں لا کے پھر تجھ سے پھرا کوئی نہیں

وصل کے طالب ہیں فرقت کی نہیں ہے انکو قدر
سب ہیں لذت آشنا درد آشنا کوئی نہیں

لکھتے لکھتے تھک گیا میں جا چکے نامہ بر
جب کہا آیا تھا کوئی تو کہا کوئی نہیں

پہلے جو موجود تھا اسکی یہ نسبت دہر میں
اب زیادہ ہے مگر خوف خدا کوئی نہیں

جب سے عقل و شرع کی تقلید ہم نے چھوڑ دی
مشکلیں صد ہا مگر مشکل کشا کوئی نہیں

آدمی کے جانچنے کا یہ بڑا معیار ہے
جو برا سب کو کہے اس سے برا کوئی نہیں

سارے جھگڑے اسلیے ہیں حق طلب کرتے ہیں سب
اور اپنا فرض اب کرتا ادا کوئی نہیں

جسکا میں بیمار ہوں وہ ہی کریگا کچھ علاج
ان طبیبوں میں مرے غم کی دوا کوئی نہیں

کھانے پینے چین کرنے پر ہے دنیا شیفتہ
انکے نزدیک اس سے بہتر مدعا کوئی نہیں

خضر کی صورت میں پر ہیں خضر کی پوشاک میں
راہزن ہے راہزن ہیں رہنما کوئی نہیں

آج ظاہر اسے ہے رشک قمر کرتی ہیں
تارے گن گن کے شب ہجر بسر کرتے ہیں

جیسے ناقدر ہیں ابنائے زمانہ معلوم
زندگی کاٹتے ہیں یہ نہیں بسر کرتے ہیں

بزم احباب میں پھر مجھکو بلایا کیوں تھا
آپ جب کرتے ہیں غیروں پہ نظر کرتے ہیں

آپ جاتے ہیں تو شب ہجر نہ آنے پائے
مفت کیوں کالی بلا کو سر کرتے ہیں

پہلے جا کر عدم آباد سے لائیں مضمون
شعرا اسکا اگر وصف کمر کرتے ہیں

سب سے پیش آتے ہیں جو لوگ بخاطر داری
آپ وہ خاطر مخلوق میں گھر کرتے ہیں

اسکا دربان تو پھٹکنے نہیں دیتا مجھکو
نالہ و شور و فغاں جا کے خبر کرتے ہیں

سر جھکائے ہوئے ہے مجلس میں
شرم کتنی ہے چشم نرگس میں

سر جھکائے وہ آئے مجلس میں
رکھدی شرم و حیا خدا جس میں

کوئی جاں باز کوئی خود مطلب
سیر یکجاں عاشقوں کی ہیں قسمیں

یہ جگر ہے مرا یہ قلب حزیں
اب سمجھ لو رہو گے تم کس میں

لڑ گئی شاید اُس پری سے آنکھ
ہے ندامت سے چشم نرگس میں

تلخ گوئی بھی مسکراہٹ ہے
شہد [illegible] کس میں

مختلف رنگتوں کے ہیں معشوق
سیکڑوں ہیں گلاب کی قسمیں

آنکھ لیتی ہے دل کہ زلف رسا
دیکھیں زیادہ کشش ہے کس میں

ہائے بیماریوں سے اے پرویں
زور باقی نہیں کسی حس میں

یہ ہے دل یہ جگر ہیں جس میں
اُس میں آرام کیجے یا اس میں

خود جفا و وفا پہ غور کرو
اُس میں کچھ فایدہ ہے یا اس میں

زلف و رخسار میں ہے سرگرداں
شام اُس میں ہے اور سحر اس میں

تیری آنکھوں سے اُسکو کیا نسبت
کم ہی سرمہ ہے چشم نرگس میں

آپ ڈھونڈیں نہ غیر میں اخلاص
سیم کی خاصیت نہیں مس میں

لائے اُس بت کو میرے گھر شب وصل
اتنی قوت بجز خدا کس میں

کون دنیا سے اُٹھ گیا پرویں
کیسا ماتم بپا ہے مجلس میں

میری عزت بڑھ گئی اک پان میں
فرق کیا آیا تمہاری شان میں

اُن کو دیکھا تو کہا یوں کان میں — کیوں خلل ڈالا مرے ایمان میں

عاشقی ہے بحر ناپیدا کنار — کشتی دل آگئی طوفان میں

ہے یہی پہچان بالی عمر کی — بالیاں وہ دو فقط ہیں کان میں

تیرے صدقے کیلئے حاضر ہیں سب — در سمندر میں گہر ہے کان میں

دے کے دل اُس بت کو اپنا کر لیا — اس تجارت میں نہیں نقصان میں

کیا ہے گلگوں سے رونق گھٹ گئی — رنگ بلکہ آگیا ایمان میں

اُس بت کافر کو سجدہ کر لیا — اس سے کیا آیا خلل ایمان میں

تم پری کا فخر ہو حوروں کا ناز — کاش ہوتے فرقہ انسان میں

اُسکے رخسار ورق ہے خط کی نمود — حاشیہ یہ ہے نیا قرآن میں

گیسوے پیچاں ترے رخسار پر — سورہ وَاللَّیل ہے قرآن میں

عارض تاباں پہ ہے خط کی نمود — حبشیوں کی فوج یا ایران میں

کہہ دو پیش آیا کرے اچھی طرح — چل بچا لے مجھ میں اور دربان میں

وہ کریں ظلم اور تم لب پر نہ لاؤ — ورنہ گستاخی ہے اُنکی شان میں

سنتے سنتے واعظوں سے ہجو مے — ضعف سا کچھ آگیا ایمان میں

یوں کہونگا ووں کہونگا تھا خیال — روبرو کچھ بھی نہ آیا دھیان میں

اُسکی قدرت سے نہیں ہے یہ بعید — رائی کو پربت بنا دے آن میں

بازی پہ دل لگا ہے کوئی دل لگی نہیں — یہ بھی ہے کوئی بات کبھی ہاں کبھی نہیں

جسنے کچھ احتیاط جوانی میں کی نہیں — عقل سلیم کہتی ہے وہ آدمی نہیں

دل مانگو تو جواب ہے اُن کا ابھی نہیں
گویا ابھی نہیں کا ہے مطلب کبھی نہیں

واعظ کو لعن طعن کی فرصت ہے کسطرح
پوری ابھی خدا کی طرف لو لگی نہیں

عاشق پر اُنکا ایک ذرا سا ہے التفات
اور وہ بھی اسطرح کہ کبھی ہے کبھی نہیں

جیسا کہ آپ چاہتے ہیں شخص پاک و صاف
ایسا تو شہر بھر میں کوئی متقی نہیں

تنہا جیے تو خاک جیئے لطف کیا لیا
لے خضر یہ تو زندگی میں [illegible]

ہم سب ہیں راہگیر تصادم کا کیا سبب
دنیا ہے شاہراہ کچھ ایسی گلی نہیں

دل میں نشاط آئے تو چہرہ ہو تابناک
جبتک حجاب چاند نہیں چاندنی نہیں

پرویں جلاؤ شمع عمل گور کے لیئے
سورج کا نور چاند کے وہاں چاندنی نہیں

وحشت آباد تجھے کیوں دل مضطر بھولوں
ایسے اُجڑے ہوئے گھر کو میں کبھی گھر بھولوں

آنکھیں پھوٹیں مری جو صبح مہ انور بھولوں
بہتر اُس رخ سے کہاں تجکو برابر بھولوں

کرلیا تمنے نگاہوں سے زمانہ کا شکار
سب سمجھتے ہیں صیاد میں کیونکر بھولوں

وہ ستم کرتے ہیں اور اُسپہ ستم ہے یہ اور
کبھی بھولے سے بھی میں اُسکو ستمگر بھولوں

اُسنے دل لینے سے پہلے یہ قسم لی ہے
بھول کر بھی میں کبھی اُسکو ستمگر بھولوں

جبتک افسردہ دلی دور نکردو میری
ابن مریم کے کبھی تمکو برابر بھولوں

پھر ہے وہ کونسی صورت جو سناؤں قصہ
تم سے ہنسکر نکہوں حال دل میں کیونکر بھولوں

تم دغا باز ہو سفاک ہو خود مطلب ہو
جانیں تو کہے جاؤنگا کیونکر بھولوں

اسے ہو سنگدلی کی کوئی حد بھی آخر
اور پھر یہ کہ جواہر کو میں پتھر بھولوں

شرم آتی ہے سب الزام لگاؤں [illegible]
مجھپہ جو گذری ہے کیوں اسکو برابر [illegible]

چاہیئے وقت مجھے دیکھنے فرصت اتنی
میں بھی کچھ ڈالوں کہ اے داور محشر لکھوں

کھو کے ان سب نے لیا ہے مرے دل کو
کیوں کہ ہمیں جان سے ایمان ہے بہتر لکھوں

ہاں یہ سچ ہے بحر رواں اشک رواں آ کے
کیا میں اندھا ہوں سمندر کو سمندر لکھوں

خود تو لکھتے نہیں پروین کا غم دل اسیر
حکم یہ ہے کہ پھر اور روتے بھی جالبحر لکھوں

وقت پر آتے ہیں نہ جاتے ہیں
روز اقرار بھول جاتے ہیں

وہ جو بیوجہ مسکراتے ہیں
سیکڑوں وہم دل میں آتے ہیں

اشک حسرت نکل کے دامن میں
جان سے ہاتھ دھو کے آتے ہیں

جب تم آتے نہیں ہو وعدہ پر
ملک الموت کو بلاتے ہیں

سو گیا بخت جیسے رو رو کر
سارے ہمسایوں کو جگاتے ہیں

انکو شرم و حیا نہیں آتی
دل چرا کر نظر چراتے ہیں

بے خطا ہے وہ آسماں مجرم
اُسکو الزام کیوں لگاتے ہیں

جانکل بن گئے ہیں ہم بھولے
چٹکیوں میں مجھے کیسے اُڑاتے ہیں

تیرے کوچہ میں ہم بھی اب تھک کر
دل کے مانند بیٹھے جاتے ہیں

غیر گیا اور اُسکی ہستی کیا
آپ کیوں مفت خوف کھاتے ہیں

کوئی تازہ ستم کیا ایجاد
دیکھکر وہ جو مسکراتے ہیں

آگ پانی میں کیوں لگاتے ہو
نیک جو لوگ ہیں بجھاتے ہیں

تم مرے دل میں ہو تو دیکھو نہیں
حور و غلماں کہیں سماتے ہیں

میں نے پوچھی جو وجہ قتل کہا
ٹھیرو دم لیلے ہم بتاتے ہیں

عشق تیرے طفیل دنیا کے / طنز بھی سنتے ہیں طعنے کھاتے ہیں

بے سبب کیا بگڑنے کا باعث / آپ پرویں کو بھی بناتے ہیں

دل بچارا پھنس کے گیسوئے یار میں / روک رکھا ہے مجھے گلزار میں

فرق کیا مقتل میں اور گلزار میں / ڈھال میں ہیں پھول پھل تلوار میں

لطف دنیا میں نہیں تکرار میں / لیکن اُنکے بوسۂ رخسار میں

تھا جو سب کو سایۂ رخسار میں / تازگی کتنی ہے باسی ہار میں

فرطِ مایوسی نے مردہ حسیں میں / دفن کر دی ہیں دل بیمار میں

شاد ہو جاتی ہے دنیا اُرو کیے / کیا کرامت ہے تری جھنکار میں

آتش الفت کی بھڑکن بڑھ گئی / گر پڑا دل شعلۂ رخسار میں

آہ کے قبضہ میں ہے تاثیر یا / تیغ ہے دستِ علم بردار میں

نشترِ مژگاں کی تیزی کے سبب / ایک کانٹا ہے دل پُرخار میں

آب پیکاں پاس ہے لیکن نصیب / پھر بھی خشکی ہے لبِ سوفار میں

خیر ہو پرویں دل مضطر مرا / لے چلا پھر کوچۂ دلدار میں

میں چپ رہا ہوں تو گویا رنج و غم نہاں [illegible] / بولوں تو شہر با تک حسرت کی داستاں ہو

مسرور ہوں تو مجھ سے ہیں تم بخشا دماں ہوں / تو میرا میہماں ہو میں تیرا میزباں ہوں

کہتی ہے انکی مستی ہوش اپنے تو میں بھی ہوں / بے بیخودی نے شاد سے اس وقت میں کہاں ہوں

ارشاد پر نظر ہے خاموش ہوں کہ گویا / اچھا ہو تو بغیر [illegible]

اے گلو تمسے مجھے شکوہ گلا کچھ بھی نہیں
جانتا ہوں تم میں خوشبوی وفا کچھ بھی نہیں

واے قسمت پھر اسکی منتیں کرنی پڑیں
جب مسیحا نے کہا اسکی دوا کچھ بھی نہیں

ایسے ویسے گوری کالے پر نہیں کچھ منحصر
دل کا آنا شرط ہے اچھا برا کچھ بھی نہیں

بات جب بنتی ہی الفت میں کہ قسمت ہو رسا
ورنہ آہیں نارسا ہوں نا رسا کچھ بھی نہیں

کس بنا پر ہے مری جان بے سبب کی چھیڑ چھاڑ
مفت ہوتی ہو خفا میں نے کہا کچھ بھی نہیں

غیر کو منہ پھیر کر میں کچھ کہہ رہا تھا کچھ برا
اُسنے پوچھا تو پلٹ کر کہدیا کچھ بھی نہیں

وصل ہی کے ساتھ تھی وہ چھیڑ وہ تھے قہقہے
اب تو فرقت میں بجز آہ و بکا کچھ بھی نہیں

تمکو گر حسرت بھری آنکھوں سے دیکھا گیا تو کیا ہوا
کیوں خفا ہونے لگے میں مانگتا کچھ بھی نہیں

میری ضد سے یار کو بدنام کرتے ہیں رقیب
ہے فقط شہرت ہی شہرت واسطہ کچھ بھی نہیں

عاشقوں کو نامرادی اور معشوقوں کو عید
آپکا سب کچھ ہے دنیا میں مرا کچھ بھی نہیں

یاس ہے ملک عدم پروین ذرا ہمت نہ ہار
ایک دم کی راہ ہے اس سے سوا کچھ بھی نہیں

میں ہی اک تنہا نہیں مجنوں تمہاری عشق میں
اک زمانہ کا ہی دل پر خوں تمہاری عشق میں

حسن گھٹتا ہی تمہارا ایک دن ہو جائیگی
لیلی پردہ نشین مجنوں ہی تمہاری عشق میں

اسکے لئے آئیگا مہندی لگانیکا شعور
روئیگا سارا زمانہ خوں تمہاری عشق میں

تم اگر ہو بحر خوبی قلب ہے دریا شوق
بن گئے ہیں سیکڑوں مضموں تمہاری عشق میں

نامہ اعمال بنجاے مرا بے اختلاف
داستان قیس گر لکھوں تمہاری عشق میں

جو تمناؤں کا چشمہ تھا وہی باقی نہیں
بہہ گیا گھل کر دل پر خوں تمہاری عشق میں

آنکھ خاطی قلب مجرم عقل اندھی بتاؤ
بد دعا میں کسکو دوں تمہاری عشق میں

رات دن رہتا ہی سرگرداں نہیں دلکو قرار
کہیں لیلا کیسی لیلا کیا ہی لیلا اب تو ہیں
دونوں یکساں ہیں پریشاں دونوں یکساں بیقرار

گردشیں میں صورت گردوں تمہاری عشق میں
ہم تمہارے چاہ میں مجنوں تمہاری عشق میں
دل کے پنجہ میں دل محزوں تمہاری عشق میں

اُسنے پرویں سے کہا کیا ہی ارادہ تو کہا
اپنی ہستی کو فدا کر دوں تمہارے عشق میں

وصل میں کچھ و لیسے بھی جب چار آنکھیں ہو گئیں
یا ہے بیماران الفت کی محبت کا اثر
جسنے ملنے کی قسم کھائی تھی اب تک ہے مگر
دولت دیدار سے محروم کر کے خاک آئے
اُسکے ابرو کا اشارا اک قیامت ہو گیا
دل چرایا ہے اُنھیں نے کل ہمارا یا نہیں
دیکھ کر بنگے ہم بھی معشوق انتخاب
بے تکلف دیکھتے ہو چار جانب کسلئے

جھک گئیں شرما گئیں بیمار آنکھیں ہو گئیں
یا ہمارے صدمے سے بیمار آنکھیں ہو گئیں
پھر مروت آگئی جب چار آنکھیں ہو گئیں
روتے روتے ہجر میں بیکار آنکھیں ہو گئیں
لیکے خنجر قتل پر تیار آنکھیں ہو گئیں
کسطرح پھر آج سیاہ کار آنکھیں ہو گئیں
اب ہماری بھی بہت ہشیار آنکھیں ہو گئیں
کیا جواں تم نے ہی دو مختار آنکھیں کر دیں

گوہر مقصد نظر آیا نہ پرویں عمر بھر
ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے بیکار آنکھیں ہو گئیں

کبھی بھولے سے نہ آنا غم دلربا دل میں
ہنستے کیا ہو کبھی دیکھو تو گلستاں کی بہار
عاشقوں سے کوئی پوچھے خلش دل کا مزا
کر گیا کون گلستان مسرت تاراج

بلکہ جاناں سے ہر یا حسرت جاناں دل میں
زخم خنداں سے ہیں صدہا گل خنداں دل میں
نوک مژگاں سے رہے ہے یار مژگاں دل میں
چار جانب سے بیاباں ہی بیاباں دل میں

مدینہ کیلئے پروین اگر ترک وطن کر دو

ناز و انداز بس اے رشک قمر جانے دو
انہی باتوں میں نہ ہو جائے سحر جانے دو

وعدہ وصل نہ لوتا ہے موذن باقی
پہلے اس دشمن انصاف کو مر جانے دو

واعظو کعبہ دتیجا نہ سہی دلکو بکسال
سخت کافر ہے جدھر جائے ادھر جانے دو

دوستو نے جو کہا آپ پہ وہ مرتے ہیں
ہنسکے فرمایا کہ مرتے ہیں تو مر جانے دو

سبکو معلوم ہے ہیشل ہو معشوقوں میں
تو بھی پردہ میں ہو رشک قمر جانے دو

یاد آتا ہے شب وصل یہ کہنا ہر بار
ہو گئی ہو گئی وہ دیکھو سحر جانے دو

قتل عالم کیلئے تیغ نہ باندھو للہ
بال سے بھی کہیں پتلی ہے کمر جانیدو

عیش میں طیش میں تکلیف میں یا راحت میں
جسطرح عمر گذری ہے گذر جانے دو

مجکو بھی وسعت رحمت کا یقین ہے پروین
عرصہ حشر میں بے زاد سفر جانے دو

غش میں ہوں زلف معنبر ہی سونگھا دو مجکو
جھوٹ کہتا ہوں تو کوڑوں کی سزا دو مجکو

غیر تقصیر کرے اور سزا دو مجکو
مدعا یہ ہے کہ دنیا سے مٹا دو مجکو

آرزو یہ ہے محلہ کا پتا دو مجکو
یہ نہیں ہے تو فقط نام بتا دو مجکو

چھیڑ پہلو میں تمہیں دل میں لوجا دو مجکو
اور یہ بھی نہیں تو زہر کھلا دو مجکو

میری موجودگی ہے آپکی شہرت ہے بہت
کوسنی غیر کو دو اور دعا دو مجکو

بگڑے جاتے ہو تنے جاتے ہو کھنچے جاتے ہو
میری تقصیر ہے کیا یہ تو بتا دو مجکو

بے سبب ابروان پہ بل کی ضرورت کیا ہے
خود گلا کاٹ لوں شمشیر اٹھا دو مجکو

میں تو خاموش ہوں ذکر میں کسکو بدنام
کوسو عشق دل تو ہیر بجان دعا دو مجکو

تمنے چھوئی نہیں سونگھی نہیں دیکھی بھی نہیں
یہ تو سب سچ ہے مگر منہ تو سنگھا دو مجکو

فتنہ پرداز ہو عیار ہو عاشق کش ہو
بد دعا دو کہ مری جان دعا دو مجکو

اب تو مضبوطی سے کرتے ہو تم اقرار وفا
دیکھو ایسا نہ ہو آخر میں دغا دو مجکو

خواب غفلت میں ہوں سرشار الٰہی توبہ
دوستو پند و نصیحت سے جگا دو مجکو

ڈالدو کوچہ جاناں میں تن خشک مرا
آندھیو تم ہی ٹھکانہ سے لگا دو مجکو

فرط الفت سے ہے ہر بات پہ جی ہاں جی ہاں
ورنہ بھولا ہوں باتوں میں اڑا دو مجکو

بیخودی میں بھڑک اٹھے نہیں آتش عشق
اپنے دامن کی نہ للہ ہوا دو مجکو

بوالہوس لاکھوں مگر عاشق صادق معدوم
ایک تو مجھسا زمانہ میں بتا دو مجکو

اعتراضات کی بھرمار ہے سب پر پرواں
کسطرح رہتے ہیں دنیا میں سکھا دو مجکو

یہ قاعدہ عام ہے کہ بہتر ہی جا ہو
پھر جاؤ جدھر چلتی زمانہ کی ہوا ہو

بیباکی و شوخی ہو کبھی شرم و حیا ہو
اتنا تو بتا دو مجھے تم اصل میں کیا ہو

محشر سے ڈرو غیب کے پردہ میں بھی کیا ہو
ممکن نہیں ظالم کا طرفدار خدا ہو

ہوتا ہے وہی جو کہ مقدر میں لکھا ہو
کوسے سے کسی کے نہ بھلا ہو نہ برا ہو

بیماری ہو معلوم تو کچھ اسکی دوا ہو
ناراض ہو غصہ ہو مکدر ہو خفا ہو

ہے نشتر مژگاں سے محبت مجھے امس
دنیا کے ہوں تنہا رہا ور ہمارا کف پا ہو

اے ظالمو اس بات پہ لرزہ نہیں تمکو
تم ظلم کرو اور خدا دیکھ رہا ہو

ممکن ہے کہ لا دے کبھی غیر کا پیغام
کیوں میری طرف سے گزر باد صبا ہو

خط لکھنے میں سفاک کی ہیں سیکڑوں شرطیں
جل جائیں تحریر میں گر لفظ وفا ہو

ایسے کمسن کی جفاؤں کا گلہ کیا رنج کیا
جو برابر جانتا ہو داد کو بیداد کو

بے تعلق عالم اسباب میں کوئی نہیں
دیکھ لو پابند گلشن سرو سے آزاد کو

پھیر تو لے پھر بھی دیتے ہیں مرا دست مراد
سننے والے سن ہی لیتے ہیں مری فریاد کو

حشر کے دن کیا گواہی ہو نفسی ہونگے شرمسار
رات بھر ہمسائے سنتے ہیں مری فریاد کو

میں بھی جوئے شیر لاؤنگا اگر ہمت ہوئی
جان شیریں سونپ دونگا تیشۂ فرہاد کو

دیکھکر خاموش مثل شمع جلتے ہیں رقیب
چھیڑ کر بھڑکائینگے پھر شعلۂ فریاد کو

آب خنجر کی روانی دیکھکر حیراں ہیں
معجزہ ہے تمنے پانی کر لیا فولاد کو

سچ ہے پروین ہر کسے راہبر کا رہنما
وہ ہیں میرے بھولنے کو میں ہوں انکی یاد کو

غیروں سے حجاب سر بزم تو نہ ہو
اور ہو تو میرے بعد مرے روبرو نہ ہو

مجھسے کشیدہ وصل میں اتنا بھی تو نہ ہو
ہو جائے صبح اور ہم گفتگو نہ ہو

اس بزم میں بہا نہیں جسمیں تو نہ ہو
جیسے چمن میں گل ہو غنچہ میں بو نہ ہو

اے شیخ ہمسے بحث کی بے آبرو نہ ہو
حضرت سنبھلیے آپ سے تم تم سے تو نہ ہو

آساں نہیں ہے زخم محبت کا اندمال
بلکہ رفوگروں سے بھی اسمیں رفو نہ ہو

یہ ہو سکا ہے خلق میں تمکین ہو وقار
بیٹھا رہے جو حوصلۂ گفتگو نہ ہو

دریا کی تہ میں رکھتے ہیں موتی کا قدر دال
جبتک وطن سے دور ہوا آبرو نہ ہو

قرض میں پیچ کرتے ہیں ہم ہی اشک نے صدف
ایسی جگہ نہ جائے جہاں آبرو نہ ہو

جب تو چھٹا ہے بیعت پیر مغاں نہیں
واعظ خطا معاف یہ تیرا وضو نہ ہو

مقصود ہے خدا تو خدائی کو چھوڑ دے
آمادہ نماز کبھی بے وضو نہ ہو

کیسی شی اب شیخ بھڑکتا ہے نام سی | اتنا بھی کوئی منکر لاتقنطوا نہو

پروین مرے دماغ میں ہے ایک ہی خیال
جسکی طلب ہے وہ ہی کہیں چار سو نہو

۵

عارف خزاں کو دیکھ نہ فصل بہار دیکھ | ہر چیز میں ہے قدرت پروردگار دیکھ
گلکاریاں جو عشق کی ہیں انکی یار دیکھ | لالہ کیطرح دل ہے مرا داغدار دیکھ
آئینہ کی نظر نہوجائے وہم ہی | اے مہ لقا نہ آئینہ کو بار بار دیکھ
اُسکے خیال میں آہ بلا سے شراب پی | تو جام میں بھی جلوہ روے نگار دیکھ
جلسے ہو تجھسے شربت دیدار کو پلا | اغیار کر نجائیں کہیں سر مار دیکھ
آیا تھا کل جہاں سے تو مایوس و نا امید | جاتا ہے پھر وہیں دل امیدوار دیکھ
وہ کہتے ہیں جنون ہے تو اس کوچہ سے نکل | جا کوے دشت دیکھ کوئی کوہسار دیکھ
آہستہ چل کہ دل میں ہزاروں ہیں حسرتیں | پامال ہو نجائے سمند شہسوار دیکھ
جسکی کشتگان جفا ہیں جو اب دے | تازہ بنے ہوئے ہیں ہزاروں مزار دیکھ
گھر سے نکل کے سیر چمن کو کہاں چلا | تو آئینہ میں حسن کی اپنی بہار دیکھ

جو ہو رہا ہے خلق میں پروین تو دم نہ مار
خاموش بیٹھ قدرت پروردگار دیکھ

پہلو و پشت و سینہ و رخسار آئینہ | ہے رزمگاہ حسن کا یہ چار آئینہ
کف آئینہ بر آئینہ رخسار آئینہ | ہے سر سے پاؤں تک وہ ستمگار آئینہ
ہٹتا نہیں جو سامنے سے اُسکے رات دن | ہمسے سوا ہے طالب دیدار آئینہ

یہ تو مرا رقیب ہے میں مانتا نہیں
کیوں دیکھتا ہے آپکو ہر بار آئینہ

رخ کا ہی عکس دل میں تو رخ میں ہے دل کا عکس
ہے آئینہ کے سامنے ہر بار آئینہ

خلوت میں اسکے نور سے عالم ہے طور کا
ہیں آب و تاب سے در و دیوار آئینہ

غش کھاکے گر پڑے نہ کہیں رعب حسن سے
اسواسطے ہے پشت بدیوار آئینہ

کسمیں ہے آب و تاب سوا دیکھ لیجئے
اکبار اسکا چہرہ اور اکبار آئینہ

رخ کا اور اسکا ہو گیا اکبار فیصلہ
اچھا ہوا کہ مان گیا ہار آئینہ

لبریز ہے شعاع رخ دلفروز سے
لے آب حسن ساغر سرشار آئینہ

پھر ویں جہانمیں اسکی جھلکتی نہیں پلک
حیرت کا آپ کرتا ہے اقرار آئینہ

بقائے عفت و عصمت کا اک اسرار ہے پردہ
یقیناً اک [illegible] رکھتا [illegible] پردہ

اگر شہر ہو بہت کچھ جب بھی [illegible] دار ہے پردہ
دلوں میں [illegible] ہو تو [illegible] پردہ

رہے دشوار یورپ میں اگر دشوار ہے پردہ
جہاں [illegible] پردہ

بہت سی خوبیوں کا آج خریدار ہے پردہ
[illegible] پردہ

اگر کیسی ہی نظر تیز ہوں یا نہیں
[illegible] پردہ

برائی عورتوں کو گھورنا جو بد نظر جائیں
کھٹکتا انکی آنکھوں میں [illegible] خار ہے پردہ

نہوں یاجوج و ماجوج اسکے [illegible]
نہ چھاٹا جائیگا وہ آہنی دیوار ہے پردہ

میں جتنا ہم رہا اور رویا زیادہ
یقیناً [illegible] ہے [illegible] زیادہ

شب وصل مرغ سحر یاد رکھنا
زباں کاٹ لونگا جو بولا زیادہ

مسجد ہی کے سایہ میں ہے میخانہ بھی واعظ
آئے ہو تو اک چار قدم اور زیادہ

جو مقصد اصلی ہے ادا ہو نہیں سکتا
رکتا ہے کہیں اُسکے قلم اور زیادہ

امید نہیں یار کے پیکان نظر سے
محفوظ رہیں صید حرم اور زیادہ

جتنے وہ تنے جاتے ہیں تیشا دکھا کے
لیتا ہے وہ جھک جھک کے قدم اور زیادہ

دو ہاتھ سوا اُسکو لگانے پڑے پرویں
عشاق میں جب ہوئے ہیں ہم اور زیادہ

اہل وفا کے ہاتھ نہ اہل جفا کے ہاتھ
نیکی بدی ہے سارے جہاں کی خدا کے ہاتھ

افسوس ٹوٹ گئے کیا دعا کے ہاتھ
باب قبول تک نہ گئے التجا کے ہاتھ

دل بک چکا ہے عشق میں اس دلربا کے ہاتھ
الفت میں اب ہے شرم ہماری خدا کے ہاتھ

وہ اُسکا مجھسے لطف و عنایت ملا کے ہاتھ
اور غیر کو بگڑ کے جھڑکنا چھڑا کے ہاتھ

میں کیا بتاؤں کتنا غم و رنج گھٹ گیا
گردن میں اُسنے ڈالدیے جب اٹھا کے ہاتھ

مہندی لگا کے باندھتے ہیں [illegible]
باندھے گئے ہیں اصل میں [illegible] حنا کے ہاتھ

جبتک ہے تن میں جان نہ چھوڑونگا یہ قدم
کھاتا ہوں میں قسم ترے سر کو لگا کے ہاتھ

وہ جالباز ہو نہیں زمانہ میں فرد ہیں
اوروں سے دل ملائینگے مجھسے ملا کے ہاتھ

تیرے قدم سے ہے چمن حسن کی بہار
لیتی بلائیں ہے تیرے باد صبا کے ہاتھ

پڑھتے ہیں گل بھی لالہ رخسار پر درود
دیتا ہے سرو قد کی دعائیں اٹھا کے ہاتھ

دیکھو شکست عہد کہ ہوتی ہے یا نہیں
ہٹ جاؤ میری لاش کو بس تم لگا کے ہاتھ

پرویں نے بیوفائی کا شکوہ جو کچھ کیا
رخ پھیر کر وہ ہنس دیے منہ کو لگا کے ہاتھ

جہاں میں ہے یہ فیض عام کعبہ — جسے دیکھو وہ ہے خدام کعبہ

فرشتو اور کچھ اونچا اٹھاؤ — فلک سے جا نہ الجھے بام کعبہ

زہے نور و صفائے صحن و دیوار — سحر پر طعنہ زن ہے شام کعبہ

رسول اللہ جب تشریف لائے — گرے سجدہ میں سب اصنام کعبہ

خدا کے سامنے سمجھو کہ پہونچے — لیا جس وقت دل سے نام کعبہ

دکھائیں گر رسول اللہ اعجاز — کہیں انت بنی اصنام کعبہ

مسیحا چرخ چارم پر جو پہونچے — تو یہ سمجھے کہ یہ ہے بام کعبہ

دل دانا ہے ہر جا اسکا نخچیر — جہاں ہے بندہ بے دام کعبہ

کہیں پیر فلک کھائے نہ ٹھوکر — جھکے افلاک آخر بام کعبہ

جو حج کر آئے وہ ہی جانتے ہیں — خوشی سے ٹہلکے تھے آلام کعبہ

گرفتار محبت سے ہے زمانہ — جہاں بھر میں بچھا ہے دام کعبہ

سبیل شربت کوثر لگی ہے — بنا ہے چاہ زمزم جام کعبہ

وہی کھلاتے ہیں واں حور و غلمان — یہاں پر جو ہیں خاص و عام کعبہ

خلیل اللہ حبیب اللہ دونوں — اک آغاز اور اک انجام کعبہ

زمیں ہو یا فلک سب اسکے خادم — یہ فراش اور وہ خیام کعبہ

جو دولت مند حج کرنے سنبھلے — وہ بیشک سے ہے تہ الزام کعبہ

پلٹ اے تشنہ محشر پلٹ جا — نہ اکھڑینگے کبھی اقدام کعبہ

جو سچ پوچھو تو ہے یہ بات پیرویں
ہیں مخدوم جہاں - خدام کعبہ

شیخ صاحب بھی نہیں بچکے یہاں سے نکلے
کسقدر انکو بلائی ہے الٰہی توبہ

دل لگی آپسے کی خلق میں بدنام ہوے
نیکنامی یہ کمائی ہے الٰہی توبہ

چاہ کر ہمکو بھلا اور کو کیونکر چاہو
واہ کیا دل میں سمائی ہے الٰہی توبہ

لیگئے چھینکے دل میل نہیں جن پر
کتنی دیدہ میں صفائی ہے الٰہی توبہ

بوسہ مانگا تو کہا شکل خدا اچھا ہو
بات کیا جلد اڑائی ہے الٰہی توبہ

نہیں معلوم کہ کس شخص کا منہ دیکھا ہے
آج پھر غم کی چڑھائی ہے الٰہی توبہ

کوچہ عشق کی سچ پوچھو تو ہمنے پروین
کسقدر خاک اڑائی ہے الٰہی توبہ

جان دینی بھی کچھ وفا ہے یہہ
بلکہ معشوق پر جفا ہے یہہ

دل وحشی تجھے یہ ہوا کیا ہے
اپنے دشمن پہ کیوں فدا ہے یہہ

ہوش میں آ تو اے بت طناز
مجھسے عاشق پہ کیوں خفا ہے یہہ

مارکر بھی نہ تجھکو صبر آیا
رو دیے قبر پر رولا ہے یہہ

گالیاں دیں رقیب کیوں ہمکو
عشق کے جرم کی سزا ہے یہہ

موت آجائے گر تو جی جائے
تیرے بیمار کو شفا ہے یہہ

دل پروین کو دیکھ رکھکر ہاتھ
ہاتھ رکھنا بھی کچھ خطا ہے یہہ

ی

دونوں عالم کے ہو سلطان رسول عربی
ہے یہی خلق کا ایمان رسول عربی

جا دل میں صاحب ایمان رسول عربی
میری بستی نہو ویران رسول عربی

حشر کے روز کہ ہر شخص پریشاں ہوگا
آپکے ہاتھ ہے میدان رسول عربی

چاک میں کرتا ابھی جامۂ ہستی اپنا
اسمیں ہوتا جو گریبان رسول عربی

میری امداد یہاں بھی شفاعت سے وہاں بھی
دونوں عالم کے نگہبان رسول عربی

تازہ تر جلوے ہیں یہ باب بصیرت کیلئے
کل یوم ہو نئی شان رسول عربی

نار کا خوف نہ جنت کی تمنا اسکو
جو ہوا آپکا مہمان رسول عربی

شرع کا راستہ سیدھا ہے مگر کیا کیجے
چلنے دیتا نہیں شیطان رسول عربی

آپکا سکہ و خطبہ ہے جہاں کی رونق
آپ ہیں ناسخ ادیان رسول عربی

آپ مختار دو عالم ہیں خدا کے نائب
سنتے تھے یہ اعلان رسول عربی

سچ تو یہ ہے کہ ڈبوتا ہے اسی مجکو
نفس ہے نوح کا طوفان رسول عربی

آپکے دین کی باقی ہے جہاں میں عزت
یہ بھی ہے آپکا فیضان رسول عربی

قوم کا حال نہیں ہے تو ہماری شوکت
ایک دو دن کی ہے مہمان رسول عربی

آج چھوٹی ہے تری سنت شریفہ سے محبت
اسکا اللہ نگہبان رسول عربی

کاش ہم ہوتے اسوقت ہماری قسمت
رہ گیا دید کا ارمان رسول عربی

یاد آتا ہے مدینہ کا سماں صل علے
تھے کبھی آپکے مہمان رسول عربی

یہ فقط آپ کا رتبہ ہے کہ معراج کی شب
لامکاں پر ہوئے مہمان رسول عربی

مرض شرک سے دی آپ نے دنیا کو شفا
سب پہ ہے آپ کا احسان رسول عربی

آپ ہی سب کی قیامت میں بچائیں گے لاج
خلق جب ہوگی پریشان رسول عربی

یہ کنیز آپکی بیمار تو ہے تنہا کیا جیسی
جان و دل آپ پہ قربان رسول عربی

بھولی باتوں پہ پیار آتا ہے
اور بے اختیار آتا ہے

لو مرا شہسوار آتا ہے
آفت روزگار آتا ہے

گریہ بے اختیار آتا ہے
اور پھر بار بار آتا ہے

انکا ہر ناز انکا ہر غمزہ
جان کا خواستگار آتا ہے

دیکھکر مجکو شوخیوں نے کہا
دیکھنا وہ شکار آتا ہے

کیا یکایک جوان ہوئے ہیں
رفتہ رفتہ ابھار آتا ہے

بیقراری بھی انکو کہتی ہے
دیکھیے کب قرار آتا ہے

دیکھکر دل کو بولا چاہ ذقن
وہ مرا یار غار آتا ہے

ہمنشیں انکے عہد و پیماں کا
مجکو اور اعتبار آتا ہے

ہائے پرویں کو شدت غم سے
درد سر ہے بخار آتا ہے

سب کی یہی خواہش ہے کہیں کچھ نہ زباں سے
ہم پہ یہ نسیں چلا تیر کوئی ہمکو یہ کہاں سے

صورت سے عیاں ہے نہ کہونگا میں زباں سے
پوشیدہ نہیں واقف اسرار نہاں سے

تیور سے عیاں ہے کہیں کچھ وہ زباں سے
ہاں تو متاثر مری فریاد و فغاں سے

یہ تو کہو اس شان سے آئے ہو کہاں سے
یا حور نکل آئی ہے گلزار جناں سے

لکھتا ہوں جو اس حور شمائل کے میں اوصاف
مضمون چلے آتے ہیں گلزار جناں سے

جو کہتا ہوں اس شوخ سے دم دیتا ہوں اکثر
فرماتے ہیں دیکھے یہ کسی اور کو جان سے

للہ نکر ظلم میں اس شوخ کی تقلید
اے پیر فلک تو نہ بر آئیگا جو انسے

اللہ رے صیاد کہ دل ہو گیا بسمل
چلنے بھی نہ پایا تھا ابھی تیر کمانسے

جسطرح کہ مردہ کیا دم بھر میں نہیں ہے — تم چاہو تو زندہ مجھے کر دو ابھی ہا نفسے

ہر وقت ہے پرویں مجھے عقبیٰ کا تصور
جانا ہے پلٹ کر وہیں آئے ہیں جہاں سے

جب آپ ہیں شفیع حق آمرزگار ہے — پھر ہمکو کیا تردد روز شمار ہے
ثابت ہے حرف حرف سے قرآں کے مصطفےٰ — ختم رسل ہے خاصہ پروردگار ہے
پیک صبا مدینہ سے آتا ہے صبح و شام — اے قلب مضطرب تجھے کیوں انتشار ہے
مختار دو جہاں ہے تو محبوب کبریا — دنیا تری فدائی ہے عقبیٰ نثار ہے
گردوں پہ آفتاب جو روشن ہے خسروا — تیرے رخ منیر کا آئینہ دار ہے
یہ صاف کہدیا ہے خدا نے کہ حشر میں — الفت ہے جسکو تجھ سے وہی رستگار ہے
آنکھیں ہوں اور خاک مدینہ ہو اور میں — کیا کیا خیال خاطر امیدوار ہے
بیشک تو ہی ہے باعث ایجاد کن فکاں — دونوں جہاں پہ تیرا ہی اختیار ہے
ہر ذرہ خاک راہ مدینہ کا دوستو — مہر سپہر عظمت و عز و وقار ہے
بیتاب ہو رہا ہوں مدینہ کے شوق میں — لیجل صبا اڑا کے یہ مشت غبار ہے
لیتا ہے یہ بلائیں مدینہ کی بار بار — خم اسلیے سپہر عقیدت شعار ہے
لو اہل حشر وہ لب معجز نما کھلے — جنت ہے خوش جحیم کو کیا انتشار ہے
بے سایہ تو ہے سایہ خلاق دو جہاں — نور خدا ہے رحمت پروردگار ہے
دیکھا جمال پاک تو ثابت یہی ہوا — احمد جمال قدس کا آئینہ دار ہے

پرویں بھی اک فدائی شفیع انام ہے
کیا اسکو خوف پرسش روز شمار ہے

یہ دلکو کیا ملال ہے کیوں اشکبار ہے
سیمائے نور بار ہے صاف آشکار ہے
دل اشتیاق باغ مدینہ میں آج کل
سایہ پڑا ہے گوہر دندان کا اسلئے
بوے مدینہ لیکے چلی ہے نسیم صبح
گر حسرت زیارت مژگان مصطفےٰ
تیری نگہ سے آہوے وحشی شکار ہوا
نقش سم براق ہے یا ماہ آسماں
گل نے کیا ہے چاک گریباں بے تغیر
والشمس تیرا طرہ دستار ہے
تیری زیارت اے شہ واللیل والضحیٰ
گر بیٹھے بھی نہ ہوں محو روے یار
پیراہن شفاعت عالم ترے لئے
محشر میں طرح طرح کی صدائیں بلند ہیں
یہ حال ہے فراق مدینہ میں یا نبی
اکسیر ہے کہ سرمہ ہے یا خاک کوے دوست
صنعت سے اپنے روے محمد بنائیے
دار و مدار کون و مکاں تیری ذات ہے
گر چند روز اور جہاں میں جئیے تو کیا

کیا جوش عشق خاصہ پروردگار ہے
احمد جمال قدس کا آئینہ دار ہے
مانند مرغ قبلہ نما بیقرار ہے
بحر عرب میں جیسے گہر آبدار ہے
گلشن میں آج آمد فصل بہار ہے
برچھی بنے تو سینہ عاشق کے پار ہے
تیری کمند زلف کا عالم شکار ہے
مہر منیر یا ترا آئینہ دار ہے
سنبل نے بال کھولدیے اشکبار ہے
یٰسین ترے گلوے مبارک کا ہار ہے
کیونکر کہوں کہ رویت پروردگار ہے
تو یہ بھی مجھ پہ اک ستم روزگار ہے
کیا چست جامہ اقدس حضرت شعار ہے
آتا ہے کون مجھ پہ شفاعت کا بار ہے
لب خشک چہرہ زرد دل اندر فگار ہے
خاک شفا سودہ مشک تتار ہے
نقاش باغ دہر عجب دستکار ہے
تجھ سے ثبات گردش لیل و نہار ہے
تیرے بغیر دار جہاں مثل دار ہے

روئے نبی کا مجکو تصور ہے ہر گھڑی | فضل خدا سے دل مرا آئینہ دار ہے

پرویں بہت ہے عاصی درماندہ یا نبی
تیری نگاہ لطف کی امیدوار ہے

کس واسطے زنار تسک نگار چین ہے | صحرا یہ کسکی خاطر فرش زمردیں ہے
عشق رسول اکرم دل سے ہوا ہے توام | یہ جسم ہے وہ جاں ہے یہ نقش وہ نگیں ہے
شیطاں ہے پیچھے گر گیا مطمئن ہو خاطر | نفس لعیں ستمگر یک مار آستیں ہے
ہوں گمرہ چہ بیقرینہ مارا ہے کسی نے | پہونچا ہے دگر مدینہ نور رب العالمیں ہے
واللیل اذا سجی کی تفسیر زلف احمد | والشمس کی مفسر پیشانی مبیں ہے
شمس و قمر سے پوچھو دنیا میں تم پھر کر | ایسا کوئی مکرم ایسا کوئی حسیں ہے
لفظ دنی سے ثنا یہ ہو رہا ہے پیدا | تو اسکا ہمنفس ہے وہ تیرا ہم قریں ہے
ملنا کے بدلے وہاں پر ہے سلسبیل و کوثر | ساغر ہے مہر انور ساقی مہ مبیں ہے
ورد زبان گل ہے وہ خاتم الرسل ہے | صل علی سراپا گلشن میں یاسمیں ہے
انجم کے انجمن میں ذکر ہو رہا ہے | تو آفتاب دنیا تو ماہتاب دیں ہے
باد صبا یہ کیا نافہ کوئی پھٹا ہے | دوش نبی پہ ہلتی یا زلف عنبریں ہے
دل ہے سو مدینہ جاں کبر بلا پہ مائل | تن ہند میں پڑا ہے ہر شئے کہیں کہیں ہے
کس شان سے چلے ہیں امت کو بخشوانے | پیشانی ہے کشادہ اور جسم سرمگیں ہے
وعدہ وفا کرینگے کوثر پہ وہ ملینگے | ہمدم ہمیں نبی کی ہر بات کا یقیں ہے

پرویں ہمارے دل ہیں اور دل کی آرزو ہیں
جز عشق روئے احمد فکر دگر نہیں ہے

ابھی سے سر پھوڑنے کو رات بھر ہے

پی ہے خوشی سے خوب دوا کا بہانہ ہے
ظالم ہے مست لغزش پا کا بہانہ ہے

تم جانتے ہو نزع میں ہوں درد ہجر سے
بے موت مارتے ہو شفا کا بہانہ ہے

لیتے ہو وصل میں بھی کلیجہ میں چٹکیاں
دیتے ہو مجھکو زہر دوا کا بہانہ ہے

تم دونوں ہاتھ اٹھا کے مجھے خوب کوسلو
میں خوب جانتا ہوں دعا کا بہانہ ہے

مہندی لگا کے لیٹ رہے ہو شب وصال
واللہ غضب کا حیلہ بلا کا بہانہ ہے

مطلوب ہے شکار کرے وہ جہان کو
میں جانتا ہوں ناز و ادا کا بہانہ ہے

عادت ہی ہے خدا کی بنانا بگاڑنا
پرویں فقط بقا و فنا کا بہانہ ہے

جان آمادہ ہے دم بھر میں نکلنے کیلئے
اجل آئی ہے کہیں گھر میں ٹلنے کیلئے

تری انگشت حنائی سے مقابل ہوئی
شمع آئی تھی فقط بزم میں جلنے کیلئے

دُہری دُہری ہے محبت میں مصیبت دلبر
یہ ہے سمجھنے کیلئے سمجھی ہے جلنے کیلئے

ہے شب وصل مرے دل میں تلاطم برپا
کشمکش کرتے ہیں ارمان نکلنے کیلئے

خود ہی مردہ ہے ترے دل اسکو سمجھے پامال
پاؤں چلنے کیلئے ہیں نہ کچلنے کیلئے

واعظ شہر بھی اک قصہ میں نقش کہا جا کے
پاؤں آمادہ ہیں وقت پہ پھسلنے کیلئے

زہر ہو زہر رہو مکانات ہوں یا اہل و عیال
کچھ کھلونے ہیں بچوں کے بہلنے کیلئے

چڑھ گئے غیر کے ہتھے وہ لگا کر مہندی
عمر بھر اب کف افسوس ہیں ملنے کیلئے

ہمکو ہے سیلی سینہ پہ پرانی تعلیم
جام بھرنے کیلئے خم ہیں انڈیلنے کیلئے

آ گئی بزم میں پرویں بھی تو کیا ہی الزام

امرا اسکے ہیں شاکی غربا اس سے تنگ
پہلے کس کا تھا اور اب چرخ کہن کس کا ہے

رخ سمن غنچہ دہن لالہ بدن قد شمشاد
غیر کا ہے کہ مرا کہہ یہ چمن کس کا ہے

مجھکو الزام بہت دیتے ہیں ناصح لیکن
یہ بھی فرمائیں کہ بے داغ چلن کس کا ہے

مجھکو شکوہ نہیں لیکن یہ بتا یاروں کو
تیر سینہ میں مرے تیر فگن کس کا ہے

زندگی میں کیا نہ تھا لطف و کرم میرے لئے
رو لئے ہو کیوں مردان خدا اے صنم میرے لئے

سمجھ اپنے گھر جا بیٹھ آئیگا وہی
ہو چکا ہوگا ازل میں جو رقم میرے لئے

واہ کیا الطاف ہے مہر و کرم غیروں کا حق
واہ کیا انصاف ہے جور و ستم میرے لئے

گر نہیں ہے چرخ یہاں رہنے کو تو پھر ہیں ملیں
ہے ابھی خالی پڑا ملک عدم میرے لئے

فتح کر دنیا کو تو اور میں لکھوں تیری ثنا
ہے علم تیرے مناسب اور قلم میرے لئے

تو سراپا حسن ہے اور میں سراپا عیب ہوں
مدح تیرے واسطے ہے اور ذم میرے لئے

کچھ حقیقت میں کیا آیا قیامت آگئی
سیکڑوں خطرے ہیں کیا تیری تقسیم میرے لئے

بادشاہوں سے نہیں کچھ چھیڑ کی ہے اسکا فقیر
کاسہ دریوزگی ہے جام جم میرے لئے

سب ہیں داخل اسیر پر وہیں اب ہو وہ قریب یار
ابتکا صرف کیا جف القلم میرے لئے

خدا کی دی ہوئی نعمت ہے عقل کام تو لے
نکر مضائقہ پینے میں ایک دو جام تو لے

مگر معالجہ کرتے ہو گو تھام تو لے
اگر کلام کی فرصت نہیں سلام تو لے

شب فراق نکر اجتناب نشہ سے
اگر تو پختہ نہیں ہے شراب خام تو لے

مرے غبار نے خاک چھونی آنکھوں سے ملیں
کسیطرح ہو فقیر نسے انتقام تو لے

میں اور آپ کی غیبت کروں معاذاللہ
رقیب آپ کے سر کی قسم یہ میرا نام تو لے

حلال کر لیے پہلے گناہ ثابت کر
ہمارے باب میں تو رائے خاص و عام تو لے

کہ ایک شخص بھی ہو منحرف تو میں ضامن
تو اپنے ہاتھ میں دنیا کا انتظام تو لے

نہ بیچیو مے گلگوں مجھے پلا تو سہی
خدا کیواسطے تو دل سنبھال جام تو لے

ہے میرے ذہن میں پرویں بھی اک حد قیامت
امیدواری ہیں دو چار روز کام تو لے

نہ تنہا سرو قد غنچہ دہن ہے
مرا گل رو سراپا اک چمن ہے

ہجوم حسرت و حرمان و غم ہے
مری خلوت بھی رشک انجمن ہے

نہ بتخانہ نہ کعبہ ہے نہ ہے عرش
مرا دل اس سہی قد کا چمن ہے

ہزاروں داغ ہیں لالہ کھلا ہے
مرا سینہ عجب رشک چمن ہے

جنوں آتا ہے چھا جاتی ہے حیرت
کمال عقل اک دیوانہ پن ہے

یہ وحدت ہے محبت کے اثر سے
کہ تسبیح برہمن ہے نل دمن ہے

ہے داغ دل اگر خورشید تاباں
تو مطلع اسکا چاک پیرہن ہے

اگر باقی نہیں ہے وہم ہستی
تو پھر کیوں یہ خیال ما و من ہے

غم الفت غم فرقت غم دل
مرا سینہ ہے یا دار المحن ہے

یہاں کچھ امتحاں دینا ہے ورنہ
فضائے قدس پرویں کا وطن ہے

ایسا اللہ کرے نام جفا جو نکلے
انگلیاں اٹھیں زمانہ کی جدھر تو نکلے

اپنی تقدیر کو روتا ہوں تمہارا کیا ہے
روکتے کیوں ہو اگر آنکھ سے آنسو نکلے

عشق بتاں میں چل نہیں سکتا کوئی بشر
ناصح تری نصیحتوں سے تجھ کو دور ہے سلام
مرنے لگے بتوں پہ تو مرنے کا خوف کیا
گستاخی ہے معاف جوانی میں آدمی
زندہ نہ مردہ ناک میں دم ہم تو عمر بھر
الفت میں اچھے اچھوں سی ہوتی ہیں لغزشیں
الفت بڑی ہی آپنے تو کر دیا ہے مجھے
غیروں نے تمکو تمنے مجھے پختہ کر دیا

گر پاس نام و ننگ اُسے ہر قدم رہے
میں باز آیا تجھ پہ ہمیشہ کرم رہا ہے
دم مار عاشقی میں تو ثابت قدم رہے
ثابت قدم رہا نہ ثابت قدم رہے
برزخ میں درمیان وجود و عدم رہے
پاس حجر رہے نہ لحاظ قدم رہے
کیا خوب اور حضور ہی ہم کی ہم رہے
پہلے سی تم رہے ہو نہ پہلے سی ہم رہے

اک سر ہزار سودا کا پروین علاج کیا
پہلا سا دل رہا ہے نہ پہلے سے ہم رہے

کچھ طبیعت آجکل یاں ہوں گھبرائی ہوئی
ہائے رے غارتگر صبر و شکیبائی ہوئی
اے صبا چلتی ہی کیوں اسد جبر آئی ہوئی
وصل میں اچھی طرح جب بادہ پیمائی ہوئی
شب کو جب ابرو قمر کا تری صف آرائی ہوئی
ہائے میری بیقراری اور انکا اضطراب
قبر تک پہنچا گئے سارے عزیز و اقربا
ہاں نہیں جیسا [illegible] ہوں [illegible]
ٹکڑے ٹکڑے ہیں جگر کے شیشہ دل آپ چور

شہر بھر میں ہے اداسی ہر طرف چھائی ہوئی
وہ تری ترچھی نظر وہ آنکھ شرمائی ہوئی
کیا نہیں ہے تو وہی اس گل کی ٹھکرائی ہوئی
اڑ گئی کافور بن کر حیا آئی ہوئی
تیری آنکھوں میں دیکھی شرم و حیا آئی ہوئی
اور چلتے وقت کی باتیں وہ گھبرائی ہوئی
[illegible] رفیق [illegible] تنہائی ہوئی
ہاں نہیں ہے طبیعت لوٹ آئی ہوئی
یہ قیامت ہے تمہاری چال کی ڈھائی ہوئی

طالب صلح ہو تم اور نظر طالب جنگ
ہائے دنیا میں کہیں تم سی نہیں اتنی بھی وفا
آج تم تیغ بکف ہو تو صفا جت میدا

رات دن لڑنے پہ تیار بڑی مشکل ہے
جتنا گھٹتا ہے وفادار بڑی مشکل ہے
کون مرنے پہ ہو تیار بڑی مشکل ہے

جنس دل بیچنے کی ہمکو ضرورت پر وہیں
اور معدوم خریدار بڑی مشکل ہے

ارے ظالم قفس میں بند مجکو تو نے کر پہلے
کیا یہ سوکھ تھا شاید صدمہ فرقت سے اے صبا
وصال یار میں کیسا زمان کا شور اٹھاتے
سیر میدان بڑا ہے امتحان گر تیغ تو کھینچے

ذرا جی بھر کے دکھلا دے چمن کو ان نظر پہلے
مرا نخل تمنا خوب لاتا تھا ثمر پہلے
مجا کھے نہ غل تب سے کبھی مرغ سحر پہلے
کروں گر جہد کا دن کر میں تو اضع اپنا سر پہلے

بحر عمر دو روزہ پہ تجکو ہے بہت پروین
محیط دہر میں رفتار ہے حق سی بشر پہلے

بشر ہی جب دل آچکا ہے تو یہ مد نظر رکھے
جہاں تک ہو طبیعت مائل اپنے صلح پر رکھے
امید رحم ایسے بے رحم سے کیا بشر رکھے
نہ فکر دل رکھے عاشق نہ پروا جگر رکھے
اگر ہے ہمت عالی غلط ہے لفظ ناممکن
سبق لے مکتب الفت میں حسن عشق ابرو کا
نہیں پیدا ہوا تم سا کوئی چالاک دنیا میں
بغیر بندگی ہر موسے ہر گز نہ ہو غافل

کسی کا ہے ہورہا خود دیکھو اپنا گر رکھے
بہت اچھا ہے وہ بندہ جو ضبط در گزر رکھے
اٹھا ہے خنجر براں اگر تھک کے تو سر رکھے
قدم اس راہ میں رکھے تو بے خوف و خطر رکھے
اسیکو فتح ہوتی ہے جو امید ظفر رکھے
کتاب عقل کو پہلے اٹھا کر طاق پر رکھے
کہ سب سے بیخبر ہو اور پھر سب کی خبر رکھے
مسافر چاہیے تیار اسباب سفر رکھے

شراب ناب اُس سیال شے کو لوگ کہتے ہیں
کہ جو امرت کی صورت تشنگی پیمانہ کا اثر رکھے

مرے صیاد نے جب اُسکو کچھ نہیں چھوڑا
قفس کا در کھلا رکھا سلا بال و پر رکھے

ہوس بانی و نفسی کہہ و عشق میں الفت ہی آفت ہے
وہ الفت میں قدم رکھے جو دل رکھے جگر رکھے

نہ تو تدبیر کی محنت نہ تو تقدیر کی حاجت
فقط فضل الٰہی پر جو دنیا میں نظر رکھے

زیارت کی ہے اُن چیزوں کی میں نے خواب میں ہمدم
جنہیں تعظیم سے خورشید آنکھوں پر قمر رکھے

ظالم سوال وصل پہ اک دیر ہاں کی ہے
رخصت جہاں سے کشتۂ ترے نیمجاں کی ہے

اس کشمکش میں خانہ خرابی جہاں کی ہے
اک فکر ہے زمیں کی تو اک آسماں کی ہے

شاید خرام ناز نے محشر بپا کیا
کیوں زلزلہ میں آج زمیں بوستاں کی ہے

روتے ہیں راہگیر بھی سنکر مرا بیاں
سارے جہاں میں دھوم یہ آہ و فغاں کی ہے

قاصد کی گفتگو میں نہیں سحر کا اثر
نکلی ہوئی یہ بات تمہاری زباں کی ہے

عاشق کو اور غیر کو یکساں تو کہہ دیا
میری طرف سے شرط مگر امتحاں کی ہے

اُس شوخ کا ہے سارے خدائی کی دل میں گھر
ترکیب بات چیت کی نرمی بیاں کی ہے

سوراخ کرتے رہتے ہیں اسمیں خدنگ آہ
شامت ہمارے دور میں آسماں کی ہے

سینہ سے لب تک آنا بھی دشوار ہوگیا
حاجت ہماری آہ کو اب نردباں کی ہے

نقشہ جناں کا دیکھلو تم اپنی آنکھ سے
تصویر یہ تو صاف تمہارے مکاں کی ہے

اعمال نیک و بد سے ہے پیروں بھلا برا
باقی ہر اک کے ساتھ خلش آسماں کی ہے

عمر بھر حیران ہوں اس دل ناکام سے
قبر میں سے دیکھئے شاید ملے گھڑی آرام

آئینہ بہار ہے فصل خزاں سب مجھے

دور رہ جامہ ریائی سے — اسکو کیا بحث پارسائی سے
ناک میں دم ہے کج ادائی سے — مار ڈالا مجھے رکھائی سے
سابقہ رکھو کج ادائی سے — تمکو کیا واسطہ بھلائی سے
بیوفاؤں کی بے وفائی سے — پڑ گیا غم مری سمائی سے
باز آیا میں آشنائی سے — مجکو نفرت ہے بیوفائی سے
دور کیا اُسکی کبریائی سے — باز آئے وہ بیوفائی سے
کوئی واقف ہوا نہ کانوں کان — دل اُڑایا ہے کس صفائی سے
شاید اُس کا مکان ملجائے — میرا مطلب یہ ہے گدائی سے
میں تو سمجھا ملا ہوا ہوگا — روز محشر شب جدائی سے
منتوں سے اگر نہ مانیگے — کام نکلے گا ہاتھا پائی سے
دل لیا ہے تو دلبری بھی کرو — تم نرالے نہیں خدائی سے
سخت ذلت ہے در بدر پھرنا — امن میں ہوں شکستہ پائی سے
تاک میں ہے مرے پلنگ اجل — ہل نہیں سکتا چارپائی سے
زندگی روز رنگ اُٹھائی ہے — تنگ ہوں موت کی چڑھائی سے

قیدی بند زلف ہوں پیرو میں
سخت بیزار ہوں رہائی سے

بعد میرے گھر وہ گلعذار آنیکو ہے — لو مبارک اے چمن پھر بہار آنیکو ہے
چہرہ پر اُڑکر ہوا سے زلف یار آنیکو ہے — آفتاب حسن پر ابر بہار آنیکو ہے

موت کیا اب اُسکی یہ پیرور دگار آنیکو ہے
غیر معمولی فاقہ ہے دل بیمار کو
پیش آیا عاشقو تقدیر کا لکھا ہوا
بیٹھتی ہیں رات دن جنگل کی سوکھی ڈالیاں
ہو چلی ہے روئے پر انوار پر خط کی نمود
کیا تعجب کشتۂ فرقت دوبارہ جی اٹھے
دل کی آمد سنکے یوں گھبرا گیا ہو جاہ دفن

روکتا ہوں دل کو لیکن بار بار آنیکو ہے
کون سے گھر میں ابھی پیرور دگار آنیکو ہے
صفحۂ رخسار پر خط غبار آنیکو ہے
ہمکو جانیں سو رخت سایہ دار آنیکو ہے
روز روشن پر شب تاریک تار آنیکو ہے
فاتحہ پڑھنے کو وہ سوئے مزار آنیکو ہے
کیوں نہ شاداں ہو دل کہ میرا یار غار آنیکو ہے

دہن میں موجود رکھ اپنے گناہوں کا حساب
دیکھ پیرو میں ایک دن بہ روز شمار آنیکو ہے

پڑا ظلم غیر کو بوسے دکھا دکھا کے مجھے
کرا و دل سے نہ سوجھ پیر جھڑا کے مجھے
رہیگا یاد ہمیشہ سوال بوسہ پر
زمیں کا پیٹ بھرا جب نگل لیا مجھکو
دو روزہ عمر میں دنیا کی سیر کر نہ سکا
نکر دیا تیری سفا کیوں سے واقف ہوں
قیامت آگئی محفل میں میرے نالوں سے
سحر سے پہلے شب وصل سے یہ کہتی تھا
اُسے بلائیں کچھ جسکے لیے میں روتا ہوں
دیا سلائی جلی شمع کے سبب تو کہا

ہمیشہ خوش نہ رہو گی ستا ستا کے مجھے
ستاؤ نہ بس واسطے خدا کے مجھے
جواب دینا تمہارا چبا چبا کے مجھے
دہان گور ہوا بند ہائے کھا کے مجھے
سلا یا قبر میں کیوں زیست نے جگا کے مجھے
زمیں پہ پٹکیگا تو افلاک اٹھا کے مجھے
نہ بیٹھے چین سے اغیار بھی اٹھا کے مجھے
نہ کچھ سمجھائیو للہ بہانسے جا کے مجھے
ہنسا ہیں دوست بالجبر گدگدا کے مجھے
جلیگی تو بھی نہ ہی رات بھر جلا کے مجھے

وہ مجھسا تختۂ مشق ستم کہاں سے لائیں
وہ اپنے ظلم سے نادم ہیں نہ پاکے مجھے

جو ظلم جسنے کیا اسکے سامنے آیا
نہ بیٹھا چین سے پروین کوئی ستا کے مجھے

تم دو گھڑی نکو آئے تو کیا آئے کیا گئے
بیفائدہ ستاکے ہو انکو ستا گئے

بھولے سے بھی اگر وہ مرے پاس آ گئے
جان بیقرار کر گئے دل کو جلا گئے

خورشید کی طرح رخ تاباں دکھا گئے
فتنے جو سو گئے تھے انہیں بھی جگا گئے

صورت سے آشکار ہے پوچھو نہ شرح غم
صدمے نکل گئے مجھے آزار کھا گئے

انسے کہا کہ ہجر سے اب ناک میں ہے دم
ہنسکر کہا کہ تم تو مرے کان کھا گئے

باقی ہے رفتگان عدم کا فقط غبار
مانند سرمہ چشم لحد میں سما گئے

آنکھیں بچھائی جاتی تھیں جنکی راہ میں
افسوس وقت وہی آنکھیں چرا گئے

تسوجی چلے نہ داور محشر کے روبرو
فرد گناہ دیکھتے ہی سٹ پٹا گئے

پروین خدا کی شان سلاطین روزگار
اس خاک ہی سے نکلے اسی میں سما گئے

ملے جو موقع ذرا سا بھی گفتگو کیلئے
تو دل کے عرض کروں شرح آرزو کیلئے

نہ جام کیلئے کہتا نہیں سبو کیلئے
اور اس سے کم ہے رہا مئے سے جو بر گئے کیلئے

یقیں ہے ملک سا خنجر رگ گلو کیلئے
سپاہی دوڑتے پھرتے ہیں جستجو کیلئے

تو بدگماں نہو ساقی صراحی مے سے
اڑی جھڑی کو لگا رکھی ہے وضو کیلئے

میں اپنے آپ نماز جنازہ پڑھ ڈالوں
جو آب خنجر براں ملے وضو کیلئے

بتوں نے قفل خموشی لگا دیا اسپر
زبان بخشی گئی تھی جو گفتگو کیلئے

اگر ہے طالب عزت تو اپنے گھر سے نکل
ہماری آنکھوں میں بیٹھو کہ دل نہیں ہے جا
اگر وہ یوسف ثانی نہ آیا تو نہ آیا بالو
قیامت آئی جہاں میں تو اسنے آئی تھی

صدف کو چھوڑ دیا در آبرو کیلئے
لگا ہوا ہے تمہاری ہی جستجو کیلئے
کنوئیں میں کود پڑونگا میں آبرو کیلئے
سلام کر گئے قدم میرے فتنہ جو کیلئے

ہمارے اشک کی پرویں بہت حفاظت کر
یہ موتیوں کی ہیں لڑیاں تری گلو کیلئے

نہ باہر آئے نہ وہ سیر بوستاں کرتے
ہم اپنے جوش جنوں کا گر امتحاں کرتے
وہ کہتے ہیں کہ جو تم راز دل بیاں کرتے
ہمیں نے تم سے محبت نہ کیوں بیاں کرتے
وہ مجھ سے کہتا ہیں افسوس سلوک میں نخل
غزل ہے طرز و روش میں نہ صفائی کی
مرا ہوا دل امیدوار جی اٹھتا
اگر برابری کرتے وہ تیری عارض کی
تمہیں سے حال کہا ہے بڑی تقاضوں سے
گناہ کیا ہے جو ہو میرے جان در پئے
یہ کیا کہ جب کیا حملہ اچٹ گئی تلوار

وگرنہ ہم بھی کبھی حال دل بیاں کرتے
پکڑ کے دامن گردوں کی دھجیاں کرتے
مری طرف سے زمانہ کو بدگماں کرتے
یہ کوئی آگ ہے جو راکھ میں نہاں کرتے
دریغ آتا ہے دنیا کو نیکیاں کرتے
تمام عمر کٹی ہجر میں فغاں کرتے
اگر سجا نہیں ہے وہ مجھ سے ہاں کرتے
تو باغباں گل و نسریں کی دھجیاں کرتے
وگرنہ ہم نہ ملا ایک سے بھی بیاں کرتے
ہمیشہ دیکھا ہے تم کو برائیاں کرتے
ابھی تو اور ذرا مشق میرے جاں کرتے

وہ ساتھ ہی نکلے صحن باغ میں پھر وہیں
کہ بلبلوں سے کبھی ہم نوائیاں کرتے

کر دیا قید غلامی سے گر آزاد مجھے
تیری فرقت نے کیا شاد سے ناشاد مجھے
پورا پابند نکرتا ہے نہ آزاد مجھے
تیری مرضی ہو جبتک نکر آزاد مجھے
کسطرح تمسے ہو شکوہ بیداد مجھے
یوں تو ہر روز کی بھاتی ہیں بیداد مجھے
رحم کر یا نکر اسبات کا تو ہے مختار
ماسوا اسکے جسے نصرت ہے خدا کی مرغوب

حشر تک پھر نکرینگے وہ کبھی یاد مجھے
عشرت آباد ہوا ہے الم آباد مجھے
مارتا ہے نہ جلاتا ہے مرا صیاد مجھے
لیکن اے شوخ تباہ ہے مری میعاد مجھے
ایسے بھولے کہ پلٹ کر نکیا یاد مجھے
ذبح کر ڈال خدارا مرے جلاد مجھے
میں وہ صابر ہوں کہ آتی نہیں فریاد مجھے
ہر تعلق سے بنا دے کوئی آزاد مجھے

کام رکتا نہیں پردیس میں کوئی حاشا للہ
غیب سے آپ ہی پہونچ جاتی ہے امداد مجھے

کسیکی کسیکو محبت نہیں ہے
اگر تمکو ملنے کی فرصت نہیں ہے
بہت خوشنما ہے گلستان عالم
بہت گھر و محل خزانے ہیں مدفون
کہانتک نہ بیہوش و بیخود کرے گی
خیالات میں اپنی ہوں غرق واعظ
دکھاتے نہیں شرم سے روی روشن
تزلزل میں کسواسطے ہے زمانہ
کہاں کی پری تو کہاں حور جنت

ابھی اسکی دنیا کو لذت نہیں ہے
مجھے بھی زیادہ ضرورت نہیں ہے
مگر سیر کرنیکی فرصت نہیں ہے
نہیں ہے تو گنج قناعت نہیں ہے
مے وصل ہی کوئی شربت نہیں ہے
مجھے کہنے سننے کی فرصت نہیں ہے
کوئی کامیابی کی صورت نہیں ہے
شب ہجر ہے یہ قیامت نہیں ہے
تری اسکی آپس میں نسبت نہیں ہے

مری قمر لوں کے سوا کون انساں — یہ تیمشاد ہے اسکا قامت نہیں ہے

وہ اُٹھے تو لاکھوں ہی فتنے اُٹھینگے — وہ قامت بھی کم از قیامت نہیں ہے

نکیوں دل لگی یہاں وہ ہے اور خلوت — یہ حور ہا ہیں سے یہ جنت نہیں ہے

جفائیں نکیجے نکیجے نہ کیجے — تحمل کی اب مجکو طاقت نہیں ہے

تلاطم میں مصروف ہی قطرہ قطرہ — کوئی شے یہاں بے حقیقت نہیں ہے

جہاں تک بنے تم سے پیدا کر لو — اگر آنیوالی قیامت نہیں ہے

لرزتا ہے کیوں ڈر سوائی جسم لاغر — یہ دھڑکا ہے دل کا قیامت نہیں ہے

حسینوں کی چاہت حسینوں کی الفت — مصیبت بھی ہے اور مصیبت نہیں ہے

تمہیں عاشق اور مجکو معشوق لاکھوں — یہاں آدمیوں کی قلت نہیں ہے

سنبھلکر ذرا ناز و اغماض کیجے — حسینوں کی دنیا میں قلت نہیں ہے

زمانہ میں ہونیکو سب کچھ ہے پرویں
ہمیں کیا امید شفاعت نہیں ہے

تو جو بادہ ہے ہوس بیمار رہا کرتا ہے — کیا مرے قتل پہ تیار رہا کرتا ہے

جسکو یہاں حرص کا آزار رہا کرتا ہے — ساری دنیا کا طلبگار رہا کرتا ہے

جو قناعت کا طلبگار رہا کرتا ہے — مال و دولت سے وہ بیزار رہا کرتا ہے

میری آنکھوں میں جچا جو بدمست جانی — جب خیال رخ دلدار رہا کرتا ہے

وہ یہ کہتے ہیں عیادت کو ہیں کیا جاؤں — وہ تو ہر وقت ہی بیمار رہا کرتا ہے

تیری آنکھوں کی خطا ہے میرا دل مجرم — خود بخود دل بھی کوئی بیمار رہا کرتا ہے

بدنصیبی بشر ہے جو بشر کے بس میں — وہ تو ہر وقت گنہگار رہا کرتا ہے

کبھی ملنے کی مسرت ہے کبھی ہجراں کا الم — اک نہ اک جان کو آزار رہا کرتا ہے

دل کو جاروب قناعت سے صفا کر بیروں

خواہشوں کا یونہی انبار رہا کرتا ہے

اڑ گئی موت بھی کیا پلٹی ہے قسمت میری — کہ شب وصل عدو کی شب فرقت میری

آج یاور ہوئی اک عمر میں قسمت میری — کہ میں روٹھا ہوں تو وہ کرتے ہیں منت میری

وصل تھا مول مرا یا کف پا کا بوسہ — دل بدل ان آپ گھٹائے گئی قیمت میری

یہ سمجھنا کہ محبت کا جنازہ اٹھا — ہو گئی ظلم سے گر مردہ طبیعت میری

حشر پر کون رکھے ایسے ستم کا انصاف — داور حشر ہیں ہوگی قیامت میری

وہاں بھی سب ہو گئے اس ستمگر کے طرفدار افسوس — نہ ہوئی دادرسی روز قیامت میری

پھٹ گئے اوراق بھی سب نامہ اعمال کے صاف — کام آئی دم تحقیق ندامت میری

مجھکو بیمار الم کر کے شکایت یہ ہے — نہ کرے کوئی زمانہ میں عیادت میری

جلد میرا نہ ہوا انصاف یہی تھا مشتاق — آئی کس واسطے دشمن کے قیامت میری

خلد آرام ہیں دوزخ تکلیف نہیں — اس قیامت کے علاوہ ہے قیامت میری

ذبح کرتے ہیں کبھی راضی نہیں ہوتا ظالم — کاٹے کٹتی نہیں فرقت میں مصیبت میری

میں مٹے ہی انکو بگاڑا ہی ستم سہہ سہہ کر — بس گئی ہاتھ سے کھویا حمایت میری

شیشہ دل مرا کیوں سنگ جفا سے ٹوٹا — ذمہ دار اسکی ہے پھوٹی ہوئی قسمت میری

حد سے گزری ہی دیوانگی الزام یہ ہے — سارے مجذوب کریں آ کے زیارت میری

اسطرح کر گئے بدنام مجھے وہ گویا — نشتر الفت سے ہے کم بخت شرافت میری

اب یہ وحشت کی تلون کا یہ کھیل اطمینان — دیتے ہیں کوہکن و قیس ضمانت میری

حوصلہ ہار گیا جھڑکیاں کھاتے کھاتے | طالب وصل ہوں ٹوٹی نہیں ہمت میری

حضرت داغ کی تقلید ہے کچھ پروین
ورنہ کیا چیز ہوں میں اور طبیعت میری

اس درجہ ستم اے ستم آرا نہیں کرتے | جو آپ ہو مردہ اسے مارا نہیں کرتے
با حوصلہ مطلب کا اشارہ نہیں کرتے | احسان کسی کا ہو گوارا نہیں کرتے
اک تم ہو کہ ہر وقت ہے فکر دل کے ہو درپے | اک ہم ہیں کہ مطلب کا اشارہ نہیں کرتے
جس امر میں اکبار ہوا انساں کو عبرت پیدا | پھر ویسے کبھی وہ امر دوبارہ نہیں کرتے
جسطرح سے گرداب میں چھوڑا ابھی تمنے | دشمن سے بھی اسطرح کنارہ نہیں کرتے
پہلے ہی سمجھ سوچ کے ملنا تھا مری جاں | نظروں پہ چڑھا لو تو اتارا نہیں کرتے
نظروں پہ چڑھاتے ہیں سمجھ سوچ کے عاقل | بے غور کئے دل سے اتارا نہیں کرتے
ہے سنبل و ریحاں کو مساوات کا دعوی | کیوں گیسوئے پیچاں کو سنوارا نہیں کرتے
کیا میری عیادت کو بھی آیا نہیں جاتا | اتنی سی بھی تکلیف گوارا نہیں کرتے
ہیں عشق میں مجنوں و قیس کی موجود مثالیں | ہم وہ ہیں کہ ہمت کبھی ہارا نہیں کرتے

گر راہ میں ملجائیں تو کترا کے نکلیں وہ
پروین سے محبت جو گوارا نہیں کرتے

دلبر نہیں کہتے کبھی پیارا نہیں کہتے | جو بات ہو ہمکو گوارا نہیں کہتے
کچھ ہمکو بھی پروا نہیں اسکی کہ دنیا کو | احوال کبھی اس سے ہمارا نہیں کہتے
ہر گوہر نایاب نہیں اشک کے ہمسر | ہر کرمک شبتاب کو تارا نہیں کہتے
ہم تند مزاجی سے لرزتے ہیں یہاں تک | جو کہہ چکے اکبار دوبارہ نہیں کہتے

کرتے ہیں تملق وہ مروت کیے سب سے — ہم اتنے سہارے کو سہارا نہیں کہتے

تم اوپری لیسنے بکر و لطف و عنایت — دنیا میں نباہ اُنکو مدارا نہیں کہتے

دل بیچ میں اور چار طرف غمزہ و انداز — اسطرح جو ہار اُسے ہارا نہیں کہتے

رکھدیتے ہیں تقدیر پہ ہر بات کا الزام — بیداد سے تمنے ہمیں مارا نہیں کہتے

ہر دم مرے مرنیکی وہ کرتے ہیں دعائیں — یہ چارہ گری ہے اُسے چارا نہیں کہتے

دل چھین کے وہ لے گئے اچھا ہوا اے روح
ہم اسکو خسارہ میں خسارا نہیں کہتے

تا زیست یقیں ہے یہ مصیبت نہیں جاتی — عادت ہے تجھے عشق کی عادت نہیں جاتی

جو پڑ گئی انسان میں عادت نہیں جاتی — سو ٹھوکریں کھائے یہ کبھی غفلت نہیں جاتی

روکے سے پریزادوں کی الفت نہیں جاتی — جو چیز کہ ہے داخل فطرت نہیں جاتی

سب ہیں مرض الفت دنیا میں گرفتار — اور تجھسے ہے حرماں کہ یہ غفلت نہیں جاتی

تو زندہ ہے لاکھ مرے جاتے ہیں جینیوالے — ہم جانتے ہیں دنیا سے محبت نہیں جاتی

آنکھیں جو کھلی رہ گئیں جھلا کے وہ بولا — کیوں رہ گئے غم جب کبھی حسرت نہیں جاتی

میخواری وہ آفت ہے جسے پڑ گیا چسکا — یہ جاتی کبھی تا بقیامت نہیں جاتی

ٹوٹے ہوئے دلکو مری آنکھوں پہ رکھو تم — گھٹتی ہے کبھی انکی نہ قیمت نہیں جاتی

یا ور ہو گمرہ دل تو چلی جاتی ہے دنیا — دنیا کی مگر دل سے محبت نہیں جاتی

تم گالیاں دیتے ہو تو پروا نہیں مجھکو — پیشہ ہی [illegible] شہرت نہیں جاتی

حیرت ہے کہا خلق نے جب وہ پھانسی میں گزرا — پھانسی تو کھلی جان سلامت نہیں جاتی

بیرو میں ہیں فقط علم و عمل جان کے ہمراہ

بربادکسی طرح یہ دولت نہیں جاتی

ماہ بھی ہے اور آفتاب بھی ہے
اور وہ روئے بے نقاب بھی ہے

یار کو نشۂ شراب بھی ہے
اور یہ مستی شباب بھی ہے

منتظر دو بہت ہیں وہ شب وصل
جاگنا بھی ہے وقت خواب بھی ہے

دور گردوں کا اعتبار نہیں
ہوشیار اسکو انقلاب بھی ہے

کشمکش میں ہے عقل و نادانی
کمسنی بھی ہے کچھ شباب بھی ہے

پر عرق دیکھ کر رخ رنگیں
میں نے پوچھا کہیں گلاب بھی ہے

سنتے جاتے ہو سر جھکائے ہوئے
کچھ مری بات کا جواب بھی ہے

برقع الٹو تو میں گواہی دوں
یہ چمن حسن میں گلاب بھی ہے

ہو چکا انتظار کچھ حد بھی
ڈھل گئی رات وقت خواب بھی ہے

دیکھئے وعدہ پر وہ آئے نہ آئے
دل کو تسکیں بھی اضطراب بھی ہے

دل سے خورشید مات ہے پروین
روشنی بھی ہے آب و تاب بھی ہے

جتنے سہے گئے وہ تری نازنیں سہے
اس پر بھی ہمکو صبر نہیں گو نہیں سہے

دل کی نہیں ہے قدر تو دلوا دیتے ابھی
یہ تو رہیگا زلف سیاہ میں کہیں سہے

تھی آرزو کہ بوسہ ماہ تمام لوں
اب وہ نہیں تو خیر تمہاری جبیں سہی

کہتے ہو بار بار نہیں دل سے واسطہ
پیوار تا ہے خیر تمہارا نہیں سہی

جور و ستم تو گزری ہیں عاشق پہ بیشمار
لازم ہے کوئی تم نہیں چرخ بریں سہی

کندہ کرا لیا ہے ترا نام قلب پر
ملنے سے کہا عقیق نہیں یہ نگیں سہی

تنہائی میں کسی سے تو بہلائے دل بشر — جب ہم نہیں رفیق تو قلب حزیں سہی
دست جنوں کیواسطے لازم ہے مشغلہ — دامن نہیں تو جیب سہی آستیں سہی

مسجد ہو میکدہ ہو در دلبر یا کہ دیر
سر پھوڑنا ہے تجھکو تو پروین کہیں سہی

نہ آئے تھے جو شرمندہ کہیں سے — چھپایا تھا لئے منہ آستیں سے
اڑایا تھا کچھ کہیں سے کچھ کہیں سے — چمن پھر بھی نہ جیتا اس حسیں سے
صبا لادیتی پتہ اسکا کہیں سے — مرا دل ٹوٹ جائیگا نہیں سے
گئے کیوں الفت دنیا میں دیں سے — ندامت ہے یہ رب العالمیں سے
ہماری کیا خطا گھورینگی بیٹھک — شکایت ہے مجھے صورت آفریں سے
لکھونگا گردش قسمت کی تشریح — مغسا میں آئینگے چرخ بریں سے
خیال یار آنکھوں میں رہا کیے — مکاں کی زیب ہوتی ہے مکیں سے
کیا ہے اسنے وعدہ طنز کی ساتھ — نہیں ہم اسکی ہاں بھی نہیں سے
ہمیں نے کر دیا بیدرد سفاک — تمہارا دل بڑا ہاکر آفریں سے
الٰہی واعظوں کو کیا ہوا ہے — جدا کرتے ہیں دنیا کو دیں سے
اگر اعجاز لب میں شک ہو تم کو — بلا لو عیسی گردوں نشیں سے
خیال زلف دلمیں ہے ابھی تک — بچانا مجھکو مار آستیں سے
وہ آئے گا مبارکباد اے دل — ہزار اقرار ظاہر تھے نہیں سے
دہان یار کو ذرہ سے نسبت — گماں کو واسطہ کیا ہے یقیں سے

مرا ہو خاتمہ بالخیر پروین

ہر طرف صحن چمن میں ہے بکھرتی پھرتی نسیم
اپنے ہاتھوں پہ لئے پھرتے ہیں وہ ہر دم قلم
رخ سے گل کو تھا تعلق زلف سے سنبل کو میل
یار ہے خنجر بکف اور جاں نثاروں کا ہجوم

گل سے ہنستے کھل کھلاتی ہے تو بیا بگڑ گئی
آرزو قسمتوں کی تو مجھ سے بار ہا بگڑی گئی
ایک جاں کا تھا اس سے یہ ایک جا بگڑی گئی
ہائے یہ کس حشر میں خلق خدا بگڑی گئی

آپ ہی کا آسرا ہے آپ کیجئے گا مدد
حشر میں پروین اگر یا مصطفیٰ بگڑ گئی

دل لے اڑے یہ ہے کہ مجھے مستعار دے
ساقی شراب ناب سے دو دو بار بار دے
سچ تو یہ ہے وہ شخص مرے ہمیشہ تو
جاتا ہاں بھلے برے کا مجھے اختیار ہے
ملتی ہے آج بوسوں پہ کل شب کو وصل پر
واعظ نے مجھے شراب کی شر سے بچا لیا
جتنا ہی لطف نصف تو ظاہر ہے خلق پر
مجھکو زکوٰۃ حسن کی دیتی ہوا سے تو

وہ بیوقوف ہے جو مجھے کھیلن ادھار دے
لیکن نہ اسقدر کہ مری عقل مار دے
بالکل ہی جسکی پھر خدا عقل مار دے
ہستی مری بگاڑ دے یا تو سنوار دے
تو نقد دے تو چاہیے تو تیرہ ادھار دے
اسکی جزائے خیر تجھے کردگار دے
دس بوسے دے چھپا کے تو پانچ آشکار دے
یا بددعا تجھے لگے دل بیقرار دے

پروین دعائیں اسکے سوا اور کیا کروں
دنیا جو ہو سکے مجھے مرے پروردگار دے

تری ابرو جدا ہو تو لی ہوئی شمشیر پھرتی ہے
دعا مقبول ہو جاتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے
چھری چلتی ہے دل پر حلق پر شمشیر پھرتی ہے

قضا ڈرتی ہوئی پڑھتی ہوئی تکبیر پھرتی ہے
ہوا میں مار کے آہ تیر تاثیر پھرتی ہے
وہ جب پھرتا ہے اسکے ساتھ ہی تقدیر پھرتی ہے

کلیجے پر یوں گزاری سی وہ شمشیر پھیری ہے
زباں پر جسطرح جلاد کی تکبیر پھیری ہے

مقدر میں جو لکھا جا چکا ہر طرح ملتا ہے
بغل میں لوٹتی آ رہی ہوئی تقدیر پھیری ہے

خدا کیواسطے اسکا مصور کھینچ دے نقشے
مری آنکھوں میں جسکی آ بدن تصویر پھیری ہے

بگڑ کر میری گستاخی سے وہ محفل سے اٹھا ہے
اگر پھر آئے وہ کافر ابھی تقدیر پھیری ہے

بہار جانفزا گلزار میں کس وقت آئی ہے
جوانی جا کے بھی کیا عاشق دلگیر پھیری ہے

فلک گر خیر چاہے اسکے رستے میں نہ حائل ہو
مری آہ رسا رہ میں لگا کے تیر پھیری ہے

کسے اب پھانسنا منظور ہے زلف مسلسل سے
کہ یہ کمند ہے پٹکا ہوا زنجیر پھیری ہے

زمیں پر جو تجھے کرنا ہو کرلے جلد اے پروین
کہ دم بھر میں وہ آسماں پر پھیری ہے

نہ آیا اور کچھ ہمکو اگر آئے وفا آئے
مگر ہاں ہمکو ظلم آیا ستم آیا جفا آئی

شگفتہ ہو گئے دنیا کی دل گلزار ہستی میں
ادب سے پیچھے پیچھے یار کے باد صبا آئی

خدا کی شان مدت بعد قاتل نے بلایا ہے
یہ سارے ہی عمر میں آواز حسرت مدعا آئی

عجب ہے کشتگان ہجر قبل از حشر اٹھ بیٹھے
جنہیں کانوں میں چھم چھم کرکے چلنے کی صدا آئی

الٰہی خیر ہو بدلے ہوئے ہیں یار کے تیور
ستم آیا غضب آیا بلا آئی قضا آئی

چڑھائے آستیں لوٹے ہوئے خنجر جو وہ نکلا
سر تسلیم خم کرتی ہوئی باد صبا آئی

خدا کے فضل سے ہم بادہ خوار زندگی تو ہے
ہوا خلد تجھکو بھی کبھی اے پارسا آئی

ارادہ جب کیا اس شوخ نے مہندی لگانے کا
تو دونوں ہاتھ باندھے اسکی خدمت میں حنا آئی

شب وعدہ سحر تک وقت کاٹا کروٹیں لیکر
نہ تم آئے نہ حشر آیا نہ عاشق کی قضا آئی

یہی خواہش ہے نکلوانے کو سہی فائدہ آخر
دعا دینی نہ آئی ہمکو اٹھی بد دعا آئی

وہ کہتے ہیں عبادت نے دیا کیا فائدہ ہمکو
نہ ہمکو دست غیب آیا نہ کیمیا آئی

ساری دنیا میں بنا کر گئے ہیں گھر پتھر کے
لوگ جس طرح بنا لیتے ہیں گھر پتھر کے
تم بنا سے گئے ای رشک قمر پتھر کے
پہلے دنیا میں بنا کر گئے بھی گھر پتھر کے
نہ تو آنکھیں ہیں نہ پاؤں ہیں نہ سر پتھر کے
دیکھیے غور سے خلقت کو ہے جسموں کا کمال
کوئی انساں نہیں جسکے نہو دل پہلو میں
سخت باتوں سے مرا شیشۂ دل چور نہ کر
توڑنا پھوڑنا جاندار کو زخمی کرنا
آہ وزاری کی نہیں انکو ہوئی پروا
مرغ پران کسطرح سنگ فلاخن سے چلا

اور ان سنگدلوں کے ہیں جگر پتھر کے
ہیں اسی طور سے سینوں میں جگر پتھر کے
یہ غلط ہے تو یقینی ہیں جگر پتھر کے
اب ہیں انسانوں کے سینہ میں جگر پتھر کے
ہیں اسیطرح سے سینوں میں جگر پتھر کے
اور در اصل ہیں یہ دیدہ تر پتھر کے
قلب سینہ میں جو نکلے ہیں اگر پتھر کے
آدمی ہو گئے ذرا کام مگر پتھر کے
یہی مشہور ہیں دنیا میں ہنر پتھر کے
ہائے ان سنگدلوں کے ہیں جگر پتھر کے
میں نے جانا کہ ہیں آنسو بھی مگر پتھر کے

کس سے دریافت کروں اسکی حقیقت ہمدم
گر دکھیوں تو ہے کعبہ میں بشر پتھر کے

یہی تذکرہ جابجا ہو رہا ہے
زمانہ میں ذکر جفا ہو رہا ہے
جو آتا ہے نذر جفا ہو رہا ہے
یہ کیا ستم برملا ہو رہا ہے

کہ وہ حال خلق خدا ہو رہا ہے
برا کر رہے ہو برا ہو رہا ہے
تو کیا یہ قہر خدا ہو رہا ہے
اثر الٹا آہ رسا ہو رہا ہے

ہے اس در پہ ساری خدائی کا مجمع
کوئی صدقہ کوئی فدا ہو رہا ہے

مری خدمتوں پہ وہ کہتے ہیں الحق
کہ فرض غلامی ادا ہو رہا ہے

بڑھے گا جو بولی وہی مال لیگا
کہ نیلام ناز و ادا ہو رہا ہے

گلا بے سبب دل کا کیوں گھونٹتے ہو
خفا کر رہے ہو خفا ہو رہا ہے

جو ملتے ہو نرمی سے ہوتی ہے شہرت
بھلا کر رہے ہو بھلا ہو رہا ہے

وفا میں کسی دل کو جفا سے نہ باز آ
مرا اور ترا سامنا ہو رہا ہے

سمجھ میں نہیں آتا یہ بھید پروین
خدا جانے دنیا میں کیا ہو رہا ہے

چھا رہے دنیا میں ہو تدبیر تعلیم کی
ہے ضرورت دن بدن تحریک تعلیم کی

وہ ہی آئندہ بچیگا خنجر تحقیر سے
پشت پر جس شخص کے ہوگی سپر تعلیم کی

دور دورہ ہے جہاں میں ہر طرف تہذیب کا
دھوم ہے شکر خدا اب گھر بگھر تعلیم کی

گر ہوا تعلیم دولہا تم کو سمجھیگا حقیر
تم کو بھی چاہت ہے اس رشتہ وقعت تعلیم کی

ہم نہیں سنتی مگر کہتی ہیں ہم سے رات دن
فکر کرنی چاہیئے شام و سحر تعلیم کی

خود وہ بد قسمت ہے جو اس سے نہ ہوا بہرہ ور
ساری دنیا پر برابر ہے نظر تعلیم کی

جیسے سلطان جہاں بیگم نے کی ہے التفات
اور بھی بڑھ گئی ہے کر و فر تعلیم کی

گر تمہیں جانا ہو دولت گنج اور اقبال پور
جا ملی ہے سیدھی ہی راہ گذر تعلیم کی

طبقہ نسواں میں بھی تعلیم ہے پروین ضرور
تجھ سے جتنی ہو سکے تائید کر تعلیم کی

کرے پہلے بڑھ کر شکایت کسی کی
نہیں حشر میں اتنی ہمت کسی کی

جو گستاخ ہو اُس سے بیوہ بدل لے
مروت ہے کیا بیمروت کسیکی

ہر اک چاہتا ہے کہ دل نذر کردے
نہیں پڑتی لیکن یہ جرأت کسیکی

کسی صورت آتا نہیں چین دل کو
چلی آئی ہے یا د صورت کسیکی

نہ دینی ہو گر داد اچھا نہ دینا
سنو تو خدارا مصیبت کسیکی

اُسیکی طرف سے ہے نرمی و سختی
نہ عزت کسیکی نہ ذلت کسیکی

گھٹ گیا جو اُٹھوا دیا اُسنے ہمکو
نظر آگئی آدمیت کسیکی

کوئی تنگ ہو دل لرزتا ہے میرا
نہیں دیکھی جاتی مصیبت کسیکی

جو قائل ہو لیجائے گنج سعادت
نہیں کرتی تخصیص رحمت کسیکی

سمجھتا ہوں ممکن نفع و نقصان الفت
مگر کھینچتی ہے محبت کسیکی

ہر اک اُسکے ظلم و جفا کا ہے شاکی
مروت کسیکی نہ الفت کسیکی

نہ آئیں اگر اُنسے کہدیجو قاصد
کسیکو نہیں ایسی حاجت کسیکی

نہیں فیصلہ آپ کر دیجے میرا
سنے کون روز قیامت کسیکی

لٹا بیٹھے ہے ہم دولت دین و دنیا
نہ توڑی گئی جب مروت کسیکی

پڑی ہے ترے بزم میں نفسی نفسی
نہیں کرتا کوئی شفاعت کسیکی

نہ کی مہربانی جو تمنے کسی پر
نبے گی اسی گھر میں تربت کسیکی

اکیلا سمجھ کے ہمیں ہاتھ ڈالے
زمانہ میں ہے اتنی جرأت کسیکی

مروت میں سو فائدے ہیں مریجاں
نہ لے بد دعا بیمروت کسیکی

میں اُسکو سمجھلوں وہ مجھکو سمجھ لے
نہ دونوں میں کیجے حمایت کسیکی

فقط نیک اعمال پوچھے گئے وہاں
نہ کام آئی عقبیٰ میں دولت کسیکی

خدا پر نہیں کچھ اثر کرنیوالی ۔ سفارش کسیکی رعایت کسیکی

مجھے رات دن یاد آتی ہے پروین
ملاحت کسیکی صباحت کسیکی

نہیں یہ صبح صادق کا نشاں ہے ۔ صفائی روئے روشن کی عیاں ہے
لحد پر آسماں کا سائباں ہے ۔ یہی بس بے نشانوں کا نشاں ہے
غریب بے نشاں کو اب تو دلبر ۔ ذرا پوچھو محبت سے کہاں ہے
قفس میں بند کرتا ہے وہ ناحق ۔ عبث صیاد مجھپر بدگماں ہے
فلک ٹوٹے گا اے صیاد تجھپر ۔ اجاڑا فصل گل میں آشیاں ہے
کھنچے ابرو جو تیرے دیکھے جنسے ۔ کوئی بسمل ہے کوئی نیمجاں ہے

فلک نے کردیا برباد ایسا
کہ چھوٹا تیرا اے پروین مکاں ہے

فقرہ زلف کا مضموں نہ کھلا شانے سے ۔ اور مضمون الجھتا گیا سلجھانے سے
مجکو اپنے سے شکایت ہے نہ بیگانے سے ۔ پھر گئی ساری خدائی تری پھر جانے سے
کیوں نہ مشہور کریں شمع کو پروانے سے ۔ صاف اظہار تعلق ہے یہی جل جانے سے
نیند آئی تجھے ظالم مری افسانے سے ۔ سو گیا میرا مقدر ترے سو جانے سے
مانتا ہوں نہیں ناصح ترے سمجھانے سے ۔ لوگ لاشہ مرا لیجائینگے میخانے سے
بل کے لیتی ہے تری زلف نہ شانے سے ۔ کیوں الجھتی ہے مجھے چھوڑ کے بیگانے سے
واعظا پھر خدا پند و نصیحت مت کر ۔ میں نسمجھونگا کوئی فائدہ سمجھانے سے
کیوں گل و شمع پہ عاشق ہوں تمھارا ہو کے ۔ یہی بلبل سے کہونگا یہی پروانے سے

کچھ ادائی کی شکایت وہ یہ فرماتے ہیں
ضبط کر سکو جو سمجھتے ہو تو کیسے جاؤ نگا
صرف ہم تم ہیں ذرا اُٹھ کے گلے لگ جاؤ
سیر دہر کہ میں گداگر کی صدا یہ کہا ہے
سارے معشوق پڑھیں میری جنازہ کی نماز
دونوں معشوق مجلس میں ہے مرنیکی نسبت یکساں
جب فرا آئے شہیدونکو ملیں سر نہ کفن
جان پر کھیل گیا ہے جو گیا ہے قاصد
یاد آتا ہے وہ چل چل کے تمہارا کہنا
ہم تو ایمان سے کہتے ہیں نہ دیکھی نہ سنی

تو محبت کے ہو قابل تو محبت آئے
خیر اسمیں اگر آئی ہے قیامت آئے
ہاتھا پائی کی خدا نا کرے نوبت آئے
کل جنھیں ٹال دیا تھا وہی حضرت آئے
اگر آئے تو جماعت کی جماعت آئے
آدمی کی اجل آئے کہ طبیعت آئے
حشر میں دھوم ہو پہنے ہوئے خلعت آئے
نیتیں مانی گئی ہیں کہ سلامت آئے
تجکو شرم آئے صد افسوس نہ غیرت آئے
ایسی رفتار کہ چلتوں کی طبیعت آئے

سر بکف کوچہ دلدار میں جا کر پہونچیں
شکر صد شکر کہ پھر گھر میں سلامت آئے

اسلام کو رونق ہوئی اسلام عمرؓ سے
دنیا میں اشاعت ہوئی دین نبوی کی
یوں خلق کو تقسیم ہوئی بادہ توحید
اس دھوم سے دنیا میں بجا دین کا ڈنکا
اشرار جو گردن زدنی تھے انہیں مارا
مرقد سے نکل آئیں تو بگڑی ہوئی بن جائے
اس دبدبہ اور اس شوکت ملی کیا فرق نمایاں

کفار عرب کانپ اُٹھے نام عمرؓ سے
تدبیر ابوبکرؓ سے صمصام عمرؓ سے
سیراب ہوئی خلق خدا جام عمرؓ سے
ایوان فلک کانپ اُٹھے نام عمرؓ سے
بچکر نکل گیا صید کوئی دام عمرؓ سے
تکلیف ہے مخلوق کو آرام عمرؓ سے
آقا بھی برابر نہیں خدام عمرؓ سے

اللہ رے ترا رتبۂ عالی کہ فرشتے
جھک جھک کے فلک دیکھتی ہیں بام عمرؓ سے

ہر چشم ہے پرنور تو ہر سینہ ہے معمور
تکریم ابوبکرؓ سے اکرام عمرؓ سے

جو ملک کہ تھے دبا ہوئے پھر ہیں سلاطیں
دم بند تھے شمشیر دم انتقام عمرؓ سے

حق یہ ہے عجب تیغ شرربار تھی پرویں
کفار کا دم بند تھا صمصام عمرؓ سے

یہ دل بھی ترے سینہ فگاروں میں ایک ہے
تیر نگہ کے تشنہ گذاروں میں ایک ہے

ہر صبح مہر ہوتا ہے رخ پر ترے نثار
ماہ منیر آئینہ داروں میں ایک ہے

گو سیکڑوں میں فرد ہے عاشق ترا مگر
تو ایسا فرد ہے کہ ہزاروں میں ایک ہے

حور و قصور تیرے اشارہ کے منتظر
رضواں بھی تیری سینہ فگاروں میں ایک ہے

بخشش بھی اک ادا ہے عنایت بھی اک ادا
محشر بھی انکے جلوہ شماروں میں ایک ہے

خوبان روزگار میں اسطرح فرد ہو
جسطرح آفتاب ستاروں میں ایک ہے

اک میں ہوں مجھسے عاشق شیدا ہزار ہیں
اک وہ ہیں جنکا حسن ہزاروں میں ایک ہے

کیا دل لگے ہیں اس ناداں کو آجکل
کہتے ہیں انکے آئینہ داروں میں ایک ہے

تیرا جمال ہر گل و غنچہ میں جلوہ گر
تیرا کمال سارے بہاروں میں ایک ہے

دیر و حرم میں ایک ہی آیا تجھے نظر
پرویں تری نگاہ ہزاروں میں ایک ہے

سہرا

برخوردار سعادت آثار فرزند جگر بند میاں سید مشتاق حسین زاد عمرہ

سر نوشہ پہ بندھا ہے گل تر کا سہرا
اُسکے اوپر ہے دعا نکلے اثر کا سہرا

دوہرا دوہرا ہوا ہے لخت جگر کا سہرا
ایک پھولوں کا ہوا اک لعل و گہر کا سہرا

اسکی لڑیوں کو ذرا اپنی شعاعوں سے ملا
دیکھے آ مہر منیر رشک قمر کا سہرا

کسقدر ہو گیا اللہ رے محو دیدار
رخ نوشہ سے کسی وقت نہ سرکا سہرا

کھل گئی پھولوں کی تقدیر جگہ پائی ہے
لب و دنداں سے بنا لعل و گہر کا سہرا

صد و سی سال سلامت رہیں مشتاق میاں
اور مبارک ہو انہیں علم و ہنر کا سہرا

ہاتھ میں کنگنا ہے مقیش کا سر پر طرہ
گل خنداں کی ہے بدھی گل تر کا سہرا

آج وہ روز دل افروز ہے آ دو شنگ
چاند سے چہرہ پہ ہے نور قمر کا سہرا

نظر بد کا نہیں خوف ذرا بھی ہے ہمیں
کہ نگہبان ہے رخ رشک قمر کا سہرا

سہرا

برخوردار سعید و رشید میاں انوار الرحمن طال عمرہ نبیرہ ناظم بست جیبو ریاسوائی

مبارکباد برخوردار نیک اطوار کا سہرا
کہیں سہرے سے دل روشن ہے میاں انوار کا

برسے ابر نیساں موتیوں کی چاند جھڑی
ابل اے بحر قلزم لا در شہوار کا سہرا

نگاہیں پڑ رہی ہیں سطرف سے روی انور پر
شعاعیں سنگ میں گویا مہ رخسار کا سہرا

ہوا ہے شوق عاجز ہٹا سے ہٹے کیونکر
کہ عاشق ہو گیا ہے روئے پرانوار کا سہرا

نہیں ممکن جو لڑیاں چھو سکیں چہرہ پہ آ ملکر
نظر آتا ہے طالب بوسۂ رخسار کا سہرا

قدم لینے کو جھکتا چاہتا ہے جھک نہیں سکتا
الٰہی کسقدر ۔ پابند ہے دستار کا سہرا

شراب حسن کی مستی سے کیا جنبش ہے لڑیوں کو
مگر نقشہ دکھاتا ہے کسی میخوار کا سہرا

ضیائے چہرۂ نوشاہ سے معلوم ہوتا ہے
بنا لایا ہے گردوں ثابت و سیار کا سہرا

نگاہ شوق آزادی سے پروین جا نہیں سکتی
نگہباں بن گیا ہے دولت دیدار کا سہرا

قصاید

میں اور تری حمد خداوند تعالےٰ
حیراں ہوں کہ یہ لفظ ہی کیوں منہ سے نکالا

ہونے ہی کو تھا عقل کا دریا متلاطم
ہونے ہی کو تھی کشتی دانش تہ و بالا

یارب ترے افضال نے مرتے کو بچایا
یارب ترے الطاف نے گرتے کو سنبھالا

لیتا ہے کبھی نفس شفاعت کی ضمانت
دیتا ہے کبھی قلب کو غفراں کا حوالا

گہہ خوف نکیرین سے جاں ہے متردد
گہہ دہشت محشر سے خرد ہے تہ و بالا

گر باد صبائے شفقت ہو نہ موافق
طوفان تغافل میں ہے کشتی لالا

تو چاہے تو اطلس کے مقابل ہو مرقع
تو چاہے تو کمبل کے برابر ہو دوشالا

گہہ خلعت کاوس کسی جسم میں خرقہ
گہہ ساغر جمشید کسی کف میں پیالا

شوخی کی بھی کچھ حد ہے قلم روک لے پرویں

کیا حمد خدا وند بھی ہے منہ کا نوالا

ہو دور ساقیا مے خم غدیر کا ۔ اور زمزمہ ثنائے جناب امیر کا
تا بیخودی میں جو مجھے لکھنا ہی لکھ سکوں ۔ خطرہ نہ پاس آئے امیر و فقیر کا
البتہ پاس خاطر احباب ہے ضرور ۔ رک کر قلم سے فرض ادا ہو نہ تیر کا
اچھوں کو طعن و طنز سے لازم ہے اجتناب ۔ شیوہ ہے یہ خبیث و ذلیل و حقیر کا
ہاں رفض ہے عداوت اصحاب باصفا ۔ لیکن نہ عشق آل بشیر و نذیر کا
افسوس ہے کہ اب اسے کہتے ہیں رافضی ۔ قائل جو ہو فضائل حضرت امیر کا
حتی کہ بو طفیل سے عالیجناب کو ۔ جو دل سے شیفتہ تھا شہ قلعہ گیر کا
شیعہ لکھا ہے طنز سے فن رجال میں ۔ حب علی سبب ہے فقط دار و گیر کا
حتی کہ شافعی سے جلیل الصفات کو ۔ حاصل تھا جسکو مرتبہ مہر منیر کا
اک حب اہلبیت سے کہتے تھے رافضی ۔ یہ اڑ گیا تھا خوف خدائے قدیر کا
ابتک ہے امویوں کی حکومت کا یہ اثر ۔ لب تک نہ آئے ذکر حدیث غدیر کا
مولا کہے علی کو تو بیشک ہے رافضی ۔ اللہ رے اعتقاد صغیر و کبیر کا

پڑھ دوں اسیطرح میں تو مطلع اک اور لکھ
ہر دائرہ جواب ہو مہر منیر کا

ادنا سا لشکری بھی جناب امیر کا ۔ خامہ سے کام لیتا ہے پیکان تیر کا
اکثر جگہ فضائل مولا پہ ہے گواہ ۔ فرماں نبی کا حکم خدائے قدیر کا
ہے انما ولیکم اللہ سے عیاں ۔ مخدوم و مقتدا ہے امیر و فقیر کا
کہتی ہے اور آیۂ تطہیر صاف صاف ۔ دامن خطا سے پاک ہی حضرت امیر کا

رب جلیل کہتا ہے یتلوہ شاہد
یہ وصف ہے وصی بشیر و نذیر کا

خوشنودی خدا کیلئے وقف ہو گئے
من یشتری وثیقہ ہے فوز کبیر کا

روز مباہلہ یہ ہوا اور آشکار
نفس نبی لقب ہے شہ قلعہ گیر کا

استاد قدسیان فلک بارگاہ ہیں
شاہد ہے اذن واعیہ نور ضمیر کا

دیکھا ہے ان تظاہرا سے بمومنین
بے انتہا ہے لطف سمیع و بصیر کا

فردوس میں نوید ہم الفائزون سے
ٹھیکہ ہے نہر شہد کا اور جوئے شیر کا

خیر البریہ ذات ملایک صفات ہے
اللہ رے معاوضہ خیر کثیر کا

رکن رکین آیہ قربی ہے مرتضی
بالکل ہے اتفاق صغیر و کبیر کا

ثابت ہے خوب لحمک لحمی سے اتحاد
مولا علی کا اور بشیر و نذیر کا

مجھسے علی ہے اور میں علی سے ہوں
روز احد یہ قول تھا حق کے وزیر کا

ہے وصف احب خلق الی سے عیاں
کیا مرتبہ بلند تھا حضرت امیر کا

زوج بتول والد حسنین ابوتراب
کیا کیا ہو وصف بادشہ قلعہ گیر کا

یارب بروح پاک امام حسن کہ تھا
ہر دم انہیں خیال خدائے قدیر کا

یارب بروح پاک شہ کربلا حسین
لاکھوں میں جو شکار تھا شمشیر و تیر کا

یارب بروح پاک شہیدان کربلا
حملہ تھا جنپہ شام کے جم غفیر کا

پروین کو جلد انکی زیارت نصیب ہو
بر آئے مدعا یہ ذلیل و حقیر کا

مرا سینہ ہے مطلع آفتاب عرفاں کا
چراغ طور ہے ہر ذرہ [illegible] نکا

پڑا ہے جنپہ نور ذات کا پرتو وہ کہتی ہے
ید بیضا تھا اک ادنی کرشمہ حسن جاناں کا

دل بے آرزو میں تمنا اور باقی ہے
ادہر صحرا اُدہر طوبیٰ ادہر دنیا ادہر عقبےٰ
کہاں کی برق کیسا صاعقہ کیا چیز ہے تجلی
بتائیں تو ہمیں دلدادگان گلشن ہستی
کھلونے دیکے دنیا نا سمجھ بچوں کو بہلائے
تجلی سے تشفی حضرت موسیٰ کے ہوشیا نہ
الٰہی تو ہی ہو سامنے اسے بھی اُسے بھی
ہزاروں کھائیاں رستے میں لاکھوں خندقیں حائل
وہی پھنستے ہیں اس جال میں جو کچھ بھی بد تر ہیں
الگ ہٹ سامنے سے زال دنیا راہ لگ اپنے
میں مرغابی کی صورت خشک ہوں بحر ہستی میں
یہ جو کچھ دیکھتے ہو پردہ در کی جھانجھ ہے
مرے اوپر ہی اوپر ہے اثر دنیا فانی کا
مگر باینہمہ غافل نہیں انسان بھی انسان ہے
مگر کیا خوف مجھکو نفس اور شیطان کا جبتک
بیاض صبح اک سادہ ورق انکی مضامیں کا
صفا ہی جان نمونہ انکے رخسار منور کا
عطا کی چرخ نے اک ادنیٰ سا درجہ انکے مسلک کا
ہر اک شاگرد انکا حامل شر سر سعت ہے

کہ پروانے نے اک شب چراغ بزم عرفاں کا
یہ طعمہ نفس سرکش کا وہ دانہ طائر جاں کا
کوئی دیکھے تڑپنا عاشق دیدار جاناں کا
کوئی تتہ بھی ہے ایمن خزاں سے اس گلستاں کا
نہیں دلچسپ عاقل کیلئے بازیچہ طفلاں کا
یہاں مد نظر جلوہ ہے اُسکے روئے تاباں کا
مبارک زاہدوں کو ہو تماشا حور و غلماں کا
مگر اُڑتا چلا جاتا ہے گھوڑا شوق و ارماں کا
نہیں سکتی ہے ممکن روکنا شہباز پراں کا
مجھے تجھسے کبھی دھوکا نہوگا ماہ کنعاں کا
نہ اُڑنے میں کوئی مانع نہ خطرہ موج طوفاں کا
اس آلائش سے ورنہ پاک ہے دل پیر الوانکا
مرے اندر نہیں رنگ محبت اس بستاں کا
ہمیشہ دغدغہ رہتا ہے دل میں نفس و شیطاں کا
کہ دل میں داغ ہے عشق شہ عبد الصمد خاں کا
ریاض خلد اک گلدستہ ہے باغ عرفاں کا
ضیا ہے قلب پر تو انکے شمع رو تاباں کا
شعاع مہر اک مردہ چراغ انکے شبستاں کا
حقیقت آشنا ہر طفل ہے انکے دبستاں کا

جلے ہیں عمر بھر سوز محبت میں نہیں بچا دل
اگر انبر کریں اطلاق ابراہیم دوراں کا

جہاں ہو رشحہ ریز انکی نگاہ لطف کا بادل
تو پھر دریا نہو محتاج ہرگز ابر نیساں کا

مگر کیا چیز دریا اور کیا ناچیز ہے بادل
دلوں پر انکے صدقے سے پڑا مینہ نور عرفاں کا

چراگاہ ضلالت میں جو کالانعام پھرتے تھے
انہیں دم بھر میں گلزار ہدایت کیطرف ہانکا

وہ قطرہ جا ملا دریا میں ابر اب انکی فرقت میں
ہمارے آہ و نالہ سے ہے عالم برق بار انکا

ادب مہر دہاں ہے بس قصیدہ ختم کر پیروں
اور اپنے واسطے تو واسطہ دے شاہ مرداں کا

دورہ چرخ میں دشوار ہے دلکو آرام
ہر گل عیش میں ہیں سیکڑوں خار آلام

خوب واقف ہوں تری تفرقہ پردازی سے
کہیں ناہید فسردہ گرے ہے کہیں بہرام

بزم آرا ہو اگر شمس و قمر ہیں ساغر
رزم پیرا ہو اگر راس و ذنب ہیں صمصام

نہ ستمگر تجھے اک شکل پہ اک لمحہ قرار
نہ جفا جو ہے تجھے اک طرح پر اک لحظہ قیام

واہ رے تیرا طریقہ کبھی دشمن ہے کبھی دوست
واہ رے تیرا سلیقہ کبھی توسن ہے کبھی رام

سنتے آئے ہیں سلف سے تجھے خود بیں خود رائے
کہتے آئے ہیں خلف سے تجھے خود سر خود کام

خستہ حالوں سے یہ چالیں یہ دغا یہ ایذا
بستہ بالوں کو یہ تکلیف یہ غم یہ ابرام

میں نے کیا تیرا بگاڑا جو بنایا مجرم
میں نے کیا تیرا دبایا جو لگایا الزام

خود زمانہ سے گزر جاؤں اگر ہو ایما
خود گلا کاٹ کے مر جاؤں اگر دے صمصام

کبھی ناقص ہے ترے حرکات سے خورشید منیر
کبھی کامل ہے تری برکات سے ماہ تمام

تو موافق ہو تو شہباز سے افضل عصفور
تو مخالف ہو تو روباہ سے ارذل ضرغام

عالم آشوب ہے جہاں سوز ترے دو القاب
محشر انگیز و جفا خیز ترے دوسرے نام

تیری تدویر سے ہیں دشت و جبل پست و بلند — تری تاثیر سے ہیں شمس و قمر ناقص و تام

ہاں معاضد ہو مرا تاکہ وہ لالہ رخسار — ہاں معاون ہو مرا تاکہ وہ نسرین اندام

آفت دیدہ و دل نور چراغ محفل — رشک خوباں چگل نور روش و حور خرام

بوسہ بازی سے دل زار کو دے اطمینان — نغمہ پردازی سے بیمار کو بخشے آرام

عطر بیزی سے معطر ہو دماغ افکار — بادہ ریزی سے منور ہو ایاغ افہام

مشک باری سے مسود ہو بیاض قرطاس — نورکاری سے منور ہو سواد ارقام

سلک تقریر میں یا خرد دوراندیش — ضبط تحریر میں لاے قلم عنبر فام

مدح شاہنشہ ذیجاہ و ثریا درگاہ — میر عثمان علیخان بہادر ضیغم سام

خسرو ملک دکن جامع اوصاف حسن — دانش آگاہ و ستم کاہ و فلک جاہ و ہمام

آسماں رخش و جہاں بخش و شجاعت پیشہ — چارہ پرداز و سرافراز و ہمایوں فرجام

تاج اعزاز و سراج حشم و نور جلال — اوج دیں موج یقیں ماہ سپہر اسلام

حشمت و شوکت و رفعت تری دی ہے تجھے — جاہ و اقبال و تجمل ترا دنیا سے غلام

تو جہانگیر و جہاندار و زمانہ چاکر — تو جہاں بخش و جہاں بان تو خلاق خدام

ترے اخلاق کی خوشبو سے معطر ہے دماغ — ترے اشفاق کی نکہت سے معنبر ہے مشام

بزم اشعار میں گر صرف گہر ریزی ہو — ہے ترے نیرنگ فسوں سے اثری مرا الہام

ناسخ نسخہ اعجاز مسیحا ہو سخن — ناسخ گفتگوی حضرت عیسی ہو کلام

تری دانش کے سبب علم فلاطوں معدوم — تری بینش کے سبب فہم ارسطو گمنام

تری شمشیر صبا خیز سے سیکھے رہ جائے — لگ چلے برق تپاں رزم میں بنگر صمصام

ادہم وہم کی تازہ و ترکب کا قرار — توسن فکر کی دوڑ [illegible] کا قیام

اوج میں چرخ نہم موج میں بحر قلزم — فوج میں اُسکے تلاطم سے جہاں کے آرام

اس قصیدے سے غرض صرف دعا گوئی ہے — نہ کہ دریوزہ گری سے طلب درہم و دام

تا چمن لالہ و گل سے ہو ریاض فردوس — تا زمیں تکیے سے ہے مرکز عالم میں قیام

تیرے قدموں سے رہے باغ جہاں تخت بہار — تیری برکت سے رہے سارے جہاں کو آرام

سر احباب کو لازم ہو کلاہ اقبال — فرق اعدا کو مبارک ہو یہ تاج سرسام

ہو چکا مختصر اظہار عقیدت پرویں
ناپسندیدہ ہے اطناب کرو ختم کلام

مرحبا ساقی خجستہ مقال — العطش العطش تعال تعال

تیری فرقت نے کر دیا بسمل — تیرے دوری میں ہو گیا پامال

تو نہیں ہے تو زیست ہے مشکل — تو نہیں ہے تو زندگی ہے محال

تو نہیں ہے تو خواب و خور ہے حرام — تو نہیں ہے تو رنج و غم ہے حلال

تو نہیں ہے تو ضعف کو ہے عروج — تو نہیں ہے تو زور کو ہے زوال

مجکو تقدیر نے دکھایا ہے — نیش فرقت بجائے عیش وصال

مجکو افلاک نے چکھایا ہے — سم قاتل بجائے آب زلال

لیکن اب تو پلائے جا پیہم — جام لبریز و رطل مالا مال

تا مرے دل سے محو ہو جائے — ذکر ماضی و فکر استقبال

تا تسلی کے ساتھ لکھا جائے — وصف فرماندہ خجستہ خصال

یعنی فخر جہان نظام الملک — قبلہ گاہ امانی و آمال

روضہ گلستان حشمت و فر — حوضہ بوستان جاہ و جلال

جسکا طالع فلک غلام ملک
جسکے تابع ظفر مطیع اقبال

رزم میں ہو اگر وہ تیغ افگن
پائے رستم کو شکل پیرۂ زال

کوہ و کاں پر اگر وہ ڈالے ہاتھ
اور کر دے جہاں کو مالا مال

فلسفی دیکھکر کہے مجبور
کہ خلا کا نہیں وجود محال

جلوہ گستر اگر ہو توسن پر
ہر قدم پر نمود ہو بھونچال

نظر افگن اگر ہو گلشن پر
اک لمحہ میں ہر شجر ہو نہال

اسکی تقدیر ہے وہ مہر نظیر
کہ نہ جسکو ہبوط ہے نہ زوال

اسکی تدبیر ہے وہ بدر منیر
نہ جسے احتراق ہے نہ وبال

اسکے مدحت میں وہ لکھوں اشعار
کہ تڑپ جائیں سنکے اہل کمال

اسکے چتر ہما سجا دوں چرخ ہفتم پر
کرکے مہمیز میں سمند خیال

بے نقط لکھوں ایسے پروین شعر
اور دکھا دوں کہ یہ ہے سحر حلال

لاؤ دو کا سہاء مالا مال
ہمہ مود ور کرد و درد و ملال

کوہ و صحرا ہرا ہوا سارا
اور کھلا واہ واہ لالہ آل

لکھ دلا مدح سرور والا
ماہ ہر کارگاہ حال و مآل

گر ہو گرم عطا وہ اک لمحہ
کاسۂ ہر گدا ہو مالا مال

درک کامل عطا ہوا اسکو
اور ارسطو کا سارا علم و کمال

مرا ممدوح سرور عادل
گرہ کار دہر کا حلال

اسکا دل محرم عطا و عداد
اسکا سر مصدر علوم و کمال

گر مدد گار ہو کرم اُسکا — ماہ کامل ہو دائما کو ہلال
دورہ مہر و ماہ ہو دائم — سلسلہ وار ہر سرور و ملال
دائما اُسکا دور دورہ ہو — عمر و اولاد ہو سوا ہر سال
مالک الملک کرے عطا اُسکو — گوہر و لعل اور ممالک و مال
کلک و صمصام اور گوہر کام — طول عمر و حصول علم و کمال

مژدہ باد اے اختر مسعود و بخت سازگار — بوستان آرزو ہے جلوہ گاہ نوبہار
پھر مرے خلوتکدہ میں ہے وہ طاوسی خرام — پھر مرے عشرتکدہ میں ہے وہ فردوسی نگار
حور صورت حور سیرت حور طلعت حور خو — حور تمکیں حور رائیں حور روش حور اعتبار
ماہ آب و ماہ تاب و ماہ رو و ماہ خو — مہ لقا و مہ بہا و مہ ضیا و مہ نثار
اللہ اللہ اُسکا قامت رشک شمشاد چمن — اللہ اللہ اُسکا قد محسود سرو جوئبار
زلف مشکیں روی رنگیں ہالہ و ماہ تمام — روی رنگیں زلف مشکیں گنج باد اور دو مار
قد والا قد بالا لالہ و سرو بلند — قد بالا خد والا گلبن خلد و ہزار
الغرض وہ اور میں نظارۂ ناز و نیاز — الغرض وہ اور میں تنہائی و بوس و کنار
خوف تقلیب کچھ اک کچھ نہ بیم آسمان — ذکر تدویر زمانہ کچھ نہ فکر روزگار
واہ رے بخت سعادت اتصال تجھے نصیب — دل سے وہ خواہاں ہوا جاتے میں اُسکا خواستگار
اور اُس ہم طرب انگیز میں یہی بال — نغمہ ریز مدحت فرماندہ والا تبار
شہرہ جیپور کا افتخار اور ریاست کا فروغ — راجپوتانہ کی رونق ہند کا عز و وقار
یعنی فیاض علیخان بہادر باشکوہ — داور خورشید منظر افتخار روزگار

عمدۂ اہل زمانہ زبدۂ اہل زمین — صاحب افلاک جاہ کوکب گردوں سوار

ماہتاب آسمان رزم و بزم و احتشام — آفتاب خاندان مجد و مجد و اعتبار

قلزم داد و دہش اسکا اگر ہو موجزن — ساحل امید سے ہو ایک عالم ہمکنار

مدحت غایب میں پروین نغمہ سنجی تا بکجا

مدحت حاضر میں لکھوں مطلع گوہر نگار

مطلع

گر تری وہ انگلیاں بھی ہوں علم ہنگام کار — لشکر اعدا کو لا کر دیں مثال ذوالفقار

وسعت ناوردگہ میں تیری شمشیر تپاں — برق تیز و برق تیز و برق تاز و برق بار

فسحت آوردگہ میں تیرا اشہب تیز رو — برق رنگ و برق ہنگ و برق سنگ و برق کار

ہمت مردانہ تیری جنگ و میدان کا نشاں — تیغ کی تیغی عروس فتح و نصرت کا سنگھار

جتنے عرصہ میں اٹھائے ابلق چرخ ایک گام — تیرا توسن کا وہ عالم کر آئے لاکھ بار

گوہر درج جلالت تیری ذات نور پاش — اختر برج شرافت تیرا نام نور بار

تجھسے جو ایک مسلسل رشتہ کان کریم — ہے تجھسے آدم تک مسلم جاہ مندان کبار

ہوں سدا تجھکو مبارک خطابات بلند — اور ہو بنیاد ایوان مسرت پایدار

تو رہے ممتاز دولت تو رہے مختار ملک — روز افزوں احتشام و روز افزوں اقتدار

تہنیت نامہ لکھا ہے مدحگر نے مختصر — تا نہو تطویل بیجا خاطر اقدس پہ بار

جو تمنا ہو تری بر آئے وہ قبل از دعا — بہر ختم المرسلین و بہر اصحاب کبار

رباعیات

یا دعدغۂ گناہگاری نہ رہا
یا ہمکو جہاں میں خوف باری نہ رہا
توبہ تو رہے زبان پہ جاری پیہم
توبہ کا اثر دلوں پہ طاری نہ رہا

رباعی

فیشن میں ترقی کے بڑے ہم جویا
معراج شرافت تھی اسمیں گویا
کچھ اور تو پیدا نہ کمایا اسنے
جو اپنی گرہ میں تھا اُسے بھی کھویا

رباعی

اے تازہ نہالو نہ اُجاڑو دیں کو
دنیا کیلئے یوں نہ بگاڑو دیں کو
پایا یسے ہی سمجھے ہو جیسے تم اخلاق
اخلاق کی جھاڑو سے نہ جھاڑو دیں کو

رباعی

ہمسایۂ دل و دانش و ایماں نہیں
جو وصف ہیں دو نقص ہیں بستۂ ایماں نہیں
کیا آیہ الرجال قوامون
اے دور جدید تیرے قرآں میں نہیں

رباعی

منصور کا یہ قول تھا ہر انساں سے
دو جسم سنبھل سکتے نہیں اک جاں سے
یا حق کا طلبگار رہو یا ناحق کا ہے
یا جاں سے ہاتھ دھو یا جاناں سے

رباعی

جب شوق ہوں موجود کمانا باقی
رہتا نہیں اس ڈھنگ سے پیسہ باقی
بے آمدنی خرچ کریں گر پیہم
دریا میں رہے نہ کوئی قطرہ باقی

رباعی

بتخانہ میں کچھ پردہ نہیں ہے جب سے
مسرور پیر ہا کرتے ہیں جام جب سے
شیخ آئے تو ڈھونڈھ جاتے ہیں ساغر پرویں
چھپ جاتی ہے دختر زنا محرم سے

رباعی

تقلید سے تحقیق مسائل کی جگہ
چھینی ہے رزائل نے فضائل کی جگہ
کیا مسخ ہوئی عقل کہ پرویں علما
سمجھاتے ہیں لٹھ سے دلائل کی جگہ

رباعی

ہم خار ہیں پاشاہ گلتر ہیں آپ
ہم ذرہ ہیں خورشید منور ہیں آپ
ہر حال میں پرویں ہے غرض نسبت خاص
ہم آپ کی امت ہیں پیمبر ہیں آپ

رباعی

تم لعل درخشاں کو یمن میں دیکھو
اور گوہر غلطاں کو عدن میں دیکھو
پرویں گل خنداں کو چمن میں دیکھو
بیقدری ہر اک شے کی وطن میں دیکھو

رباعی

تھا عہد قدیم صرف غمزہ و ناز
اور دور جدید کی ہے تو جی آواز
میں وسط میں واقع ہوں لہذا پرویں
دونوں سے ملا جلا ہے میرا انداز

رباعی

جس وقت وہ بیحجاب ہو جاتا ہے
اور رخ سے جدا نقاب ہو جاتا ہے
جس ذرہ پہ پڑ جاتا ہے پرتو پرویں
وہ غیرت آفتاب ہو جاتا ہے

رباعی

جو خلق میں کامیاب ہو جاتا ہے
عادات میں انقلاب ہو جاتا ہے

ہوجاتا ہے جبکہ خاکساری میں کمال ۔۔۔ خاک رہ بوتراب ہوجاتا ہے

رباعی

یہ ہمکو جلاتی ہیں جلائینگی انہیں ۔۔۔ ایسے ہی خیال میں نہ لائینگی انہیں
جسطرح بناتے ہیں ہمیں یہ احمق ۔۔۔ کل انکی بھی اولاد بنائیگی انہیں

رباعی

دل پردہ میں رہتا ہے جگر پردہ میں ۔۔۔ اور سر میں دماغ سربسر پردہ میں
وہ جسم میں گھر میں ریاست کا نشاں ۔۔۔ محفوظ ہوں عورات اگر پردہ میں

رباعی

یا خلق خدا شاد رہے ایسا ہو ۔۔۔ یا خلق سے آزاد رہے ایسا ہو
ایسا ہو کہ ویسا ہو غرض جیسا ہو ۔۔۔ یہ شرط ہے مٹھی میں مگر پیسا ہو

رباعی

بچوں کو دل و جان سے بہتر سمجھو ۔۔۔ بالغ ہوں تو پھر ان کو برادر سمجھو
اور جب ہو تن و توش میں وہ تم یکساں ۔۔۔ اولاد کو دشمن کے برابر سمجھو

رباعی

خورشید کو نور سحری سے پوچھو ۔۔۔ اور بدر حسین کو انوری سے پوچھو
صراف ہیں ہم نقد سخن کے پرویں ۔۔۔ جوہر کی شناخت جوہری سے پوچھو

رباعی

الفت بھی عجب آفت جاں ہوتی ہے ۔۔۔ آتش کیطرح دل میں نہاں ہوتی ہے
یاد آتا ہے پھر شہر مدینہ پیمیں ۔۔۔ جب وعظ میں تعریف جناں ہوتی ہے

رباعی

مضطر ہو سفر میں نہ کبھی گھر کیلیے
پردیس وطن ہے اہل جوہر کیلیے
گر چاہتا ہو تاج میں رہنا پرویں
لازم ہے فراق بحر گوہر کے لیئے

رباعی

اللہ رے اقبال شہانہ میرا
سر تاج فلک ہے آشیانہ میرا
ہوں زمزمہ سنج نعت احمد پرویں
ہے طائر سدرہ ہم ترانہ میرا

رباعی

تحقیق کا طالب ہے ز انساں ہے وہی
یکساں ہو دل و زباں مسلماں ہے وہی
رفاض کا ہے کام تقیہ پرویں
میداں میں چلے خنجر براں ہے وہی

رباعی

حقا کہ خوشامد کا نہ کرنا بہتر
سو مرتبہ دنیا سے گزرنا بہتر
بیباک ہے عین قول ہے میرا پرویں
انسان منافق ہو تو مرنا بہتر

قطعہ

پہلے بیمار ہوے نزع میں بیہوش ہوے
مر گئے غسل کیا بعد کفن پوش ہوے
الغرض آئی پریشانیاں پیش آئیں جب
بار احسان عناصر سے سبکدوش ہوے

رباعی

انگور پی بادہ لی باغ زر سے
کر خلق کو مخمور ایاغ زر سے
اندھیر ہے دنیا میں تو اے روشندل
عزت کو تلاش کر چراغ زر سے

رباعی

ڈھل جاتے ہیں جو داغ ہوں آب زر سے
چھپ جاتے ہیں سب عیب حجاب زر سے
اللہ رے زر سرخ کی گرمی پیہم
فولاد پگھل جاتا ہے آب زر سے

رباعی

کہتا ہے کوئی علم و ہنر بہتر ہے
کہتا ہے کوئی عقل و نظر بہتر ہے
اور تجربہ کاروں سے جو پوچھا جا کر
سب متفق اللفظ ہیں زر بہتر ہے

رباعی

کچھ حسن فرنگ نے نمک پاشی کی
کچھ بیٹھے بٹھائے سوجھی عیاشی کی
پردہ کی مخالفت کی تہ میں پیارے
تمہید ہے تہذیب سے عیاشی کی

رباعی

ہم پہلے تو مستور تھے پردہ میں کہیں
اور بعد فنا جائینگے پردہ میں زمیں کے
پردہ میں ہمارے ہے فقط قوم کا پردہ
پردہ جو ہوا فاش رہو گے نہ کہیں کے

رباعی

ہر جا نہیں تقلید کی عادت اچھی
دانا کو ہے عاقلانہ جرأت اچھی
پہلوں ہی کی تقلید جو کرتے نواب
بے بیوہ کی ہوتی نہ یہ صورت اچھی

رباعی

تم غور سے دیکھو گے اگر کار جہاں
دو طرح کے پاؤ گے تم اسمیں انساں
اک وہ کہ نہ دیکھی نہ زمانہ کی خبر
اک وہ کہ انہیں آئینہ کل کون و مکاں

رباعی

ہر دست میں جو خاک شفا ممکن ہے
ہر بحر میں ہو آب بقا ممکن ہے

ہر شعلہ میں ہو نور الٰہی دشوار
ہر شعر ہو لاجواب ناممکن ہے

رباعی

واجب ہے ہمیں مرشد کامل کی تلاش
لازم ہے مسافر کو ہو منزل کی تلاش
ہمسفر جو ہو جائے وہ ہمسفر و نعیں
جو صاحب دل ہو وہ کرے دل کی تلاش

رباعی

جسکو ہے یہاں آل عبا کی تقلید
اصحاب کبار باصفا کی تقلید
اور پیش نظر رکھتا ہے قرآن حدیث
وہ کرتا ہے شاہ دوسرا کی تقلید

رباعی

جو شخص کہ ہو آل عبا کا دشمن
حضرت کا وہ دشمن ہے خدا کا دشمن
ہم دوست ہوں کس طور سے اسکی کہ وہ
ہر مومن پاک باصف کا دشمن

ترجیعات

حل کرو مشکل کو میری یا علی مشکل کشا

فلک بکینہ پلنگ است یا علی مدد کے
سپاہ شیشہ و سنگ است یا علی مدد کے
زمین چو کام نہنگ است یا علی مدد کے
نفس بسینہ خدنگ است یا علی مدد کے

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدد کے
مجھک بغیر تو تنگ است یا علی مدد کے

اخیر ہنسنے کی حد بھی ہے بیس ہو ں گھر بچہ
جو جیب رہو نشہ میں گھنت تو جیب ہو ں گھر بچہ

جگر ہے سنگ نہیں مضطرب ہوں کیونکر
ادب ہے مانع اظہار میں کہوں کیونکر

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

ہزار حیف کہ صاحب نظر نہیں کوئی
مرا معالج درد جگر نہیں کوئی
دعائیں لاکھوں مگر با اثر نہیں کوئی
مرض تو سخت ہے پر چارہ گر نہیں کوئی

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

مرض ہے اور کوئی کہتا نہیں دوا کیا ہے
ڈبوئیگی مجھے قسمت کہ ناخدا یہ ہے
قریب موت ہے ہوں دن بدن شفا کیا ہے
تمام شکوہ شکایت کا مدعا یہ ہے

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

سحاب برکت و رحمت جو متصل برسے
یہ آرزو ہے کہ آؤں نجف میں سر سے
نصیب حج و زیارت ہو گر مقدر سے
مگر موانع ہیں کیونکر نکل سکوں گھر سے

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

حواس کیسے ہوں قائم بجا نہیں صحت
گئی مزاروں پہ بھی اولیا کی بد قسمت
مرے معالجہ سے تنگ آگئی حکمت
بہت ہوا تو فقط یہ کہ ہو گئی خفت

زمانہ بر سر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

میں اپنی جان سے بیزار ہوں خدا کی قسم
بہت ہی بیکس و لاچار ہوں خدا کی قسم
عجب بلاؤں میں گرفتار ہوں خدا کی قسم
تمہارے ہوتے ہوئے خوار ہوں خدا کی قسم

زمانہ برسر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

حضور فرض بزرگی کو یوں ادا کیجے
مجھے شفا کی طلب ہے شفا عطا کیجے
کہ میرے واسطے اللہ سے دعا کیجے
کوئی غریب کی سنتا نہیں ہے کیا کیجے

زمانہ برسر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

یہ آرزو ہے دل مبتلائے اشہ دیں
بہا بہا کے سرشک اور رگڑ رگڑ کے جبیں
کہ آکے روضۂ اقدس پہ با دل غمگیں
بلند نالہ و فریاد یوں کریں [illegible]

زمانہ برسر جنگ است یا علی مددے
کمک بغیر تو ننگ است یا علی مددے

المدد یا غوث اعظم دستگیر

فخر عالم مددے مقصد پاکاں مددے
دستگیر عرب و روم و خراساں مددے
شرف جاں مددے عزت ارکاں مددے
ہمہ دشوار بود پیش تو آساں مددے

غوث اعظم من بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

نفس سرکش نے مجھے مار لیا اے شہ دیں
اک میری جان ہے اور سارے جہاں کی نفریں

نہ رضا ہے نہ قناعت ہے نہ صبر و تمکیں
کسی پہلو کسی کروٹ نہیں دل کو تسکیں

غوث اعظم من بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

آپ کے روضۂ اقدس پہ سپہر گرداں
مہ و خورشید کے مانند دل سے قرباں
میں بھی مشتاق زیارت ہوں تشنہ کوئی دن مکاں
اسی امید میں ہے صبح و مسا ورد زباں

غوث اعظم من بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

جسقدر شوق زیارت ہے مجھے روشن ہے
راہ کا وادی پر خار مجھے گلشن ہے
خلد بغداد کا ہر کوچہ و ہر برزن ہے
سچ تو ہے کیوں نہ ہو جب آپ کا وہ مسکن ہے

غوث اعظم من بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

آپ کے روضۂ اقدس کا غبار اے اشہد
بیشک و شبہ ہے گلگونہ رخسار یقیں
ایک ایک ذرہ ہے غیرت دہ خورشید مبیں
آسماں سے بھی ہے بالا در والا کی زمیں

غوث اعظم من بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

شمع کی طرح جلے گریاں تو سحر کی قسم
ابر نیساں سے سوا آنکھ ہے گوہر کی قسم
سوز غم سے ملی ہے کی شعلۂ آذر کی قسم
بدنصیبی ہے سب کچھ یہ مقدر کی قسم

غوث اعظم من بے سر و ساماں مدد ے
قبلۂ دیں مدد ے کعبۂ ایماں مدد ے

دلمیں جو کچھ ہے تمنا وہ برآئے کیونکر
چرخ کو طرز وفا کوئی سکھائے کیونکر
کوئی بگڑی ہوئی تقدیر بنائے کیونکر
یہ جفا کار رہے ظالم نہ ستائے کیونکر

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

بمبی سے ہوں کسی مرکب آبی پہ سوار
تندرستی کی ہوا پائے جو جان بیمار
نکلے دجلہ میں روانہ ہو جہاز ابر بہار
ہو کے قربان در عالی پہ کروں عرض یہ زار

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

سیکڑوں فکریں ہیں اور ایک پریشان حزیں
جاتے ہیں اُس فلک قدس پہ سب اہل زمیں
جلتے جلتے مری آتش کہ بھر جائے کہیں
کیا فقط حاضری میری ہی مقدر میں نہیں

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

ہند سے لیچل اُڑا کر تو مجھے باد صبا
اے زمیں تو ہی ذرا جیسے کھوان چکر کھا
گر کسیطرح برگاہ کی صورت ہو نجا
کیا کیا جائے کہ کوئی نہیں میری سنتا

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

دل میں جو شوق ہے پردیس سے رقم ہو کیونکر
وہاں نہ حاضر ہو تو کم درد والم ہو کیونکر
کیفیت قلب کی تفویض قلم ہو کیونکر
آپ چاہیں تو نہ معدوم یہ غم ہو کیونکر

غوث اعظم بمن بے سر و ساماں مددے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

یا معین الدین چشتی المدد

بود در حکم تو خوبی و زشتی
برومند آمدہ نخلے کہ کشتی
کہ یک شد دوزخی و دیگر بہشتی
فنا گردید ہر کس را بہشتی

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

شب تاریک اور امواج برپا
برابر جوش میں ہر سمت دریا
تلاطم چار جانب حشر افزا
خدا را اے شہ دنیا و عقبیٰ

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

نہ اپنوں سے مجھے امید الفت
ہوا نذر خزاں باغ محبت
نہ بیگانوں میں باقی ہے رفاقت
زماں زندگی ہے اک مصیبت

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

نہ صحت ہے نہ راحت ہے نہ فرصت
نہ اطمینان قلبی نے مسرت
نہ شادی ہے نہ عشرت ہے نہ فرحت
جدھر دیکھو ادھر حسرت ہی حسرت

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

کہاں جاؤں فلک ہے دشمن جاں — زمیں در پے مثال چرخ گرداں
غرض ہر وقت رہتی ہوں پریشاں — ہزاروں کا ہنشیں اور اک میں حیراں

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

تجھے کیا حال دنیا کا ہے مضطر — کہ باطن میں ہے خشک اور ظاہر تر
درون تاریک اور بیرون منور — دلوں میں وہ نہیں جو کچھ ہے منہ پر

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

نہ ہو پیری میں زیادہ اب تو دلگیر — خدا دیگا ترے نالوں کو تاثیر
کیئے جا عرض گر یاور ہے تقدیر — کہ مدت سے ہوں غرق بحر تشویر

بگرداب بلا افتادہ کشتی
مدد کن یا معین الدین چشتی

یا حسین ابن علی میری مدد فرمائیے

ہر ذرہ تابہ میں ہے ماہ کربلا — طوبیٰ پہ خندہ زن ہے پر کاہ کربلا
کس سے بیاں ہو مرتبہ و جاہ کربلا — میں بھی ہوں جاں نثار و ہوا خواہ کربلا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
پاؤں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

میں ہند سے روانہ ہوئی جانب حجاز — دو ہفتہ کے قریب ہا بحر میں جہاز

آخر ہوئی زیارت جدہ سے سرفراز پھر اُسکے بعد قصد حج سے ہوئے دراز

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

وہاں سے طواف کعبہ کی عزت ہوئی حصول سعی صفا و مروہ سے محنت ہوئی وصول
رکن و مقام میں بھی دعائیں ہوئیں قبول حجر و حطیم پر بھی ملایک کا تھا نزول

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

باب السلام باب جناں کا نظیر تھا اور زمزم آب تابہ میں ماہ منیر تھا
مینار جو حرم میں تھا گردوں سریر تھا ہر اک موذن اُس پہ ملایک سفیر تھا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

دولت سرائے فاطمہ زہرا کا بھی شرف حاصل ہوا کہ وہ ہے بہشت اور جہاں صدف
اور مولد علی ولی کشتۂ نجف دیکھا جہاں ملایکہ حاضر تھے صف بصف

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

پھر جنت معلی میں میرا ہوا گزار اک گنبد بلند خدیجہ کا تھا مزار
اُس قرشیہ تھا عرش الٰہی کو افتخار اور دوسری میں آمنہ بی بی کی یادگار

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

اسکے علاوہ اور بزرگان ذی حشم ابلائے بادشاہ عرب سرور عجم
ہر ایک اُنمیں بحر عطا معدن کرم ہر گنبد مزار سے چرخ بلند کم

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

وہاں سے زمان حج میں چلے جانب منا وہانسے ہوا روانہ عرفات قافلا
وہانسے وقوف آکے میں مزدلفہ میں کیا اور صبح پھر خیام منا میں ہوئی بپا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

پھر وہانسے آکے مکہ مین چندی کیا قیام شہر مدینہ جانیکا ہرگونہ انتظام
جسدن چلے ہیں مکہ سے اللہ رے ہجوم ہام کچھ فاصلہ پہ شہر سے اکدن کیا قیام

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

اکروز مکے سے چلنے لگا آگے قافلہ منزل بیہ گاہ ٹھہر گئے گہ دو منزلہ
تنگی پہاڑیوں کا برابر تھا سلسلہ تکلیف راہ کی نہ شکایت نہ کچھ گلہ

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

ماہ عزا کی دسویں کو رابغ ہوا مقام عشرہ کی وجہ سے وہاں اکدن کیا قیام
پھر گیارھویں کو وہانسے چلا آگے اژدہام ہر روز دور ہوتی گئی مسجد حرام

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا

بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

زائر سب اشتیاق زیارت میں مست تھے — کچھ تو فراخدست تھے کچھ تنگدست تھے
از حد تھے انتظام بڑے بندوبست تھے — مخمور جام بادہ روز الست تھے

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

القصہ بارہ روز ہوئی راہ میں بسر — یثرب پہ چند میل سے سب کی پڑی نظر
گلشن نشان سے سواد مدینہ تھا جلوہ گر — باغوں میں چہچہاتے تھے شاخوں پہ جانور

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

باہر حجاز ریلوے شاہانہ شان سے — عظمت عیاں احاطہ سے رحمت مکان سے
مصروف کار ترک بڑی آن بان سے — تفصیل اسکی کیجیے تو باہر بیان سے

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

اطراف میں فصیل بہت پختہ و بلند — مشکل سے پہونچے زور سے پھینکو اگر کمند
دروازے خوبصورت و مضبوط و دلپسند — ہوتے ہیں سب وہ رات گئے قاعدہ سے بند

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

لشکر کی شہر میں سچے ہیں اور اسکے دو طرف — پتھر کی پٹریوں پہ رواں خلق صف بہ صف
[illegible] کا شرف — روضہ [illegible] شہر نبی صورت صدف

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

بلور کے وہ جھاڑ کہ عقل سلیم دنگ
صناعی فرانس و استادی فرنگ
روشن ہوں ایک آن میں تجلی سے بے درنگ
میداں اگرچہ خوب مگر ہر روش تنگ

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

وہ مسجد نبی کہ ملایک کا اژدہام
وہ منبر رسول کہ جسکا فلک غلام
وہ حجرۂ پیمبر خورشید احتشام
لاتے تھے جبرئیل امین جسجگہ پیام

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

ہر ذرہ ذرہ وہاں کا شرارہ تھا نور کا
ہر شمع پر یقین تھا خورشید طور کا
تھا مد و جزر بحر اناث و ذکور کا
موجود آدمی جہاں نزدیک و دور کا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

پھر جنت بقیع گئے فاتحہ کو سب
گنبد جدا جدا تھے بلندی میں منتخب
تفصیل وار نام بتاؤں میں کیونکر اب
کوزہ میں نحو تشنو سے سمندر سما کب

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

اللہ رے شہر پختہ و مضبوط و سر بلند
اللہ رے شہر والوں کے اخلاق دلپسند

اللہ رے رتبہ وہ دنیا و عقبیٰ ہیں بہرہ مند
اللہ رے صورتیں یہ پہونچی نہیں گزند

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

تھا واسطے میں عزم مصمم عراق کا
ناچار وہاں سے ہند چلے آئے مبتلا
کوتاہی کی نصیب نے پورا نہ ہو سکا
اب تک بھی قلب ماہی بے آب ہے مرا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

روتی ہوں اور رونے میں تاثیر کچھ نہیں
میری طرف سے آنے میں تاخیر کچھ نہیں
دن رات سوچتی ہوں تدبیر کچھ نہیں
میں مقصور ہوں میری تقصیر کچھ نہیں

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

آپ آبروئے کعبہ و زمزم ہیں یا امام
مروہ و صفا حضور کے منبر پہ لا کلام
میزاب و رکن و سنگ و مطاف آپکے مقام
مزدلفہ و منا و عرفات آپکے غلام

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

آپ ابن بوتراب ہیں فرزند مصطفےٰ
زین العبا کے والد ماجد تشنہ ہے
بھائی حسن کے اور جگر بند فاطمہ
مقتول دشت غربت و مظلوم نینوا

اب کربلا بلائیے یا شاہ کربلا
بالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

یاشاہ جسم و روح پیمبر کا واسطہ　　یاشاہ علم و قوت حیدر کا واسطہ
یاشہ بتول پاک و مطہر کا واسطہ　　یاشاہ اکبر و علی اصغر کا واسطہ

اب کربلا بلائیے یاشاہ کربلا
پالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

کچھ تک میں رونیکی طاقت نہیں رہی　　اعضا جواب دیچکے قوت نہیں رہی
فریاد کی بھی قلب میں حالت نہیں رہی　　بس آپکے سوا کوئی حسرت نہیں رہی

اب کربلا بلائیے یاشاہ کربلا
پالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

کیجے دعا خدا سے کہ صحت نصیب ہو　　پیروں کو غم کے بد مسرت نصیب ہو
راہی سوئے عراق یہ حسرت نصیب ہو　　سب پالیا جو مجکو زیارت نصیب ہو

اب کربلا بلائیے یاشاہ کربلا
پالوں سے اپنے صاف کروں راہ کربلا

تخمیسات

خمسہ بر غزل برخوردار رشادت آثار مولوی سید انوار الرحمن بسمل
زاد قدرہ نائب ناظم نظامت شہر جے پور

میں بد نصیبی سے ہرگز نہ کامیاب ہوا　　ہمیشہ بلکہ جفائیں ہوئیں عتاب ہوا
مگر مزاج میں اک طرفہ انقلاب ہوا　　تپش کا اب تو یہ خو گر دل خراب ہوا

کہ ہو گئی ہے مجھے تسکین جو اضطراب ہوا

ستم ہوا کہ مری جان پر عذاب ہوا — مرے ارادہ میں لیکن نہ انقلاب ہوا
خدا کا شکر ذرا بھی نہ اضطراب ہوا — میں امتحان محبت میں کامیاب ہوا
مرا نیاز ترے ناز کا جواب ہوا

بہار ہو کہ خزاں مجھکو کچھ نہیں بھاتی — کسیکی یاد ہے دن رات دل کو گرماتی
کسی خیال میں ہو تری خلش نہیں جاتی — سسک رہے ہیں مگر موت بھی نہیں آتی
یہ زندگی نہ ہوئی جان کا عذاب ہوا

محبت اُسکی یہانتک سرشت میں تھی — کہ عمر بھر کبھی چھوٹی نہ مجھسے اُسکی گلی
پھر اُسکے بعد تن زار جب ہوا مٹی — وہ شہسوار جو گزرا تو بعد مردن بھی
غبار راہ بنا اور ہمرکاب ہوا

کہاں میں اور کہاں سیر گلشن و صحرا — کہاں میں اور کہاں ساقی خجستہ لقا
کہاں میں اور کہاں جشن و نغمہ و صہبا — ٹپک پڑے وہیں آنسو کسی نے جب چھیڑا
جواب ساغر مے دیدہ پر آب ہوا

جو چل رہی ہیں نسیم و صبا تو واعظ — جو عندلیب ہے نغمہ سرا تو واعظ
زمانہ کی ہے موافق ہوا تو واعظ — کھلا ہوا ہے در میکدہ تو اے واعظ
بلا سے اپنے جو توبہ کا سدباب ہوا

ہزاروں دشمن جاں اور ایک میں تنہا — اُٹھائے عاشق بیتاب ظلم کس کس کا
اگر وہ مست شراب شباب ہے تو کیا — عدو پہ جور کیا تو سمجھ سمجھ کے کیا
ستم جو مجھ پہ ہوا اُن کا بے حجاب ہوا

جوانِ پیر کا ابکا ساغرِ دجام تھا
کسیکے واسطے اسدرجہ اہتمام تھا
سنبھالے ابروئے خمداریوں حسام تھا
میں قتلِ عام کے دن شاملِ عوام تھا
مرے لیئے ستم خاص انتخاب ہوا

کسیکو روشنی عقل کا سراج ملا
کسیکو جبین کا حاصل عشق کا باج ملا
کسیکو سلطنتِ روس کا خراج ملا
کسیکو تختِ ازل میں کسیکو تاج ملا
ہمارے واسطے اک دردِ انتخاب ہوا

ہوئی ہیں نذرِ خزاں لاکھوں خوشنو کی چمن
نہ آج ہمسری مُوافق نہ کل تھا چرخِ کہن
کہا ہے راست کسی نے جہاں کی ہے دامن
کسیکے پانوں پہ سر رکھکے سوگیا دشمن
تو خندہ زن مری بیداریوں پہ خواب ہوا

خدا کا شکر کہ پیروین فلک ہو ایاور
ہزار مجھسے ہوں قربانِ غمزہ دلبر
الٰہی سب کا ہو نخلِ مراد بار آور
مجھے بھی ناز ہے اس نسبتِ اضافی پر
تمہاری تیغ کا بسمل مرا خطاب ہوا

خمسہ بر غزل عزیزم افتخارم جناب میرزا محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی صاحب متخلص بہ اختر شاہزادہ گورگانی دام بقاءٗ

ہے موافق چرخِ اخضر آج تو
ہاتھ رکھے اپنے دل پر آج تو
خوب جاگا ہے مقدر آج تو
غیر بھی پھرتا ہے مضطر آج تو
ہوگئے ہم وہ برابر آج تو

میں ہمیں جاں شوق اور ہوگئے بو الہوس
لیکن اس بت پر نہ اپنے دل پہ بس

رحم فرما رحم اے فریاد رس | گر نہ آئے گل کی طرح وہ تو بس

جان جائیں گے مقرر آج تو

آج جاگا ہے مرا بخت رسا | ظلم کی جا کرتے ہیں عذر جفا
یہ عنایت وہم بھی مجھکو نہ تھا | آگیا شاید اُنہیں خوف خدا

مہرباں ہیں کچھ وہ ہمسر آج تو

آج کے دن سے ہے اک دور جدید | ورنہ وہ اور مجھسے قول لطف مزید
خوش نصیبی سے ہوئی اک اور عید | مژدہ باد اے دل بر آئی امید

حال سنتے ہیں مکرر آج تو

ہو موافق یا مخالف آسماں | ہو بیاں یا بند ہو جائے زباں
ناک میں دم آگیا ہونٹوں پہ جاں | ہاں مدد اے شوق پھر چلکر وہاں

آزمائیں گے مقدر آج تو

چارہ گر چارہ سے جب کترا گئے | خیر اندیشوں کے دل مرجھا گئے
حسرت و حرماں کے بادل چھا گئے | دم چلا ہی تھا کہ وہ خود آگئے

جی گئے قسمت سے مر کر آج تو

یا الٰہی ہاتھ ہوں قاصد کے شل | کپ گیا جب اُسکے ابرو پر تھا بل
نامہ عاشق تھا یا کوئی غزل | لیکے خط میرا لکھا دیکھینگے کل

کچھ طبیعت سے ہے مکدر آج تو

یا تو قسمت سے خزانہ ملگیا | یا کوئی تسخیر و حب کا چٹکلا
بے سبب پر دیں یہ تبدیلی بھلا | کچھ نہ کچھ تو ہے کرم نام خدا

پھرتے ہیں خوش خوش یہی اختر آج تو

مخمس بر غزل واقف لاہوری

فیض بہار از سحرم رفتہ رفتہ رفت — تنویر شمس از سحرم رفتہ رفتہ رفت
یعنی ز عشق خواب و خورم رفتہ رفتہ رفت — دل در قفای او ز برم رفتہ رفتہ رفت
خون جگر ز چشم ترم رفتہ رفتہ رفت

روز ازل سے اہل محبت ہیں دردکش — بت اُنپہ ظلم کرتے ہیں دریہ اہیں پیش غش
کس درجہ بیوفا ہیں زمانہ کے ماہوش — آں طفل سیمتن کہ نشاندم بدیدہ اش
مانند اشک از نظرم رفتہ رفتہ رفت

میں پہلے ہی تھا کشتہ رنج و غم و محن — راحت کبھی ملی نہ تہ گنبد کہن
اور اُس پہ یہ ستم ہوا اے رب ذوالمنن — خاریکہ رفت از سر راہش بپای من
قسمت یہیں کہ تا جگرم رفتہ رفتہ رفت

تقدیر میں نہیں تو نہ ہو تاج اور سریر — ہنستا ہے تخت پادشہی پر مرا حصیر
مشہور ہیں جہان میں در عشق کے فقیر — از بسکہ موے زلف توام تخت سا بی نظیر
از شام تا بصبح خبرم رفتہ رفتہ رفت

پرویں مری سمجھ کا منقر اک زمانہ تھا — فیض بہار عشق سے پلٹی مگر ہوا
تیرا ادہر گزر ہو تو کہنا ذرا صبا — واقف کشید کار بدیوانگی مرا
ہوش از ہوائے او ز سرم رفتہ رفتہ رفت

مخمس بر غزل حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

ز بید سایہ مخواہ ز سرو بار مجوے — ہر آنچہ نیست بعالم ز روزگار مجوی

فلک چو بحر محیط است زد کنار مجھے ۔ زمن کہ عاشق مستم صلاح کار مجھے
خزاں است در چمن عاشقاں بہار مجھے

شراب و ساقی و بادہ اگر سب ہیں گئے گرد ۔ میں صاف صاف کہے دیتا ہوں سن اے ہمدرد
زمان اہل زمانہ سے ہو گیا دل سرد ۔ دلم بالفت مستان شاہدا خو کرد
نشان تقوی ازیں نہ بادہ خوار مجھ کو

بشر میں ہوتی ہے کم پختگی سوا خامی ۔ اسی سبب سے ہوتی ہے ہر بار اسکو ناکامی
مرے نصیب ہی میں جب ہیں حق نے خامی ۔ نروید از گل من بجز گیاہ بدنامی
گل سلامت ازیں خاک خاکسار مجھے

اگرچہ اٹھے ہے لب پہ مرے دم سرد ۔ اگرچہ آنکھیں ہیں تیری سرخ چہرہ زرد
مگر ہے راہ وفا میں مقولہ ہر مرد ۔ دلا چو ہدیہ جان پیشکش نخواہی کرد
بر آستانہ سلطان عشق بار مجھے

یہ آرزو ہے کہ جا کے اگر مری قسمت ۔ وہ راہ میں مجھے ملجائے اور ہو صحبت
کہوں میں اس سے بمنت کہ اے قمر طلعت ۔ سوار چابک من آمدم بہ بندگیت
قرار بندگیم دہ ولے قرار مجھے

چو بر دل دگراں اختیار نتواں یافت ۔ چو حسب خواہش پیروین نگار نتواں یافت
چو رستگاری ازیں گیرودار نتواں یافت ۔ چو خسروا زبتاں زینہار نتواں یافت
مجو رہائی ازیں بند و زینہار مجھے

مخمسہ بر غزل حضرت خواجہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ

حاصل ارض و سما قوت درویشانست ۔ مایہ مہر و وفا دولت درویشانست

گلشن صبر و رضا جنت درویشان است | ما یہ محتشمی خدمت درویشان است

روضۂ خلد بریں خلوت درویشان است

جس سے دریوزہ گر خاک نشیں ہو ذیجاہ | جس سے ہر ذرہ ناچیز بنے غیرت ماہ
جس سے گمراہوں کو ملتی ہے ہدایت کی راہ | آنچہ زر میشود از پرتو آن قلب سیاہ

کیمیائیست کہ در صحبت درویشان است

وہ خوشی جسکے لیئے ہو نہ کبھی رنج و ملال | وہ قمر جو کہ نہو بدر سے گھٹ کے ہلال
وہ خزانہ کہ رہے تا بابد مالا مال | دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال

بے تکلف بشنو دولت درویشان است

ایک زن چاہتا ہے دوسرا اچھا فرزند | ایک کی ہے یہ تمنا کہ بنے دولتمند
کامیابی ہے زمانہ میں کسی انساں کو پسند | روی مقصود کہ شاہان بدعا می طلبند

مظہرش آئینۂ طلعت درویشان است

کوئی دنیا میں ہمیشہ نہ رہیگا نہ رہا | چند روزہ ہے بہار چمن عز و علا
دیکھ قاروں کے خزانوں کا جو انجام ہوا | ای توانگر مفروش این ہمہ نخوت کہ ترا

سر و زر در کنف ہمت درویشان است

عہد نواب فلک جاہ میں آیا ہے آتش | اگر اسیر ہے یہ شیدا تو وہ ہے اسیر غش
سارے دنیا کی زباں پہ ہے یہ شعر دلکش | بندہ آصف عہدم کہ در سلطنتش

صورت خواجگی و سیرت درویشان است

ہے خداوالوں کے حصے میں سب ارض و سما | انکی مرضی ہو جہاں تک نہیں تنکا ہلتا
دیکھ پرویں مقولہ بھی ہے کتنا اچھا | حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و گدا

ہمہ در بندگی حضرت درویشانست

خمسہ بر غزل سلمان ساوجی

رخ تو نو بہار تازہ دیدار بہشتی را — لب تو یادگاری در جہان لبہای عیسی را
تو رنگے روی غلماں را تو نوری چشم حوراں را — اگر حسن تو بکشاید نقاب از چہرہ دعوی را
بگل رضواں بر انداید در فردوس اعلی را

کہاں تجھ سا ترا لب کہاں طوبی کہاں یہ قد — کہاں حور اکہاں تو ماہ تو تن نیک از رو
کہاں لالہ کہاں عارض کہاں نسرین کہاں یہ خد — اگر سرو سرافرازت زجنبت سایہ بردارد
دگر برگ سرافرازی نباشد شاخ طوبی را

رخت در پرتو اندازی بگلشن لالہ می کارد — لبت وقت گل افشانی گہر از ابر می بارد
خطت بر عارضت گوئی دخاں بر شعلہ می آرد — بہار عالم حسنت دل و جاں تازہ میدارد
برنگ ارباب صورت را ببو ارباب معنی را

اگر خفاش ہو ہمہم مجلس خورشید کیا حاصل — کہاں ہے کرمک شب تاب ہم بزم مہ کی قابل
جدا ہے ذرہ کی اور مہر عالمتاب کی منزل — فروغ حسن رویت کی تواند دید ہر مقبل
ولے چوں کوہ می باید کہ بر تابد تجلی را

سمجھ سکتی نہیں الفت کے نکتے پیٹ کی بندے — مشاغل جسقدر ہیں نیچے ہیں وہ سب گندگی کے
بہت باریک و پیچیدہ ہیں حسن و عشق کے پھندے — اگر عکس رخ و بوی سر زلفت نبودندے
کجا دریافتی مجنوں کمال حسن لیلی را

نمونہ ہے تری عظمت کا یارب مجھ سے دریا — گواہ رعب و داب و شان و شوکت دامن صحرا
تری جلوے سے روشن ہے ہر اک قطرہ ہر اک ذرہ — اگر نقش رخت ظاہر نبودی در ہمہ اشیا

مغاں ہرگز نگردند پرستش لات و عزی را

اگر آزاد سن پائیں تری شفقت تری رحمت
اگر رندو نبہ کھلجائی تری الطاف کی وسعت
اگر واعظ کے ہاتھ آجا خلد و نار کی حکمت
اگر زاہد پر دبوا زنسیم رحمت لطفت

چو گل درہم درد صدتو لباس زہد و تقوی را

ہوئی مدت کہ بیروں ہے غریق لجہ الفت
نہ کشتی کی اسے پروا نہ ساحل کی اسے حاجت
مزے کی بات تو یہ ہے کہ اسکے بعد صورت
چو لاف عشق زد سلماں عروس دار دکھ بریا

بہر دل کند روشن بصبح صدق دعوی را

خمسہ بر غزل قبلہ معظم کعبہ مکرم اخی اعظم حضرت مولانا مولوی سید نظیر حسن صاحب نضا سخا دہلوی ایڈیٹر جوہر سخن مدرس عربی و فارسی مہاراجہ کالج اسکول جیپور

قسم ہے نور عشرت کی قسم ہے ظلمت غم کی
قسم ہے سرو قامت کی قسم ہے نخل ماتم کی
قسم ہے چشم نرگس کی قسم ہے اشک شبنم کی
بتا دو نہ مجھے لیجے اڑیول و اللہ اعلم کی

کہ الفت میں نئے تم کی یا محبت آپ نے کم کی

نہ پروا ابر نیساں کی نہ پروا چشم پرنم کی
نہ پروا جشن شادی کی نہ پروا شور ماتم کی
نہ پروا خندہ گل کی نہ پروا نالہ غم کی
نگاہ ناز اک بجلی ہے آتش خرمن عالم کی

اسے مارا اگر کوندی اسے مارا اگر چمکی

اگر تھا خنجر جور و ستم سے مارنا مجھکو
کیا کیوں تھا محبت میں مریجان مبتلا مجھکو
نہ ہوتی ہے شفا مجھکو نہ آتی ہے قضا مجھکو
نہ زندوں میں رکھا مجھکو نہ مردوں میں رکھا مجھکو

تو آئینہ کو تکتا ہے اور اک عالم تجھے تکتا
تری بلبا کیوں ہے ہی مگر میرا جگر پکتا
ادا سے مسکرا کے جسکو دیکھا ہوگیا سکتا
یہ کیا حالت ہے سینہ پر دوپٹہ تھم نہیں سکتا

یہ کیا غفلت ہے نامحرم کی پروا نہ محرم کی

کہاں تک ملک سب پردے میں تسبیح ہیں نہ تھمے شخص
ہمیشہ یا درکھہ اس مقطع بیمثل و یکتا کو
کہاں تک کوئی پردہ میں چھپائے زشت و زیبا کو
سنجا جیسے ہو ویسی ہی نظر آئے گے دنیا کو

عجب آئینہ ہے مجموعی رائے اہل عالم کی

خمسہ بر غزل مولوی سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر مرحوم

پاس وفا و مہر یہاں تھا وہاں نہ تھا
ہم لاکھہ روے رحم کا نام و نشاں نہ تھا
جو پیش آئے پہلے سے وہم و گماں نہ تھا
کوئی شریک آنسوؤں کا قدرداں نہ تھا

کیا کہیے آب و دانہ ہمارا وہاں نہ تھا

اسکی نظر میں فرق بہار و خزاں نہ تھا
مارا ہمیں کہ موت کا جسکے گماں نہ تھا
نام اسطرح مٹا کہ گویا نشاں نہ تھا
جنس شباب کا یہ کبھی قدرداں نہ تھا

گردوں کی سات پشت میں اک نوجواں نہ تھا

بد تر گناہ سے تھو عذر اس گناہ کا
یہ تجکو اختیار سے اب مار یا جلا
مجرم ہوں اور دل میں ہے کھٹکا لگا ہوا
تعظیم بیخودی کی بدولت نہ دے سکا

صاحب معاف کیجئے بندہ یہاں نہ تھا

کچھ تو خدا رسول سے شرمائی ہوتی آپ
تشریف وقت نزع مریض لائے ہوتے آپ
سردی کی انتہا بھی ہے گرمائی ہوتی آپ
آواز آہ سنکے چلے آئے ہوتے آپ

جھنڈے گڑے ہوئے تھے یہیں پہ نشاں تھا

میرے خیال میں تو ہے یہ واقعہ عجیب
میری نظر میں تو وہ تھا ایسا خوش نصیب
لیکن بتائیے تو مجھے نصف قریب
محفل میں شب کو بار سحر کیونکر ملا رقیب

لپٹا جو جور شمع سے کیا پاسباں تھا

ظلم و ستم سے لب پہ رہا دم تمام عمر
کھاتا رہا غذا کی جگہ غم تمام عمر
کیا کیجیئے رہا یہی عالم تمام عمر
مانند شمع حلقہ ماتم تمام عمر

بزم طرب جہاں تھی کبھی میں وہاں تھا

روئے جو یاد زلف میں تو اس بلا میں آئے
بازو نہیں جو تیر کے دل انکی پاس جائے
اور اسقدر کشش نہیں جو انکو کھینچ لائے
اے بحر اشک تجکو خدا خاک میں ملائے

دریا ہمارے انکے کبھی درمیاں تھا

جیسا کہ پشت چرخ ستمگار بھی تھی خم
جیسا کہ پائمال مسرت تھے درد و غم
جیسا تھا شب کو جشن چھلکتا تھا جام جم
دیکھا اسی طلسم خوشی کو جو صبحدم

جز جغد اور کوئی وہاں نوحہ خواں تھا

پیرو میں اگرچہ مجلس عصیاں میں ہے اسیر
اور رہا نگرا سے ہے دغدغہ روز دار و گیر
لیکن یہ بات یاد رہے اے سپہر پیر
محفوظ ہوں اسکے گوشہ رحمت میں ہے منیر

جسمیں خدا میں فاصلہ دو کماں تھا

خمسہ بر غزل حضور نواب محمد ابراہیم علیخاں صاحب بالقابہ والی ریاست ٹونک دام اقبالہ

کمر کو کیوں ہلاک جان ارماں یہ کستا ہے
نہ دانہ مرغ دل کیلئے پھندے میں پھنستا ہے
ستم آباد بستی ہے جہاں صیاد بستا ہے
عبث جانیکو کوئی یار میں اے دل ترستا ہے
سمجھ لے اسکو اے ناداں کہ یہ دشوار رستا ہے

اگر تجھ سے مرے منظور ہے رنگینی داماں
مگر انصاف سے فرما نہ یوں ہو دشمن ایماں
تری شمشیر براں سے نہیں مجھکو دریغ اے جاں
وفادار محبت کب ملیگا مجھسا اے جاناں
کہ دل جاتا ہے یاں تو جب کمر جانیکو کستا ہے

نصیحت ہے شیخ و صحبت زاہد سے نفرت ہے
فلک کی کجروی سے بس نہ پوچھو کیسی کلفت ہے
فضائے دشت کنج باغ سے مطبوع طبیعت ہے
تمہاری مانگ سیدھی شاہراہ عشق و الفت ہے
یہی تو دل کے جانیکا ہمارے صاف رستا ہے

اندھیری ہجر کی راتیں نہ پوچھو کیسی بھاری ہیں
الم کی ہر طرف سے تیر گرم زخم باری ہیں
یہ آنکھیں خونچکاں آزردۂ اختر شماری ہیں
خیال عارض تاباں میں اشک آنکھوں سے جاری ہیں
اُدھر بجلی چمکتی ہے ادھر بادل برستا ہے

دل پر دیں کو دیکھو کیسے کیسے صدمے سہتا ہے
کہیں پھر انقلاب دہر کو دیکھا تو کہتا ہے
قلق بڑھتا ہے جسدم ہو کے خوں آنکھوں سے بہتا ہے
گرفتار محبت اے خلیل اسطرح رہتا ہے
کبھی فرقت میں گریاں ہے کبھی وصلت میں ہنستا ہے

بہشت کو جو دلدار کیا کچھ ایسا بستا ہے
گذر کر دوزخ ہجر دل اسکا شہر بستا ہے
قدم اس راہ میں رکھتے ہی ستر پا پھسلتا ہے
عبث جانیکو دیار میں یہ دل ترستا ہے
سمجھ لے اسکو ای ناداں کہ یہ دشوار رستا ہے

بہت اچھا سدھارو جھٹ ہی ہاتھ سے داماں لگا
ملینگے مجھسے لاکھوں درجہ بہتر سیکڑوں انساں
مگر انصاف سے اتنا بتا دیجئے اگر ایماں
وفادار محبت کب ملیگا مجھسا ای جاناں
کہ دل جاتا یہاں تو جب کمر جانیکو کستا ہے

تمہاری زلف میں گر دل نہ ڈھونڈو تمکو حیرت ہے
مکرتے ہو تو کیا یہ بھی تمہاری اک شرارت ہے
دلیلیں سیکڑوں ہیں سب یہ روشن دلالت ہے
تمہاری مانگ سیدھی ہی شاہراہ عشق و الفت ہے
یہی تو دل کے جانیکا ہمارے صاف رستا ہے

کبھی یاد تبسم میں ہماری آہ و زاری ہے
کبھی فکر در دنداں میں دلپر گریہ طاری ہے
اگر اک لحظہ اور اسطرح جی کی خوباری ہے
خیال عارض تاباں میں اشک آنکھوں سے جاری ہے
ادھر بجلی سی چمکتی ہے ادھر بادل برستا ہے

جو ہے دلدادہ گاہے ہجر کا صدمہ وہ سہتا ہے
کبھی بحر سرور وصل اُسکے دل پہ بہتا ہے
سراپا پیچ ہے بیرون میں جو گرداب کہتا ہے
گرفتار محبت اے خلیل اسطرح رہتا ہے
کبھی فرقت میں گریاں ہے کبھی وصلت میں ہنستا ہے

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ وفات والدی علامی حضرت مولانا مولوی محمد غضنفر علیخاں مرحوم دہلوی متخلص بغضنفر

والد مرحوم جب فردوس اعلا کو گئے	ہوگئی اندھیر آنکھوں میں یہ ساری کائنات
غوطہ زن تھی فکر میں پر وہیں کہ ہاتف نے کہا	رنج و غم ہے - لکھ سن ہجری میں تو سال وفات
	۱۴ ۱۳۱ھ

قطعہ تاریخ جناب والدہ ماجدہ راقمہ کہ فردوس برین جائش باد

ہشتم صفر و شب دو شنبہ	اماں ہوئیں آنکھ سے نہاں ہائے
ہجری میں سن وفات پروئیں	لکھ دو کہ - غم گراں ہائے
	۲۷ ۱۳۰ھ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات اہلیہ برخوردار سید عبدالرحمن زاد قدرہ وطال عمرہ منتظم محکمہ سائر ریاست جیپور

کیا جوانی میں گئیں سردار دلہن نیک خو	کیا خزاں موت سے ویران ہوا باغ وفات
تا قیامت جائیگا دل سے نہ آلام فراق	تا قیامت یاد آئینگے شریفانہ صفات

اکطرف غم اکطرف یہ فکر کہ دل نے کہا	گلشن جنت میں مرحومہ ہیں۔ کہہ سال وفات
	۱۷ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ برخورداری نورچشمی لاڈلی بیگم جنت آشیاں

جدا ہو گئی ہے ہم سے بیوقت لڑکی	لٹا مفت امید کا گنج ہے ہے
جگر تھام کر سن ہجری میں پرویں	کہو سال رحلت۔ غم و رنج ہے ہے
	۲۹ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ رحلت سراپا مصیبت نورچشم انیس الرحمن خلد آشیاں

رفت چوں نورچشم زیں عالم	گشت تاریک خانہ عشرت
گفت تاریخ ہجریش پرویں	شمع ایوان گلشن جنت
	۳۱ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ وفات مصیبت آیات نور نظر لخت جگر یوسف حسن جنت نشیمن

گود خالی کر گیا یوسف حسن	ہائے یہ کیسا غم جانی لگا
میں نے پرویں اسکی رحلت پر لکھا	سال ہجری۔ داغ روحانی لگا
	۳۱ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ شادی خانہ آبادی برخوردار رشادت آثار سید انوار الرحمن نائب ناظم نظامت جیپور زاد عمرہ

چو انوار رحمن شدہ کدخدا	برآورد نخل امیدم ثمر
مبارک بماد بکل اقربا	مبارک بمام و بجد و پدر

خدا از وجہ و شوے را یار باد — خدائش دہد با سعادت پسر
زدل خواست پرویں چو تاریخ عقل — بگفتہ - ملاقات شمس و قمر
۱۸ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ شادی نور نظر لخت جگر برخوردار سید مشتاق حسین زاد عمرہ

دعا نکلی ہے مرے دل سے میاں منجھو کی شادی کی — رہیں سرسبز باغ دہر میں رشک چمن دونوں
طلب کی اسکی جب تاریخ ہجری میں تو پرویز نے — کہا یہ عاشق و معشوق ہوں دولہا دلہن دونوں
۲۰ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی فرزند گرامی منش ستودہ کنش میاں عبدالرحمن منتظم سائر ریاست جےپور زاد قدرہ

دوسری شادی ہوئی فرزند نیک اطوار کی — دونوں کو راحت مبارک دونوں کو فرحت نصیب
ملنے بھی پرویں سن ہجری میں اس تقریب کے — یہ کہی تاریخ - ہوں دولہا دلہن عشرت نصیب
۱۸ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ معاودت وفد اہل اسلام از جنگ طرابلس و بلقان بشہر دہلی

وفد چوں آمد بدہلی خلق عالم یکزبان — ڈاکٹر مختار احمد باد دایم شاد گفت
بود پرویں نیز ساعی از پئے تاریخ عود — ہاتفے - طبی ڈپوٹیشن سلامت باد گفت
۳۰ ۱۳ھ

قطعہ تاریخ رحلت سراپا قیامت سرو سرتاج تا عرش با معراج

سیاح بحر حقیقت سیاح دشت طریقت حقایق آگاہ معرفت دستگاہ شوہر والا گوہر جناب مولوی میر قربان علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سابق ممبر کونسل ریاست جےپور

میر قربان علی ولی خدا — رفت و نامش نہ از نگیں افتاد
لیک تاج غرور و عزت و جاہ — از سر فرق این حزیں افتاد
چوں نمردم بہ پیش شوہر خویش — چوں نہ با من فلک بکیں افتاد
او نیفتاد در مغاک لحد — من فتادم بخاک ازیں افتاد
بعد من در جہان و قبل از من — خواہد افتاد و ہمچنیں افتاد
نعرہ ہاے ہاے از غم و درد — بر لب ہر کہیں و مہیں افتاد
سال ترحیل گفتمش پروین — فلک کشفت بر زمیں افتاد

۱۳۲۵ ھ

ایضاً

شد سوے دار بقا سید قربان علی — واقف سر خفی شیخ حقایق آگاہ
رفت آں تاج سرم مرکز انوار فیوض — ما ہمہ خستہ و در ماندہ بصد نالہ و آہ
ضرب لا زد چو بہ نفی خیال ہستی — او نماند است و چہ ماند است بجز الا اللہ
ہرزہ گوئی نکنم خامشی من سخن است — بسکہ حرف الم گشتہ ام از حال تباہ
گیر پروین سر ہر شعر و بگو سال وصال — ماہتاب فلک خلد ولی اللہ

۱۳۲۵ ھ

قطعۂ تاریخ وفات حسرت سمات زوجہ میر مصطفیٰ حسین صاحب

دریغ زوجہ آں مصطفیٰ حسین نماند — مرہ و ہفتہ عروسی و عالم آرائے
بچید گل ز بہار شباب صد افسوس — کہ خفتہ است در آغوش خاک زیبائے
فتادہ است چنیں وضع اینچنان خراب — کہ نیست اہل دلے ہمدم در جائے
چہ گویمت کہ چہ شد حال سید خستہ — چو گم نمود ز پہلوئے سرو بالائے
سروش گفت بہ پرویں خوشا سال وفات — نماند مونس شبہائے تار من ہائے

۲۶ ۱۳ھ

ایضاً ۱ھ

گفت سید مصطفیٰ از من کہ آں — نو عروس غمگسار من نماند
در فراقش روز روشن شد سیاہ — کاینچنیں زیبا نگار من نماند
آں انیس خلوت شبہائے غم — آں جلیس رازدار من نماند
آہ شد تاراج ایں باغ شباب — کاندریں گلشن بہار من نماند
گفت پرویں صبر کن بہر خدا — تا بکے گوئی کہ یار من نماند
وار تا سال وفاتش گو کہ ہائے — مونس شبہائے تار من نماند

۲۶ ۱۳ھ

قطعۂ تاریخ انتقال پر ملال جناب نانا صاحب قبلہ حکیم میر احمد حسین خاں صاحب نضا مرحوم دہلوی معروف بہ چھوٹے میرن صاحب

ہوئے نانا صاحب مکرم جو راہی — ہمیں چھوڑ کر سوئے فردوس اعلیٰ
تو پھر میں نے تاریخ ہجری میں پرویں — لکھی۔ داخل خلد جاوید بادا

۱ ۰ ۱۳ ھ

قطعہ تاریخ انتقال پُر اختلال جناب نانی صاحبہ مرحومہ جنت مکان

ہائے نانی صاحبہ نے راہ لی فردوس کی
دیدۂ خوں بار سے جاری ہے دریائے فرات

جب گھٹا کچھ رنج و غم تو سن ہجری لکھی
تھا لکھا مسکن یافتہ جنت پرویں نے تاریخ وفات

۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات علامۂ زماں فہامۂ دوراں حضرت جدی امجدی قبلہ مولانا مولوی محمد نجف علیخاں مرحوم مخاطب بخان بہادر مؤرخ تاج العلما قلزم علوم مصنف تحبیر الکلام شرح بی نقاط مقامات حریری و ناظم فتوح الشام فارسی و شارح ژند اوستا وغیرہ وغیرہ

چوں نیاکم من بمیقود در نشیمن ساز کرد
تیرہ شد گیہاں بچشم مردم دانش سگال

گفت دل ہجری بسال رحلتش پرویں سرش
آہ پنہاں شد ز ہستی یکتا مہر کمال

۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ کتخدائی ہمشیرۂ عزیزہ معروفہ بہ چھوٹی بیگم زاد اللہ عمرہا

ہوئیں جب چھوٹی بیگم کدخدا فرحت ہوئی بیحد
کہا سب نے رہیں خوشحال یہ دولہا دلہن دونوں

لب دل سے صدا آئی سن ہجری لکھو پرویں
رہیں با برکت و اقبال یہ دولہا دلہن دونوں

۱۳۰۲ھ

قطعۂ تاریخ تولد دختر نیک اختر برادر محترم و مکرم جناب حکیم مولانا مولوی سید امیر حسن خانصاحب سہا محدث سپرنٹنڈنٹ ہنڈا بھاڑا ریاست جے پور مترجم تفسیر احمدی و تفسیر شیخ الاکبر وغیرہ وغیرہ دام مجدہ

تولد ہوئی جبکہ فرزانہ بیگم	ملی بھائی صاحب کو اک عمدہ نعمت
جدھر دیکھیے اقربا شاد و خرم	اسے بھی مسرت اُسے بھی مسرت
مجھے ساتھ ہے ولولہ یہ بھی پیرو	کہ بھریاں لکھوں میں سال ولادت
تو بیساختہ دل سے نکلا یہ مصرع	مبارک ہو بدر منیر سعادت
	۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ ولادت فرزند ارجمند حضرت اخی اعظم برادر مکرم جناب مولانا مولوی حکیم حاجی سید نظر حسن خانصاحب سخا مدرس اعلی عربی و فارسی کالجیٹ اسکول ریاست جے پور شارح قصائد بدر چاچ و بنجر قعہ و مترجم عبقات الانوار وغیرہ وغیرہ دام مجدہ

بھائی صاحب کو جب خدا نے دیا	نور چشم سعید و نیک اختر
نام رکھا گیا اصغر حسن	دے خدا اسکو عمر نوح و خضر
ہوئی پیرو ہیں کو فرحت بیحد	جسکا شاہد ہے خالق اکبر

سن ہجری میں پھر لکھی تاریخ	گوہر بحر رحمت داور ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ تولد دختر نیک اختر حضرت ممدوح الصدر

بڑے بھائی صاحب کو اللہ نے	کیا قرۃ العین سے سرفراز
یہ مولود فرخندہ و نیک بخت	رہے زندہ تا حشر با کام و ناز
ہمیشہ زمانہ کے آفات سے	محافظ رہے خالق کارساز
ولادت کی تاریخ ہجری میں یوں	لکھی میں نے بھی۔ دختر دلنواز ۱۳۰۲ھ

قطعہ تاریخ ولادت با سعادت برخوردار سعید سید ظہیر حسن سوداگر فرزند حضرت موصوف الصدر مدظلہ

بھائی صاحب کے نور چشم ہوا	سب کو بے انتہا مسرت ہے
سال میلاد اسکا ہجری میں	کہدو پرویں کہ خوبصورت ہے ۱۳۰۴ھ

قطعہ تاریخ ولادت با سعادت دختر خورد حضرت بھائی صاحب ممدوح الصدر و اہلیہ برخوردار سعید سید مشتاق حسین زاد عمرہا

چو زاد دختر دلبند شد دلم مسرور	چنانکہ گرد الم از جہاں مسرت رفت
پے ترانہ تاریخ در سن ہجری	بزاد دختر دلبند۔ کلک پرویں گفت ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ولادت سراپا مسرت جگر گوشہ سعادت نورِ چشم رشادت فرزند دلبند لیاقت پیوند میاں سید مشتاق حسین زاد عمرہ

بحمد اللہ از فضل خود رب اکبر	بمن داد فرزند خورشید منظر
سر من پر از سجدہ ہاے مسرت	دل من پر از نغمہ ہاے فرح آور
دریں مجمع عشرت و کامیابی	دریں محفل دلکش و روح پرور
پے سال میلاد گفت پرویں	بتاریخ ہجری۔ زہے نیک اختر
	۱۳۰۳ھ

قطعات لیاقت زادہ

تاجدار ملک اقبالی جہاں در آن تو	صد چو بھوپال است زیر سایۂ دامانِ تو
درد ہا قوم تو دارد در دل تو درد قوم	تو فدائے اہل دینی ما ہمہ قربانِ تو

ایضاً

سلطانہ بھوپال و فخر و شرف بیگم	نوشابہ عہد خود سلطان جہاں بیگم
خواہد ز خدا پرویں باجاہ و جلالت باد	بر فرق مسلماناں تا آدم و تا عالم

ایضاً

تا زہ حسین دور جہاں ساکن تا فلک دوار باد	تا کواکب منقسم در ثابت و سیار باد
زانکہ پرویں او بہ بیماران مسیحائی نمود	حافظ مختار احمد احمد مختار باد

ایضاً

عروج کوکب عز و علا مبارک باد	صعود اختر بخت رسا مبارک باد

مگر تو یاور قومی و یاورت ایزد	ترا و قوم ترا سرورا مبارک باد
زہے بذات تو فاخر وزارت جیلو	تجھے وزارت تو اے حشمتی خدا مبارک باد
سپہر منزلتا از خلوص خاطر دل	نوشتہ میر ولی بطرز دعا مبارک باد

ایضاً

اک عرصہ اسے حال دل مبتلا کہا	اک عرصہ درد ہجر کا کچھ ماجرا کہا
اک عمر جب گذر گئی گفت و شنید میں	کہنے لگے کہ اتنے دنوں تم نے کیا کہا

ایضاً

کبھی ہیں عشرت و ناز و نعم میں	کبھی افلاس میں رنج و الم میں
خدا کی یاد بھی کرتی ہوں دم بھر	ذرا فرمائیے کتنے ہیں ہم میں

ایضاً

روز ولادت ایک کنارہ ہے رنج کا	اور دوسرا جو کہیے روز شمار کا
ایماں جہاز فضل خدا اسکا ناخدا	اور نزع جسکو کہتے ہیں وہ منجدھار ہے

ایضاً

بہت مشکل تھا رکھنا سر سلامت	نہ رہتا تھا زر و زیور سلامت
مگر امن و اماں ہے اب جہاں میں	رہیں انگریز تا محشر سلامت

ایضاً

اطاعت سے بڑھکر عبادت نہیں ہے	اطاعت نہ ہو تو شرافت نہیں ہے
خدا نے انہیں ملک بخشا ہے [illegible]	نہ ان سے ہے لڑنا بغاوت نہیں ہے

نامجات نظم

اے ثریا رقم پرن تحریر — شہرہ تو جو مہر عالمگیر
بعد تسلیم اعتقاد سرشت — بعد تعظیم اعتذار خمیر
اسطرح التماس کرتا ہے — تختہ مشق گردش تقدیر
شوق زیارت کے دل میں طوفاں خیز — متردد ہوں کیا کروں تدبیر
نہیں ممکن کہ خط میں لکھا جائے — مختصر بھی اگر کروں تحریر
شفقت نامہ لطافت بار — بلکہ گلدستہ زہیر و نضیر
جسکا ہر فقرہ ماہتاب مثال — جسکا ہر فقرہ آفتاب نظیر
بندہ خاکسار کو پہونچا — نقد کاسد کو کر دیا اکسیر
متمنی ہے ایک مدت سے — زیارت بارگاہ کا یہ حقیر
مگر افسوس ہو نہیں سکتی — آسمان بلند کی تسخیر
تاکہ حسب المراد یہ کم بخت — جسطرح میں لکھوں کرے تدبیر
ہے مگر اتصال روحانی — بزم افروز شاہدان ضمیر
ایک مدت سے نظم نوشتہ آگیں — حوریان خیال کی تصویر
ایک عرصہ سے نثر نثری چیں — نوریان کمال کی زنجیر
ہے دماغ ایاغ میں مخمور — سے ہے جمال خیال میں جاگیر
الغرض کرلیا ہے دونوں نے — نکلے طوق و کمند مجکو اسیر

اور اسپر مزید شفقت سے — دل بسمل کو کر لیا نخچیر
دل کے ساتھ آج سے ہوا میں بھی — آپ کی ملک آپ کی جاگیر
بندہ پرور حقیر کا دیوال — نہیں ابتک چھپا خدا ہے بصیر
ورنہ خدمت میں بھیجدیتا میں — یا رسل کے ذریعہ سے بے تاخیر
منتر صد کہ حضرت والا — از رہ لطف و التفات کثیر
گاہ گاہ یاد و شاد فرمائیں — کہ نہ تشویش دل ہو دامنگیر

کرکے تسلیم بند کر پرویں
نامہ اشتیاق بے تاخیر

ایضاً

ہر بات پہ کہتے ہو محبت نہیں تمسے — مجھکو تو ہے یا مجھکو بھی الفت نہیں تمسے
تم بھول گئے بھائی مجھے ذرا مقدر — آئندہ مجھے امید مروت نہیں تمسے
رغبت کے تو لائق ہی نہیں طالب دیدار — ایکاش یہی کہدو کہ نفرت نہیں تمسے
چھوڑ دو ہنگامہ تمہارے ہیں ہم ہی [illegible] — کسطرح کہا جائے کہ بیعت نہیں تمسے
اسطرح فراموش کیا کرتے ہیں افسوس — لیکن مجھے یہ کہنے کی جرأت نہیں تمسے
خود واقف احوال دل درد طلب ہو — کچھ حجت و تقریر کی حاجت نہیں تمسے
خط لکھا ہے جب تمنے جواب اسکا دیا ہے — سو اس بارہ میں کچھ شکر ندامت نہیں تمسے
خود دیکھ لو سینہ میں جو راحت ہے [illegible] ارواں — ناراض نہ ہونا کوئی رحمت نہیں تمسے
دو لفظ ہی لکھ بھیجا کرو اپنے قلم سے — ہو سکتی اگر اور مشقت نہیں تمسے

پرویں نہیں تا حشر کبھی بھولنیوالی
پھرنے کی کبھی چشم مروت نہیں تمسے

ایضاً

مرحبا قاصد نسیم بہار — تیرے قدموں سے دشت ہے گلزار

لله الحمد پھر ہوا سیدھا — چال نثاروں سے چرخ کجرفتار

شکر صد شکر بندہ پرور نے — خود کیا حال زار استفسار

نامہ دلنواز لکھ بھیجا — زندگی یوں بھی ہوگئی دشوار

یعنی ہے احتمال شادی مرگ — توہی جا فقط ہے اسکے مرغزار

وہ مسرت ہوئی مجھے گویا — نار نمرود ہوگئی گلزار

کاش ہوتا جہان بھر آزاد — کاش ہوتا زمانہ خودمختار

جانتا ہے خدا - عزیزوں کی — تب فرقت بھی سہتے بڑا آزار

ورنہ یوں بار بار کیوں کہتے — وَقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّار

جلد آپس میں مل نہیں سکتی — کتنی مہنگی ہے دولت دیدار

میں وہ تعمیر ہوں کہ جسکی ہے — ابتدا سے شکستگی معمار

بیقراری سے ہے عادت گردوں — اسکے سایہ میں کیوں ہو دلکو قرار

لکھدیا بیخودی میں کیا کیا کچھ — ہوگیا رفتہ رفتہ اک طومار

اسلیئے سامعہ خراشی سے — خوف سے اسکے عزیز نیک اطوار

بے تکلف بس اب نگارش ہے — مدعا ہے ضروری الاظہار

بھائی اک مدت مدید کے بعد — مل سکے یوں ہو گئے جدا اک بار

کہ نہ پھر آسکے اُدھر بردوں — آپ بھی پھر نہ آسکے زنہار

دوسرے روز کوچ کرنا تھا — چھوڑنا ہی پڑا وہ شہر و دیار

ہو گیا قلب مضطرب بیتاب — بن گئی آنکھ ابر دریا بار
آپ شاید مبالغہ سمجھیں — کیا کروں حال زار کا اظہار
نامہ مہر یار آ پہونچا — ہو گیا خانہ مطلع انوار
کام ہی آرہی مسیحائی — جاں بلب ہو کے بچ گیا بیمار
خلق کا خیر خواہ ہوں میں بھی — کیوں نہ دوں لوں دعائیں لیل و نہار
ایک مشہور شعر لکھتا ہوں — گر نہ سارق کہیں اولی الابصار
تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار
مجکو للہ لکھتے رہیئے گا — نامہ ہائے لطیف و بہجت بار
ہر مہینے میں ایک بار سہی — گر نہ ممکن ہو ہفتہ عشرہ وار
کیونکہ بچھڑے ہوؤں کی الفت کا — ہے اسی پر تمام دار و مدار
تاکہ کشور کشا ہوں عالمگیر — تاکہ خدمتگرا ہوں باجگزار
تمکو واصل ہو مخزن قاروں — مجکو حاصل ہو دولت دیدار

نامہ شوق ختم کرتا ہوں
ہو چکا مدعاے دل اظہار

ایضاً

در دریاے عزت و حرمت — نیر برج عفت و عصمت
آفتاب سپہر حلم و حیا — آسمان جہان فہم و ذکا
چھوٹی بیگم فلک ہے تا گرداں — تم رہو شاد و خرم و خنداں
مہر جبتک ہے یوں ضیا گستر — تا درخشاں رہے مہ انور

اختر بخت ہو ترا رخشاں ۔ تیرا حامی ہو حافظ دو جہاں
علم کی دے خدا تمہیں توفیق ۔ بخت یاور رہے تمہارا رفیق
عمر بھی ہو دراز عقل بھی ہو ۔ بخت یاور ہو علم و فضل بھی ہو
رہو بےخوف دور گردوں سے ۔ رہو محفوظ جور گردوں سے
حادثات زمانہ سے تم پر ۔ ایک ذرہ نہ آنے پائے ضرر
اصل مطلب پہ اب میں آتی ہوں ۔ صورت مدعا دکھاتی ہوں
صبح کو نامہ سرور افزا ۔ فضل خلاق سے مجھے پہنچا
چمن آرزو میں آئی بہار ۔ گل کھلے بوستان دل میں ہزار
رنج راحت سے ہو گیا تبدیل ۔ تمکو زندہ رکھے خدائے جلیل
لکھ چکی ہوں تمہیں میں حالت زار ۔ اک مہینے سے سخت تھی بیمار
میرے مرنے کا ورنہ کل ساماں ۔ ایک مدت سے تھا مہیا یہاں
زندگی خود وبال تھی مجھ کو ۔ کیونکہ ایذا کمال تھی مجھکو
پر ہے قسمت سے ہر بشر ناچار ۔ ہے رضا کا مقام بے تکرار
شکر ہے اُس خدائے یکتا کا ۔ عفو اب تو مرا قصور کیا
مجھکو صحت عطا ہوئی لیکن ۔ پھر نہیں سکتی اور میں کچھ دن
خوب لکھا تھا مرحبا تم کو ۔ حلم دے عقل دے خدا تمکو
ہو گیا آج مجھکو یہ تحقیق ۔ باتیں سیکھی ہو خوب نستعلیق
کیوں نہ ہو مولوی کی بیٹی ہو ۔ یہی زیبا ہے مرحبا تم کو
آٹھویں روز میری جان ضرور ۔ خط کے لکھنے کا تم رکھو دستور

ہم کو الٰہی کرے خدا یے جہاں
سب رہیں مل کے خرم و شاداں

رہنا اماں کے حکم میں بیوی
کرنا اُنکے خلاف تم نہ کبھی

نانا نانی کا ماننا کہنا
حکم میں سب بڑوں کے تم رہنا

بس دعا پر تمام نامہ ہے
آگے خاموش میرا خامہ ہے

ایضاً

سراپا عفت و عصمت ہو بیبی نیک بخت و نیک اختر
رہے ہر کام میں تیرا خداوند جہاں داور

قیامت تک نہ آئے دل پہ تیرے کچھ غم و کلفت
ترا حامی ترا حافظ سدا ہو خالق اکبر

درازی عمر میں ہو اور فزونی عقل میں دائم
رہے تو شاد اور خرم بزیر گنبد اخضر

خدا کے فضل سے اب تک ہیں اچھی طرح سے سب
مگر تم سے جدا رہنا یہی غم سب سے ہے بڑھ کر

خدا سے ہے دعا ہر دم رہو جس طرح تم
تمہارا دشمن و بدخواہ دائم مضطر و ششدر

کبھی دل سے جب آیا تھا اک خط آج پھر آیا
بہت شاداں ہوں اور اللہ میرا یاں دل مضطر

جو پہلے نظم نامہ تمکو لکھا تھا ہوئی مدت
وہ اس خط میں یہاں لکھ دیتی ہوں میں اب لکھکر

اگر تم نظم سے خوش ہو تو بہتر ہے تکلف کیا
تمہیں میں نظم ہی لکھا کرونگی خط تمہیں بجز ذر

خدا سے ہے یہی ہر دم دعا میری تمہیں جلدی
کوئی باعث ہو اب ایسا کہ سب یکجا رہیں ملکر

بڑوں سے بندگی بندگی کی کرنا عرض چھوٹوں کو
دعا کہنا سلامت تمکو رکھے خالق اکبر

رہو جیسے اب تو بیدوں اور کردو ختم نامہ کو
سمجھ لینا کبھی تقصیر منحصر ہے کیا اسی خط پہ

ایضاً

سعادت شعار و خجسته خصال — پسندیده اطوار و فرخنده فال

بیزدان دارنده مهر و ماه — فرازنده برترین کارگاه

دعایم که باشی بعیش و طرب — نه بینی نژادوار رنج و تعب

پریروز مکتوب دریافتم — همانا که گنج گهر یافتم

سپاسم بدرگاه پروردگار — که امروز مرفوع شد انتظار

اگر مصلحت باشد اینجا بیا — که بینی مرا تو و من مر ترا

بکوشش و همه کار نه بر خدای — دگر قسمت خویشتن آزمای

وگر نایے اینجا همان جا بمان — بتحصیل علم و هنر شادمان

اگر لطف یزدان کند یاوری — گهرهاے مقصد بکف آوری

مساعی ساله یارت دهد — مراد تو پروردگارت دهد

در آید بکف دامن مدعا — کند که و مه مرحبا مرحبا

خرد پیشه کاران دانش گزین — که بادا بر انان برین آفرین

حیات دل و نوشدارو ے جان — ندادند جز علم و دانش نشان

ازین بیش پرویں چه باید نوشت
بساط سخن را بباید نوشت

مناجات

اے در کف تست خامه صنع — دنیا ورقے ز نامه صنع

دانی که نه ناثرم نه ناظم — از کرده و گفته سخن نادم
در نثر نه دستگاه دارم — در نظم نه نادره نگارم
نی قافیه و عروض دانم — حاصل نه معانی و بیانم
دخلے است نه در علوم دیگر — نه ذهن رسا نه فکر برتر
نی دست قوی نه سخت پنجه — خود بلکه فتاده در شکنجه
سیلی خور دست روزگارم — سیلی است کشاده چشم تارم
نی نی چه نوشتم و چه گفتم — انعام و عطا چرا نهفتم
امرخ که بخود جفا نمودم — تقصیر شد و خطا نمودم
اے بار خدا بمن نگیری — اموال که بوزرشم پذیری
اولاد و عیال و مال دادی — علم و هنر و کمال دادی
ایمان و امان عطا نمودی — نعمائے گران بها نمودی
دادی تو ذریعه معاشم — تا دست خوش کسے نباشم
گو خالد و زید بیش دارند — مطلوب بکام خویش دارند
علم و هنرم به پیش ایشان — مور است بدرگه سلیمان
اموال و عیال هم ازین دست — چون کاه بپای سرو بن پست
تا هم نتوان جسارتے کرد — انعام ترا حقارتے کرد
بهتر ز من اے کفیل کارم — خود مطلعی نه کار و بارم
پس هر چه دهی ز ان یادت — خواهم بود آز یا جهالت
دادی تو هر آنچه دادنی بود — بر فضل تو اعتراض بے سود

گفتن که ضعیف این ندارد
نان پاره جز جوین ندارد

بے برگی خویش شرح کردن
در حکمت تست جرح کردن

زیرا که تو قادری حکیمی
علامی و رازقی رحیمی

بودے اگرم دگر ضرورت
دادے کرم تو بیکدورت

چون بخششی ضرورت ار ندانی
وین نیست که خود نمی توانی

یا دست بداری وز نسیان
انعام نمیکنی بانسان

یا دانی تو قلت کفافم
وانگه ندهی زراعت افسم

این هر سه بود ز کفر و طغیان
این زشت و نعوذ بالله یزدان

حق آنکه کنی بدست قدرت
آنچه که بود قرین حکمت

گر شاه نموده یکے را
ور داده نموده یکے را

ما را نه خبر که این چرا شد
آن یک شه و آن دگر گدا شد

بس چیز که بودے گر بدستم
در ساختے رند و مے پرستم

نابودن آن یکے ضرار است
صد فائده ضمناً آشکار است

افسوس نگه بیک زیان ست
صد فائده از نظر نهان ست

زین است که من دوام شادم
گر کامورم که نامرادم

لیک از کرم تو یاد دارم
اُدْعُوْنِیْ وَاسْتَجِبْ لَکُمْ

در وعده تو اختلاف نتوان
در گفت تو انحراف نتوان

اے روزی ده و روان تن بخش
اے ناطقه ساز و اے سخن بخش

ده عقل مگر فریشته پرداز
ده علم مگر عمل کند ساز

ایمان ده مگر به استقامت — پاینده تا دم قیامت

اولاد مگر خجستگی بار + — هموار سعید و نیک اطوار

کن خط توان بصفحه تن درج — الا که بیاد تو شود خرج

ده وسعت رزق و گنج و مالم — الا نه که گردد آن وبالم

ده در فن شاعری شعورم — از بحر سخن چکد طهورم

شورا ز هم ز تو باز لرزان — شرمنده چو با ختلاف دوران

گوییم که اگر بود مناسب — ای مهر تو قهر را مصاحب

ده د... نده که عهد درین حال — شاکی نیم ای خدای متعال

خود زنده بدار یا بمیران — تصنیف مرا عزیز گردان

ارباب تمیز دست دارند — بر وی نظر کرم گمارند

محفوظ کنی ز بد نگاهش — از هر کس و ناکسی پناهش

ور نه شنفته به که جاد — بینند و کنند شور و فریاد

گویند غلط است این سره نیست — در فارسی این محاوره نیست

این لفظ بود کهنه متروک — این کلمه بود صحیح مشکوک

این غیر فصیح و این ثقیل است — بی حجت و شاهد و دلیل است

بیهوده نموده جهد و تکلیف — مملوست همه ز ضعف تالیف

این جا تنافر تمام است — تعقید لفظی درین مقام است

در بطن دماغ او فساد است — از اوج فصاحت اوفتاده است

کین شعر ز دیگران نوشته است — سوگند خدا اگر نوشته است

این شعر ز دیگران گرفته است — این از غزل فلان گرفته است
گاہے ز تناقص و تعقید — گویند که ہست این غزل پر
گہ حرف ز انتهال رانند — گہ حامل ابتذال دانند
تضمین گہے حشو گاه تکرار — تخلیع گہے کنند اظہار
گہ حرف ز سلخ و مسخ گویان — گہ راه عدول و نسخ پویان
در قافیه گه غلو نمایند — بر بام سخن علو نمایند
توجیه کنند شائگانست — ایطاے جلی است رائگانست
اقوا و تعدی و تغیر — اکفاو سناد اندرین پر
گر زشت نماست عیب جویند — ور خوب بود ز من نه گویند
القصه خطا وران سگ رو — گیرند بمشک من صد آہو
یارب تو بدانی آن کدام اند — مشتے ز نواقصان خام اند
نے رنگ خرد نه بوے دانش — دریوزه گران کوے دانش
نے لطف سخن نه فہم اشعار — والله فسردگان بے کار
بد سیرت و ترش رو و تیره — کج فہمی و یاوه گی و تیره
در نظم سلیقه ندارند — در نثر وثیقه ندارند
نے لائق بزم و محفل کس — نے جاے گرفته در دل کس
ترسان ز خدا نه از خلائق — در زعم خود از جمیع لائق
از نام ہنروران تنفر — از بے ہنری مگر ہمه پر
شنوند چو مدحت ہنرور — دانند ز ہجو خویش بدتر

نے ذہن رسا نہ فکر عالی — جہال و سفیہ و لا ابالی
سر گو بچلے و بزرگ دستار — با ریش سفید بس سیہ کار
فہمیدہ کہ ہیچو ما دگر نیست — با آنکہ یکے سلیقہ ور نیست
با کبر و غرور رشتگانند — از رشک و حسد سرشتگانند
تعظیم طلب کنندگانند — تعریف بکن کہ بندگانند
در سبکی و خفت اند سختہ — در خامی و خامکاری پختہ
در روے سخنوراں لاینند — در گوشہ خانہ ژاژ خایند
از جام غرور و کاس نخوت — چوں مردہ دلاں بخواب غفلت
ایوان مبانی و معانی — با کوشش و جہد و جانفشانی
در عمر نمودہ ام بلندش — در تیم لکد بیفگنندش
گر شعر بود بیاب شعری — ور نثر بود بتاب نثری
بیہودہ کنند عیب گیری — گو مصرعے باشد از نظیری
خود مصرعہ ہم نمی توانند — با ایں ہمہ فخر شاعرانند
دارند ہمہ خران خیرہ — چوں شمر و یزید عقل تیرہ
شپرہ منشان کور باطن — وانگاہ بمہر و ماہ طاعن
یارب بعدم ببر خراں را — العلم حجاب الکبراں را
گو عقعقت شاں زیاں ندارد — ایں بندہ دماغ آں ندارد
از بہر رسول و آل اطہار — از بہر صحابیان ابرار
از شر حسود یا الٰہم — در دینی و آخرت پناہم

پروین گہر مراد سفتی
بیش است ز بیش آنچہ گفتی

حمدِ جنابِ باری

حمدِ خدائے دو جہاں کرتا ہے اب خامہ ادا
تا کہویں سب قدوسیاں اے مرحبا اے مرحبا

اے خامہ ادائے حمدِ داور — کر صفحہ پہ اپنا سر جھکا کر
کیا میرا قلم یہ حوصلہ ہے — گر اُسکا کرم ہے تو بجا ہے
یہ حمدِ جنابِ کبریا ہے — امید و ہراس کی یہ جا ہے
ہو پہلے ادب سے گام فرسا — تحمیدِ خدا کو پھر بجا لا
وہ خالقِ دو جہاں ہے بیشک — وہ مالکِ انس و جاں ہے بیشک
بیشک ہے وہی یگانہ داور — تابع ہے جہاں اُسی کا یکسر
لے ارض سے تا بمہر و افلاک — سب عشق میں ہیں اُسی کے غمناک
ہر ذرہ تعشقِ خدا میں — بیتابیٔ وصلِ کبریا میں
پھرتا ہے جہاں میں مارا مارا — مثلِ مہ و مہرِ عالم آرا
قمری بھی محبتِ خدا میں — صحرا میں یہ دیتی ہیں صدائیں
اے مونسِ عاشقاں کجائی — پوشیدہ ز چشمِ ما چرائی
ہر ذرہ ز جلوۂ تو روشن — تا کے ستمِ فراقِ بامن

ہے بلبل خوشنوا چمن میں
پھرتی ہے یہ کہہ کے سر [illegible] ہیں

اے صانع برگ و گل کجائی
اے خالق جز و کل کجائی

آخر تو نہفتہ از ما چوں
[illegible] شدہ تو برملا چوں

کوئل بہزار رنج و فرقت
یہ کہہ کے اٹھاتی ہے قیامت

اے مقصد قاصداں کجائی
اے مطلب طالباں کجائی

مخفی زنگاہ ما چرائی
روشن بر عارفاں جہائی

ساکت ہے جو سرو سنبل و گل
گویا ہے ہزار طرح بلبل

وہاں ابر کو ہے جو آہ و زاری
عشاق کو یہاں ہے اشکباری

گردش میں وہاں فلک ہے پیہم
سکتہ ہے یہاں زمیں کو ہر دم

ملکوت وہاں جو سبحہ خواں ہیں
یہاں حمد میں اسکے تر زباں ہیں

خاموش قلم ادب سے خاموش
مت حسن بیاں سے ہو مدہوش

یہ حمد ہے حمد کا ادب کر
خاموش ہو سر جھکا ادب کر

اب نعت جناب مصطفےٰ لکھ
پھر مدح صحابہ برملا لکھ

اے ہمنشیں میرا قلم سر کو ادب سے کرکے خم
اسطرح کرتا ہے رقم نعت جناب مصطفےٰ

یارب مرے طوطی قلم کو
کر فضل سے غیرتِ سخن گو

اوصاف نبی کا کچھ بیاں ہو
اخلاق کا اسکے مدح خواں ہو

بلبل کی طرح سے چہک اٹھے
خوشبوئے نبی سے مہک اٹھے

وہ سرور انبیاء داور
وہ زبدۂ اصفیاء داور

سرکردۂ خالق خلایق — بہتر ز ہمہ و جملہ فایق
وہ عالم ستر کن فکانی — وہ مہر سپہر راز دانی
وہ مظہر شان رحیم داور — مطلوب خدائے پاک اکبر
وہ عرش خرام چرخ منزل — ہوں جس پہ فدا ہزارہا دل
دلدادۂ خالق دو عالم — محبوب خدا و فخر آدم
وہ زینت مسند کرامت — وہ موجب افتخار زینت
وہ ختم رسل خدا کا پیارا — وہ شافع یوم دیں ہمارا
برتر ہے تمام انبیا سے — بہتر ہے تمام اصفیا سے
ہو اُس پہ درود کبریائی — مقبول دعا یہ کر الٰہی
پہونچا دے خدا سلام اُن کو — روضہ ہو نبی کا میرا منظر
اب خامہ دو زباں یہاں سے — اصحاب نبی کا مدح خواں ہے

کہتا ہے ہاتف دم بدم سن ایم سن القلم
مدح صحابہ کر رقم گر نعت سے فارغ ہوا

جو طالب مرضیٔ خدا تھے — جو عاشق فخر انبیا تھے
تھے والۂ روئے مصطفائی — منظور عنایت الٰہی
تھے شیفتۂ رخ محمد — تمجید خدا سے تھے ممجد
اے باد صبا جو ہو رسائی — کر عرض سلام عاصیہ بھی
یارب تو جناب مصطفےٰ پر — اور سارے ائمہ باصفا پر

صلوٰت و سلام بے نہایت

پہونچا بسر از فضل و رحمت

با دبہاری جھوم کر یا سے ساقی جھوم کر
یوں کچھ رسیلے دھوم کر آغاز قصہ ہو گیا

اے ادہم کلک تجھ پہ ہر بار
انساں لے کا گدے سے گر قلم بار

حمد دیگر

بنام مونس عشاق جانباز
ہوا جو عاشق صادق کا دمساز

بشرط الفت و عشق الٰہی
گرے ہے عاشقوں کے دل پہ بجلی

اگر ہو مہر خالق پرتو افگن
دل عاشق ہو مثل مہر روشن

دھواں نکلے جو آہ آتشیں کا
الف بنجاوے خط خلد بریں کا

تپش میں جو طفل اشک نکلے
تو اسکو حور جنت دل میں جاوے

سوے کعبہ اگر ہووے خراماں
جو اسکا عاشق صادق ہوا یہاں

تو کعبہ خود پے تعظیم آئے
سراپا سرکو سجدے میں جھکانے

جو سوئے وہ تو بیداران خدمت
بچشم دل کریں اسکی حفاظت

یہ سب قدوسیوں کو ہو ہمت
بنائیں سرمہ اسکی خاک پا کا

جہیم و نار و نور و باغ رضواں
بچشم غرق الفت سب ہیں یکساں

نہیں کچھ خلد انکا مدعا ہے
مگر مطلوب وصل کبریا ہے

رفیع الشان ہیں کون و مکاں سے
مراتب انکے باہر ہیں بیاں سے

وہی ہے مورد الطاف داور
وہی ہے رونق دین پیمبر

انہیں کا دل گذرگاہ خدا ہے
انہیں کا مہر الفت رہنما ہے

بحر دیگر

اُنہیں کا ذکر ہے قرآن میں آیا
خطاب ظالم و جاہل ہے پایا

نیاز و ناز دونوں سمت سے ہے
نئے رنگ یہ عشق دکھلاتا ہے جلوے

ہے وہی کثرت میں بھی وحدت نما
ہو گیا وحدت سے جو کثرت فزا

عاجز اُسکے فہم سے ادراک ہے
ہر طرح وہم بشر سے پاک ہے

عقل و دانش سے معلیٰ ہے وہی
فہم انساں سے مبرا ہے وہی

علم منطق سے نہیں چلتا یہ کام
ختم کر پیرویں ادب کا ہے مقام

مناجات بقاضی الحاجات

الٰہی دے مجھے شیریں زبانی
کروں تقریر خوش سے درفشانی

قلم ہو رشک منقار عنادل
فصاحت کا ہو جسکے پاؤں میں گل

قلم میں میرے بھر جائیں مضامیں
لکھوں جس سے حکایات خوش آئیں

نہ سد راہ خوف طعنہ زن ہو
نہ باک حرف گیران دل شکن ہو

مرا دل مطلع نور خدا ہو
زباں سے یا محمدؐ کی صدا ہو

سراپا عشق اللہ اور نبی ہوں
ہمہ تن والہ روئے علی ہوں

رہے دنیا میں تا چرچا سخن کا
رہوں مداح وصف پنجتن کا

ہو ان کا عشق یاں تک جلوہ افزا
سراسر داغ الفت دل ہو میرا

مرا دل ہووے مثل مہر روشن
وفور داغ سے ہو رشک گلشن

کسی کو ہو گماں لالہ کا اُس پر
کوئی سمجھے اُسے طاؤس کا پر

مہ تابان و مہر عالم آرا — تپش سے اُسکے جل جائیں خدایا

غذا اُسکی خیال کبریا ہو — دعا اُسکی وصال کبریا ہو

رہے ہر وقت لب پر آہ و زاری — رہے طاری ہمیشہ بیقراری

طفیل نام احمد روز محشر — مرے عصیاں کو بخشو داور

خدایا مجھکو وقت واپسیں کے — زباں پہ ہو بچے نہ شیطاں لعیں سے

غرض پروین کی جو کچھ ہے تمنا
تصدق میں نبی کے اُسکو بر لا

سلام

سلامی گر دو آنسو بھی غم سرور میں آجائیں — یقیناً ہم پناہ ساقی کوثر میں آجائیں

فرات و دجلہ کہتے تھے ہمیں کیا حکم ہے مولا — بہے جائیں جہاں بیٹھے ہیں یا لشکر میں آجائیں

اگر حضرت کا دریائے غضب اُمڈے لعینوں پر — بھنور بنجائیں دامان قبا چکر میں آجائیں

شریروں نے کہا شہ سے اگر ہوں امن کے طالب — تو بیعت آپ کر لیں شام کے لشکر میں آجائیں

ہمیشہ فاطمہ صغرا کا یہ گویا وظیفہ تھا — الٰہی خیر سے بھیا مرے ابا گھر میں آجائیں

کیا جب شاہ نے حملہ تو سر اُڑنے لگے لاکھوں — خس و خاشاک جیسے موجۂ صرصر میں آجائیں

چلے اکبر تو حضرت ام لیلیٰ نے دعا مانگی — کہ جیتے جاگتے پھر پہلوئے مادر میں آجائیں

کہا عباس نے عاجز نہیں ہیں جائیں تو دریا پر — ابھی دم بھر میں جائیں اور ابھی دم بھر میں آجائیں

کہا شبیر نے آگاہ ہو ہم اُنکے بیٹے ہیں — مدینے سے جو باہر ہوتے ہی خیبر میں آجائیں

عیاں ہے سنگ اسود سنگ مرمر ہو نہیں سکتا — کہاں سے خوبیاں پھر ستمگر بدگہر میں آجائیں

تحمل نے کیا آساں یہ مشکل مرحلہ ورنہ
زمیں گر دشت میں آ جائیں فلک چکر میں آ جائیں

مجبور کیا ایسا اعدا کی جو شہ کے مقابل ہوں
مقابل ہوں تو مہرہ کی طرح ششدر میں آجائیں

نہایت خوش نصیبی ہے اگر پرویں قیامت میں
شمار خادمان فضہ و قنبر میں آجائیں

برستی کیوں ہے چشم تر ابھی رہجا رہجا
گھٹا تا ابر کو رو کر ابھی رہجا رہجا

چمن سے گر چھڑاتا ہے نکر ظلم اے ظالم
مرے تو نوچ لینا پر ابھی رہجا رہجا

قمر شرمائیگا رخ سے چھڑک افشاں تو ماتھے پر
جبیں پر چمکینگے اختر ابھی رہجا رہجا

ترا ان شعلہ رو میں قصر تن جل جائیگا اپنا
نبے گا دل مرا مجمر ابھی رہجا رہجا

جو عاشق تیغ ابرو کا ہی پہلے تو ہی میداں میں
گلا رکھتا تہ خنجر ابھی رہجا رہجا

ستمگر شربت دیدار سے تو سیر ہولے دے
اٹھاتا کیوں ہے تو خنجر ابھی رہجا رہجا

گر ابرو نہ شمعوں پہ تو میرا شعلہ خو بولا
نہ دے تو جان یوں جل کر ابھی رہجا رہجا

نہ ہوگی تیرا اے پرویں عدم کی راہ میں سختی
مدد کو آئینگے رہبر ابھی رہجا رہجا

جو ترے لطف و عنایت پہ نظر رکھتے ہیں
پاؤں ہر راہ میں بیخوف خطر رکھتے ہیں

جو تصور میں تجھے پیش نظر رکھتے ہیں
طاق نسیاں پہ کہیں شمس و قمر رکھتے ہیں

میں بھی اور غیر بھی آغوش تمنا کھولے
دیکھئے بزم میں تشریف کدھر رکھتے ہیں

پھیلا کر چہرہ تاباں پہ تمہارے گیسو
ایک جا ابر میں خورشید و قمر رکھتے ہیں

بیخبر ہمکو زمانہ سے نہ سمجھیں اغیار
بلکہ ہر وقت زمانہ کی خبر رکھتے ہیں

تنہائی علت سے نہیں خوف مرے تسویل ہے مرنا
آپ جنت کا مگر عزم سفر رکھتے ہیں

ابتدا ہی سے سمجھ لیتے ہیں انجام کا حال
کل کی بات آج سے ہم پیش نظر رکھتے ہیں

کون دیتا ہے ہمیں بے ہنری کا الزام
قابل بے ہنری ہیں یہ ہنر رکھتے ہیں

کبھی اُٹھتا ہے تری نقش قدم سے جو غبار
اپنی آنکھوں میں اُسے شمس و قمر رکھتے ہیں

ہیں ہوں آپ جہاں میں نہیں کوئی معصوم
اُن میں بھی عیب ہے جو لاکھ ہنر رکھتے ہیں

ہم کو آغاز کی پروا نہیں بالکل پرویں
ہم تو انجام کی خوبی پہ نظر رکھتے ہیں

غزلیات فارسی

بسم الله الرحمن الرحیم

در سرای بی‌ثبات اینگونه بندی دل چرا / بر رهِ سیلِ فنا عاقل کند منزل چرا

نَحْنُ اَقْرَبُ شان تو وانگاه اینگونه بعید / تشنه ماند از دم آبی لب ساحل چرا

صبر فرما بر قضا در قتل ما صورت نبست / این تپیدنهای بی‌معنی دل بسمل چرا

ما بفانوس توکل از حوادث ایمنیم / ز آتش حرص و هوا سوزیم شمع دل چرا

بر دو مشت دانه گندم به بستی دل چرا / مرغ جانم آمدی در دام آب و گل چرا

گر همه بنوشت منشی قضا روز ازل / باز در اصلاح دنیا سعی لاحاصل چرا

در تب بالنسبت پروانه ازین در حیرتم / مضطرب گردد بآتش همچو من بیدل چرا

ما ز تو پیدا شدیم و تو ز ما ئی آشکار / غیر گردد پس میان ما و تو حائل چرا

ذره ذره در تحرک پیروی از حکم خداست
باز آید تا لب تو شکوه باطل چرا

ز بس صبر و سکون بردی بناز و غمزه از دلها / بشهر عاشقان یعنی خراب افتاده منزلها

الا یا ساقی دوران توئی حلال مشکلها / شراب ناب تسکین ریختی در ساغر دلها

چو پروانه فدائی شمع رویت هر کس و ناکس / بذکر حسن عالم سوز تو پر نور محفلها

مشو مغرور بر علم خود از عقل رسا داری — بقاموس جهان حل ناشده بیتی مسائلها

بگویید عاشقان گویند اگر هرگز نشو شوری — بگرد هر چمن بینیم در ناله عنادلها

برافگن پرده از رخسار خود ای قاتل عالم — بیا شور قیامت کرده‌ای با بسملها

همه تا کی بلب دستی بدل خاری بپا جولان — بسوز از جمال تو چه عاقلها چه غافلها

بهار عالم ایجاد طرفه تازگی دارد — ز جلوه ریزی گلها ز شور انگیزی بلبلها

چرا عاقل نباشد واعظ و گوید بمن پیری
دع الدنیا و اهلها دع الدنیا و اهلها

ساقی صباح عید بیا فروز جام را — تیغ هلال قطع نموده صیام را

گر من بدست خویش بیابم زمام را — گیرم حلال را و نگیرم حرام را

چون پرتوی ز چهره تو چرخ وام کرد — رونق فزوده عارض ماه تمام را

مرغ دلم بلاله رویش چسان رسد — گسترده اند در ره گلزار دام را

در باب خلد و نار همه واعظان شهر — گفتند قصه خوب خیال عوام را

بیراهه گر روم ز دیوانگی شمار — برده جنون عشق ز دستم زمام را

در بزم شرع خارج از آهنگ نیستم — تعلیم کرده اند مغنیان هر مقام را

اعجاز حسن بین که بروی حسین او — بینی دو نیمه ساخته ماه تمام را

از رشک ابن مریم و پرویز جمال او
بیمار عشق ساخته هر خاص و عام را

که بیند شان انفاس علی دانا رهبران را — که فیضش خطه جنت نموده کافرستان را

تکلف آموخت رسم عاشقی از جد الایش — که جانبازی چه ورزد سنت شاهیدان را

درش امیدگاه آنکه مایوس از دو عالم شد
شفا بخشد لب معجز نما جان مریضان را

مسیحائی نماید مردهٔ صد ساله را چشمش
حیات تازه می بخشد دمش بیمار بیجان را

مضافات قار و ماده فیضیاب از جویبارت شد
سحاب جود و لطفت ساخته گلشن بیابان را

سواک روضات از شاک طوبی خوانم و دانم
چه گویم تختهٔ خلد برین فرش خیابان را

وزد باد بهاری از جوار روضهٔ پاکت
دهاند مطرب بحشمش سرود یاد مستان را

جمالی هست پنهان در جمالت گر کسی بیند
شد اولاد علی آل نبی آئینه جانان را

اگر در خواب بینم آن جمال بیمثال تو
بیک نظاره رویت فدا سازم دل و جان را

نگاهی گر کنی وقتی بیک نگاه هست هوش و دین
سرت گردم بسویم گرد تسخیر آن چشم فتان را

نثار شیشهٔ تو زهد شب های دراز من
بجام بادهات قربان سازم دین و ایمان را

زجاروب مزار پاک پروین معنی دارد
که بوسد خاک پای یادگار شاه مردان را

ب

شعله در خانهٔ من از رخ یار است امشب
برقع افگنده زرو مه بکنار است امشب

من و او جمع بمیخانه و زلفش برهم
سایه افگن بسرم ابر بهار است امشب

رخ او تازه و تر همچو گلستان امروز
دل من نغمه سرا همچو هزار است امشب

من چو پروانه بگرد سر او میگردم
شمع در سینه از آن رخ شرار است امشب

در دلم جای نمانده ز هجوم فرحت
غم و اندوه همه رو بفرار است امشب

عنبر افشانی او کرد معطر بزمم
چین گیسوی صنم ملک تتار است امشب

گل رخ گلبدن من بکنارم پروین

بعد ازیں تذکرۂ غیر چو خار است امشب

در بر شکل جام و سبو او بکنارم امشب
شکوہ جور ز افلاک ندارم امشب

صاف از ما چو نیائی بکنارم امشب
تا من از جور تو فریاد برآرم امشب

دل بدو محو شد و دست بجام بادہ
دل بیار است مرا دست بکارم امشب

پا نہادی بسر تربتم اے رشک مسیح
گوئی برچہ رخ رسید است غبارم امشب

پرتو عارض او خرمن ایمانم سوخت
ہمہ طورم ہمہ نورم ہمہ نارم امشب

او بمن وعدہ نمود و بر اغیار برفت
حیف صد حیف خزاں گشت بہارم امشب

عہد بستم بدل غمزدہ خود پرویں
تا سحر غیرت مہ را نگذارم امشب

ت

چوں ز آغوش من آں فتنۂ دوراں برخاست
موج زد دیدۂ خونبار کہ طوفاں برخاست

چارہ گر بر سر بالیں بمداوا بنشست
دید چوں حال من انگشت بدنداں برخاست

فاش میگفت مسیحا کہ من استم جاں بخش
حال زارم چو نظر کرد پشیماں برخاست

ہر کہ ہم بزم تو شد دست تغابن بر زد
شادماں آمد و با نالہ و حرماں برخاست

فتنۂ تازہ برانگیخت سپہر دوار
غیر بنشست بجایش چو نگہباں برخاست

پارہ پارہ جگر و خون تمنا در دل
ہر کہ برخاست ز بزم تو بدینساں برخاست

بر سرم ابر سیہ نیست بہجر تو پرویں
دود آہے است کہ از سینۂ سوزاں برخاست

جاں یاد گشت و باد چو برق تپاں گذشت
تن خاک گشت و خاک ز ہفت آسماں گذشت

نگذشت هر سخن که ز نوک زبان گذشت
نتوان گرفتنش چو خدنگ از کمان گذشت

مستانه وار گام زدم در ره جنون
گو بگذرد هر آنچه که بر دیگران گذشت

در عالم است آه همان ظلم آشکار
پیدا شدی چو دوره چنگیز خان گذشت

پروین گهی دوام نرفتیم براه او
عمرم گذشت وه همه رایگان گذشت

ما غریبان را اگر کمتر بخشی عار نیست
جرعه ده قسمتم گر ساغر سرشار نیست

با فضای گلشن فردوس ما را کار نیست
مسکن دلدادگان جز کوچه دلدار نیست

تا منم در دار فانی با قیامت کار نیست
تا بود منصور غیرش دار را مقدار نیست

اندرون باشد هر آنچه از برون آید نظر
چشم بینای تو کم از روزن دیوار نیست

قطره قطره میچکد در هجرت از خون جگر
راست گویم صادقان را چشم دریا بار نیست

راست گفته هر که چون سخن گوئی براز
هوشداری اینکه گوشی در پس دیوار نیست

شکوه پرده نشینی زان گل رعنا غلط
چون کلیم الله تا کس طالب دیدار نیست

واعظان پاک باطن عشق را گویند فسق
خامکاران را نه حاصل لذت دیدار نیست

لاله و گل بیخبر افتاده از جام نشاط
در چمن پروین بجز نرگس کسی بیدار نیست

بس تجربه کردیم دعا را اثری نیست
ای بیخبر از عالم و او را خبری نیست

گیرم که بفریاد و فغانم اثری نیست
بر حال من خسته ترا هم نظری نیست

بهتر ز غم عشق بعالم شجری نیست
الا چه توان کرد که آن را ثمری نیست

من فارغم از زلزله شور قیامت
ای تیره شب هجر ترا گر سحری نیست

از خنجر ابروش دلم گشت دوپاره — شمشیر قضا را بدو عالم سپرے نیست

پرسی که بکوے تو چرا خلق شود جمع — معلوم تو بادا که مثالت دگرے نیست

بیصرفگی ماست جرایم همه ورنه — عالم همه خیر است نشانے ز شرے نیست

او دل نستاند نستاند نستاند — نفعے ز محبت بنود گر ضررے نیست

خواهند عزیزاں که ببینند رخ دوست
پرویں چه تواں کرد کنوں راهبرے نیست

ش

برمن اگر شود گذرت غوثنا اغث — افتاده ام بخاک درت غوثنا اغث

فریادرس بغیر توام نیست در جهاں — من بنده توام بسرت غوثنا اغث

همواره بر امید نگاه تو میزنم — برمن شود اگر نظرت غوثنا اغث

من جان و دل چو وقف خیال تو کرده ام — دل بهر تست جاں بسرت غوثنا اغث

همت مکن دریغ که من کشته توام — برخاک من چو شد گذرت غوثنا اغث

در یاد بوے زلف تو دیوانه ام هنوز — شاید رسد ز من خبرت غوثنا اغث

آں کس که هست منتظر یک نگاه تو — محروم کے شود ز درت غوثنا اغث

آخر چه شد که با من مسکیں غرور حسن — هر روز گشت بیشترت غوثنا اغث

پرویں گداے تست مکن رد ز راه لطف
جانے کند نثار گرت غوثنا اغث

ج

اے صل علیٰ برق سوار شب معراج
بارید تجلی ابر بہار شب معراج

اے مقصد لولاک لما در شب اسریٰ
بر ذات تو کل دار و مدار شب معراج

بیوجہ نباشد ہمہ شادابی طوبیٰ
بارید تجلی ابر بہار شب معراج

خورشید براہش چو بود نعل در آتش
تا چرخ مگر رفتہ شرار شب معراج

از ملک عرب تا بہ عجم کردہ منور
آں بدر دجے بُد بجز از شب معراج

چوں باد رواں روح امیں بود بموکب
چوں برق تپاں شاہسوار شب معراج

از فرط مسرت نکند چوں ہمہ عالم
پرویں گہر اشک نثار شب معراج

چ

آنچہ داری جاہ و فر لعل و گہر ہیچ است ہیچ
پنج روزہ زندگی اے بیخبر ہیچ است ہیچ

چوں نیابم گوہر مقصد ز غواصی چہ سود
چوں ندارد آہ جاں بازاں اثر ہیچ است ہیچ

او نمی آید ز خلوت خانہ نزدیک قدم
روز و شب این گردش شمس و قمر ہیچ است ہیچ

ما ہمیشہ با لب خشکیم و چشم تر اگر
پیش ما ہر بحر و بر خشک و تر ہیچ است ہیچ

در کمین ما ہمیشہ ترکتازان اجل
نیزہ و تیر و تبر تیغ و سپر ہیچ است ہیچ

نالہ من چوں بطوفاں آورد دریائے اشک
پیش موج اشک صفہ و دیوار و در ہیچ است ہیچ

گوہر عزت اگر پرویں نباشد زیب گوش
بعد ازیں یابی اگر کان گہر ہیچ است ہیچ

ح

لیلائے شب برخ چو کشیدہ نقاب صبح — از روئے قیس مہر فتادہ حجاب صبح

لیل و نہار ما نبود چوں تو واعظا — زلفش جواب شام بود رخ جواب صبح

واعظ بیا و اہل خرابات را ببیں — ہر یک بوجد و رقص بود از شراب صبح

حالات دہر گشت بہ بینندہ منکشف — زاں گشت انقلاب چو وا شد کتاب صبح

تیرہ غبار شام بعالم نشستہ بود — روئے چمن بشست بہار از گلاب صبح

شب گیسوئے معنبر و پرویں بیاں اندر لب
صبح است روئے روشن و رخ آفتاب صبح

د

نگار من بذات خود بہار بوستاں دارد — ز رخ لالہ ز مو سنبل ز قد سرو رواں دارد

مرا زمن ز تنگنائی مکاں در لامکاں دارد — چو منہ شمع فروزندہ چو گرد دل سائیاں دارد

بغارت برد از دل ہوش از من دل الم اکنوں — ندارد ہیچ شے - دارد اگر آہ و فغاں دارد

دریں عمر دو روزہ گر ندارد کس غم ہجرش — بشارت دہ کہ در دوزخ بہشت جاوداں دارد

چو پروانہ بشمع افتاد فریادے بدر آمد — ببیں جاں باز در دوزخ بہشت جاوداں دارد

بہر گل قطرہ شبنم بطرز تازہ می بینم — کہ دریائے جمال یار موج بیکراں دارد

چہ گوید از جمال باغباں دہر نادیدہ — چو نرگس نیستش چشمے اگر سوسن زباں دارد

بنا اہلاں نگویم گو دلم از ضبط شق گردد — ندیدے گو کہ شنود باز راز من نہاں دارد

شبیہے دانم مہے خوانم بہ ہیچش وصف نتوانم
نہ مثل او زمیں دارد نہ پرویں آسماں دارد

ذ

گیرد عدو ز مہر و وفاے توالتذاذ
من یافتم ز جور و جفاے توالتذاذ

ہنگام قتل یافتہ ام لذتے ز تیغ
دیگر گرفتہ ام ز اداے توالتذاذ

اے دل امید لذت و راحت چہ میکنی
گر عاشقی حرام براے توالتذاذ

بگذشتہ ام ز لذت دنیا و ذوق عیش
اے درد عشق باد فداے توالتذاذ

با من اگرچہ جور و جفا کردہ عیاں
پنہاں گرفتہ ام ز وفاے توالتذاذ

لذت کشم ز ہر چہ کہ از تو بمن رسد
چوں منحصر شدہ برضاے توالتذاذ

پرویں خوش است نالہ شبہا و ہاو ہو
آں شاہ حسن یافت زہاے توالتذاذ

ل

تاراج گشت باغ امید و بہار دل
دل مردہ گشت سینۂ من شد مزار دل

میخواست خاطرم کہ نشینم بکوے او
خارے بپا خلید و برآورد کار دل

من قطع کردہ ام ز جہان و جہانیاں
باید نوشت بر سر لوح مزار دل

یک جرعہ ز شربت دیدار آں نگار
تجویز کردہ ایم پے اضطرار دل

بے برگ و بار ہر شجر باغ آرزوست
بارے اگر بگلشن من ہست بار دل

از بسکہ ہر دل است اسیر کمند او
نتواں نمود در خم زلفش شمار دل

یاراں ہمہ بیاری او خو گرفتہ اند
در دار دہر آہ کسے نیست یار دل

دلہا بگردش اند چو سیارہاے چرخ
ویں آفتاب حسن و جمالت مدار دل

پرویں بنالد از خلش خارہاے تن

حسرت گرہ شدہ است بخاطر چو خار دل

چہرہ گل لب گل جبیں گل عارض و رخسار گل
گوئی در گلزار عالم ہست آں دلدار گل

ہر کسے مشتاق رویش زیں سبب دارد بباغ
روز و شب در انتظارش دیدن بیدار گل

ماندہ محروم از کف پایت دم گلگشت تو
اشک حسرت دارد از شبنم سر رخسار گل

نیست خط سبز عارض بلکہ صناع ازل
در فضائے بوستاں کشتہ بسبزہ زار گل

گر پے گلگشت بخرامی در آغوش رقیب
گردد از فیض قدومت در چمن بسیار گل

برقع بر افگندی شد خرمن جانم تباہ
کس ندیدہ ہیچ رخسار تو آتشبار گل

بسکہ می ماند بحسرت بسکہ می ماند بصورت
خلق زاں دارد بجیب دیر بسر دستار گل

چوں شدہ حال چمن در اشتیاق تو بگو
دارد از خوں بر کف خود ساغر سرشار گل

رنج و راحت ہر دو پیوستہ از یک شاخ جاں
چوں جدا گردد بگلزار جہاں از خار گل

ہم

باید بپیشگاہ خدا التجا کنم
بگذشت کار من ز دوا و دعا کنم

اے کاش غازہ رخ از آں خاک پا کنم
کافر شوم اگر ہوس کیمیا کنم

درد دروں و داغ جگر یادگار اوست
اے چارہ گر بگو بچہ کنم یا دوا کنم

مانند بوئے گل برم ایں جسم ناتواں
گر سوئے کوئے دوست سفر چوں صبا کنم

دارم امید گرچہ نیرزم بہ نیم جو
روئے حضور بینم و محشر بپا کنم

نے تاب ہجر دارم و نے طاقت وصال
جاں را فدائے یار نسازم چہا کنم

چوں نیست توشۂ تقوی و چوں نیست زاد راہ
آں بہ کہ تکیہ بر کرم کبریا کنم

گو بحر در تلاطم و گو ورطه موج خیز
دارم خدا چه حاجت طلب ناخدا کنم

حاجات در کشاکش و آداب مهر لب
پروین بحیرتم نکنم یا دعا کنم

ن

چون کنم در کوچه او گام نتوان داشتن
بدگمانش کرد سر بر پای دربان داشتن

عارضت هم کعبه هم بتخانه و هم آتشکده
میتوانی پاس هر گبر و مسلمان داشتن

عاشقان در دور رخسارش مبارک پیچ پیچ را
نسخه خورشید و مه بر طاق نسیان داشتن

سینه صافان جهان از آسمان آموختند
با همه روشن دلی سر در گریبان داشتن

بسکه محنت دوست ام طبع خوشش آید مرا
آشیان در سایه دیوار زندان داشتن

گویم از معجزات حسن هم نبود شگفت
از خط و رخ کفر هم آغوش ایمان داشتن

چون وزد باد صبا گلشن حسن و جمال
شمع زهد خشک نتوان زیر دامان داشتن

نرگسش بیمار و بیمارم چسان بخشد شفا
باشد از دیوانگی زو چشم درمان داشتن

شکوه پروین میکند از سردمهریهای تو
آری آری بایدش در سوز هجران داشتن

منم پامال رنج و غم خزان باشد بهار من
دو جوی بوستان من دو چشم اشکبار من

چنان برگشته بختم در خزان باشد بهار من
نه بینی رسته جز خار و خسک گرد مزار من

بیا باریدن ابر بهاری را تماشا کن
اگر گریان ندیدی هر دو چشم اشکبار من

تو باشی تا جهان باشد قیامت امیدانم
اگر در حشر برپا تا نیائی بر مزار من

نه من دانسته از یار و دیار خود جدا گشتم
کند در اختیار تو دل بی اختیار من

اگر خواهم بسوزم خرمن گردون بآسانی — که باشد از دل بیتاب برق من شرار من

بایں افتادگی و بیکسی قدر بلندم بیں — رخ افلاک را غازه کند خاک مزار من

نباشد گر چراغ افروز قبرم نیست پرواے — که باشد ماه تابان ایما شمع مزار من

دل شوریدهٔ پرویں بدارد زیر پا آتش
تو گوئی برق بیتاب است غلطان در کنار من

و

هر جا که عشق کشته ناز و ادائے تو — تو از براے حسنی و حسن از براے تو

آهوے دل هلاک خدنگ جفاے تو — فتراک وابسته بند قباے تو

خون دلم که می چکد از چشم تر نگر — تا سبز گردد آتش رنگ حناے تو

پیدا چو برگ عرعر و لرزاں ز تیغ — تا در هواے تیر و دلم در هواے تو

مشتاق را بساغر و مینا و می چه کار — دلهاے تا شکسته سنگ جفاے تو

نگارش بشکوه سنجی حسرت چه بال ایں — یک شیوه دانند آنکه جفا و وفاے تو

حلقم بریده قاتل و فرمود وقت تیغ — کافی بود نظاره من نوحه هاے تو

از ناه و مهر عاشق مهجور را چه سود — روشن شب فراق شود از ضیاے تو

تو با چشم تماشا بنت لالاں نمی سے
پرویں نگرد و چشم گزارد بپاے تو

ی

منم مست شراب عشق آرے — ز دستم بر نخیزد هیچ کارے

بتانم آشفتے درند و نگارے — تغافل مشرب غفلت شعارے

یم و عماں ہمی در پیش چشمم — ز سوز سینہ ام دوزخ شرارے
بلالہ بر فگن آں سنبل تر — بلے باید بگنج حسن مارے
بتلخی در سپردہ جان شیریں — بلے فرہاد ہم کرد است کارے
من و جاں آخرہا اے مایۂ ناز — کہ جز یادت ندارم ہیچ کارے
جنوں صد مرحبا غیر تو ام نیست — انیسے مہربانے غمگسارے
متاع صبر و ہوشم کرد تاراج — نگارے نازنینے گلعذارے
ز کف دل بردہ از دل صبر و آرام — ز تن جاں بردہ وز جانم قرارے
بدور نرگس مستانۂ تو — خراباتی شدہ ہر ہوشیارے
بدور فرقتش عمرے بسر شد — بامید وصالش روزگارے

ز فریاد سحرگاہ تو پرویں
بطبعم در رسیدہ انتشارے

جام پر کن ز راح ریحانی — رفت از حد بروں پریشانی
مہر با ایں فروغ و تابانی — پیش رویت کشد پشیمانی
بحر اشکم چو کرد طغیانی — کشتی چرخ گشت طوفانی
صدمہ جانگزاے فرقت را — در گرفتم بمبید سامانی
لولوے آسماں برقص آید — گر سرائی بدیں خوش الحانی
بر سر نغمہاے جاں افزا — بادہ پیما بخندہ پیشانی
رونق ماہ آسماں بشکست — مہر حسنت چو کرد تابانی
در بر آید چو آں پری پیکر — در گدائی کنم سلیمانی

یافتم از سر شک و لخت تیغ گر
از غبار در رت بچشم ستر

در غلطان و لعل پیکانی
گر کشم سرمہ صفاہانی

فکر درماندگاں بکن پروین
تا تو در کار خود نہ درمانی

مسدس بر شعر مشہور در منقبت محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ

مور راہ توام اے فخر سلیماں مددے
خستہ درد توام صاحب درماں مددے

کشتہ ہجر توام عیسی دوراں مددے
تشنہ شوق توام چشمہ حیواں مددے

غوث اعظم من بے سر و ساماں مددے
قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

قطب عالم مددے سید و سلطاں مددے
شیخ عرفاں مددے سرور جیلاں مددے

فخر عالم مددے عاشق سبحاں مددے
نور یزداں مددے شافع عصیاں مددے

غوث اعظم من بے سر و ساماں مددے
قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

من بجوش طلبت گرد جہاں گردیدم
بلبل آسا بچمن نالہ کناں گردیدم

کو بکو در کشش عشق بہاں گردیدم
ہمچو خوں گشتم و اندر رگ جاں گردیدم

غوث اعظم من بے سر و ساماں مددے
قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

خستہ درد و غمم بر من مسکیں بنگر

چشم بکشا و بفرما بمن خستہ جگر

سرگرانم زغم و ہست دل خستہ بہ بر
کن علاج دل مجروح گذشتیم زسر

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

چمنستان وفا سینۂ ریشم گرداں
صحبت عشق و بلا لذت عیشم گرداں

عشق مرداں خدا ملت و کیشم گرداں
برہاں از دو جہاں بندۂ خویشم گرداں

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

المدد لخت دل بادشہ بدر و حنین
المدد اے پسر بنت نبی الحرمین

المدد اے خلف سبط رسول الثقلین
المدد نور نظر راحت روح حسنین

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

کشتۂ حسرت و حرماں و مصیبت ریش
آمدہ بر در پاک تو بجان غمگیں

از نگوید کہ چناں کن بحق او کہ چنیں
آنچہ بہتر بود ش خود تو باندیش و بیں

غوث اعظم بمن بے سروساماں مددے
قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

قطعات تاریخ

قطعہ تاریخ عطا فرمودہ اخی مکرم برادر اعظم حضرت مولانا حکیم حاجی مولوی سید نظیر حسن خاں صاحب سخا مدرس عربی و فارسی مہاراجہ کالجیٹ اسکول ریاست جے پور

کس درجہ خوشنما ہے کسدرجہ پر فضا ہے
کسدرجہ دلکشا ہے گلزار علم پرویں

کیا ہے زبان شیریں کیا ہے بیان شیریں
یا رشک جان شیریں اثمار علم پرویں

نکتوں کے برگ و بر ہیں مضمون کے ثمر ہیں
طوبیٰ سے تازہ تر ہیں اشجار علم پرویں

نکلے گہر عدن سے گلہائے تر چمن سے
افشا ہوئے سخن سے اسرار علم پرویں

یہ ہے سخن کی برکت واللہ ورنہ حضرت
ہوتا نہ تا قیامت اظہار علم پرویں

کس پایہ کی زباں ہے کس پایہ کا بیاں ہے
افکار آسماں ہے افکار علم پرویں

اللہ رے دقایق اللہ رے حقایق
ہے دیکھنے کے لائق انبار علم پرویں

یہاں عقدہ ثریا وہاں مہر و ماہ و ہالہ
ہے آسماں سے بالا پرکار علم پرویں

تھا دور اگر ادھر ہے تو باختر ادھر ہے
کتنا وسیع تر ہے مضمار علم پرویں

بلبل کا چہچہا ہے قمری کا قہقہہ ہے
کسدرجہ خوشنما ہے فرمار علم پرویں

پائی گہر سخن سے نادم شکر سخن سے
اظہار ہر سخن سے مقدار علم پرویں

تاریخ طبع و تدویں لکھو فصحت نو آئیں

برہان علم پروین انوار علم پروین
۱۳۲ ھ

قطعہ تاریخ و تقریظ برخوردار سعادت آثار راحت جاں اقبال نشاں حاجی مولوی سید انوار الرحمن متخلص بسمل نایب ناظم زید عمرہ ابن عزیز از جاں گرامی قدر والا شان مولوی میاں سید عبدالرحمن ابن مولوی میر قربان علی صاحب مرحوم سابق ممبر کونسل

اس زمانہ میں تعلیم نسواں پر بے توجہی ایشیائی قدیم رنگ کے خاتمہ اور قحط النسا پر افسوس کرتے وقت مجھے یہ فخر و ناز کرنے کا موقعہ ضرور ملتا ہے کہ کم از کم ہمارے اس گھر میں تو ایک مثال ایسی ہے جو یادگار سلف و فخر خلف کہلائے جانے کی مستحق ہے میں اور میرے اکثر افراد خانہ اس خیال میں متفق ہیں کہ پرانی روشنی کی خوبیوں کا (جو اس زمانہ میں عیوب کہلاتے ہیں) ایک بیش بہا خزانہ ہماری قوم کے ہاتھوں سے ضایع ہو گیا ایشیائی لٹریچر کا شوق طبیعتوں سے اُٹھا لیا گیا دور جدید کے مذاق کی حلاوت ابنائے زمانہ کے کام و دہاں کے لیے لذت بخش ہو رہی ہے نہ اس زمانہ میں خاندان رسالت اور دور صحابہ کی معزز و محترم بیبیاں حضرت خدیجہ فاطمہ عایشہ اور اسماء رضی اللہ عنہن ہیں جنکا اُنکی سادگی اور علم فضائل نفس ایثار سخاوت عفت عصمت جرأت ہمت جفاکشی اور محنت میں نظیر پیدا کرنا پیر چرخ کو دشوار ہے اور نہ اب جرعہ کشان جام توحید و معرفت

میں کوئی رابعہ بصری کی مثال نظر آتی ہے یہ ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے
اسلامی دور کی خواتین نور جہاں اور زیب النسا کا علمی اور لٹریری رنگ بھی
اپنی یاد دلوں میں چھوڑ کر فنا ہو گیا اس زمانہ میں اول تو تعلیم نہیں اور اگر ہے
تو اسطرح کی جسکو ہم جیسے چند مردہ خیالات کے لوگ شرفا کے لیے موجب
رسوائی اور ذلت سمجھتے ہیں۔ اس زمانہ میں جبکہ پرانی روشنی کے قندیل فانوس
مردنگ جھاڑ اور ہانڈیاں سب شکستہ ہو گئیں اور بزم عالم میں نئی روشنی
کے پیٹرول لمپ کاربائڈ لمپ اور الیکٹرک لمپوں نے انکی جگہ لے لی ہے ہمارے
گھر میں جہاں پرانی روشنی کے ختم ہونے اور نئی روشنی کی چہار دیواری کے
اندر نہ پہونچنے سے بالکل تاریکی ہوتی خداوند عالم نے ذات گرامی حضرت
مخدومہ جدہ محترمہ دامت ظلہا کو ایک شمع پرنور بنا رکھا ہے جسکی صاف
ٹھنڈی اور منور روشنی میں گھر کی بہو بیٹیاں چلی پھرتی ہیں اللہ اس
روشنی کو تا دیر قائم رکھے۔ حضرت مخدومہ کے حالات قبل ازیں ذاتی منجھلے
بھائی سید مشتاق حسین صاحب نے اپنے دیباچہ میں مجملاً ذکر کیے ہیں
اسلیے اُن کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اس ذکر میں صرف اسقدر
کہدینا کافی ہے کہ باعتبار اپنے میکہ کے ممدوحہ ایک ایسے خاندان کی
رکن ہیں جو علاوہ شرافت و سیادت ذاتی کے ایشیائی علوم کا سرچشمہ
رہا ہے آپ حضرت قلزم العلوم تاج العلماء مولانا نجف علی خاں صاحب
خان بہادر مرحوم قاضی قصبہ جھجر کی پوتی اور اسوقت تک اللہ کے فضل سے
اس خاندان کے ارکان علوم و فنون کی جان ہیں جناب مخدومہ باعتبار

قابلیت علمی ایسا ہی مذاق کو لیے ہوے صف نسواں میں بلا مبالغہ اور
بلا خوف تردید عدیم النظیر کہی جا سکتی ہیں کچھ شاعری آپ کے لیے مایۂ ناز
نہیں ہے بلکہ ادب کے ساتھ حکمت طب نجوم و رمل میں بھی آپ کو
کافی دستگاہ حاصل ہے اوایل سے طبع موزوں اور ذہن رسا کے مجبور
کرنے سے شاعری کی طرف توجہ رہی لیکن کلام حجلہ گوشہاے محرم
میں پردہ نشیں رہا اب جناب موصوفہ کا سن شریف اس حد کو پہونچا
کہ اس خزانہ کو پوشیدہ رکھنا غیر ضروری ہی نہ سمجھا گیا بلکہ اخفا میں
خوف تلف نظر آیا تو بھائی سید مشتاق حسین صاحب کا اور میرا خیال
اسکو طبع کرا دینے کا ہوا گھر کے اور افراد اور بزرگوں کو اس خیال سے
متفق کرنے میں دشواریاں تھیں مگر مخدومی جناب مولوی سید
نظیر حسن صاحب قبلہ المتخلص بہ سخا برادر بزرگ جناب ممدوحہ کی
مساعی جمیلہ نے اُن دشواریوں کو مٹا دیا جناب ممدوح بخلاف دیگر
اراکین خاندان پرانے رنگ کی قابلیت کے ساتھ نئی روشنی والوں
کی نظر میں بھی ایک روشن خیال بزرگ ہیں آپ اپنے خیالات میں
ہمارے گھر میں منفرد ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی کی کوششوں نے
اس ارادہ میں ہم لوگوں کو کامیاب کیا یہ مجموعہ چھپوایا گیا تو اس اہتمام
سے کہ مطبع خاص کام کرنے والے خاص اور مصحح خاص کی نگرانی سے
اختتام کو پہونچا جتنے نسخے چھپے سب حاصل کر لیے گئے مطبع میں غیر ضروری
ایک کاپی بھی نہیں چھوڑی گئی اور اب یہ اُنھی ہاتھوں اور اُنھی آنکھوں

تک پہونچیگا جو اسکے ہاتھ میں لینے اور دیکھنے کے اہل ہیں خداوندا تو ہماری پردہ پوشی فرما اور موجودہ آزادی اور اسکے برے نتائج سے محفوظ رکھ اور ہماری مخدومہ محترمہ کو اس گھر کی نوعمر لڑکیوں کے سرپر سلامت رکھ اور انکو ممدوحہ کے خوان تربیت کا زلہ ربا بنائے رکھ آمین

قطعہ تاریخ

جناب جدہ مخدوم پروین
که مستغنی کلامش از ثنا گشت

سخن چوں بوئے غنچہ داشت مخفی
چو گل شگفت و ساری در ہوا گشت

مشام اہل عالم شد معطر
بہ ہر جا این نسیم جانفزا گشت

رسید این مژدہ از ہاتف کہ بسمل
بگو۔ دیوان پروین برملا گشت

۱۳۳۲ھ

تقریظ دلپذیر برخورداری والدہ منشی محمد انور نبیرہ قبلہ دو جہاں کعبۂ ایماں حضرت عبدالصمد خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ ردولوی

آج میرا قلم زمانہ اور اسکی نیرنگیوں کی تصویر کھینچنے پر تلا ہے۔ بار بار یہی چاہتا ہے۔ کہ جتنی بڑی ضخامت اس دیوان کی ہے۔ کم از کم اتنی ہی بڑی ایک ضخامت اسکی تعریف میں لکھوں۔ مگر نہ تو الفاظ یا تی ہوں اور نہ وقت۔

رنگا رنگ کے مضمون کلام کی باریکیاں۔ ردیف۔ اور قافیوں کا سخت مقامات میں گذر۔ روزمرہ کا خیال۔ محاوروں کا جا بجا کھپایا جانا۔ ایک خوبی ہو تو کہوں۔ دریا کو کیونکر کوزہ میں بھروں۔ حمد و ثنا کا جام وحدت

میں سرشار ہو جانا ولولہ انگیز قصیدے مرصع غزلیں۔ کیا نہیں ہیں اللہ کے فضل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دیوان نہیں ہے بلکہ تعلیم نسواں کے زرگر نے ایک بیش بہا جڑاؤ زیور طیار کیا ہے۔ کہ جسکے دیکھنے سے دل خوش ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ روحانی غذا بھی حاصل کرتا ہے۔ ایک بار ہاتھ میں لیکر پھر چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔

اگرچہ عرب میں ایسی بے انتہا مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ہماری بہنیں فن شاعری میں کمال پیدا کرتی ہیں۔ اور قدر و منزلت میں صدر مقام حاصل کرتی ہیں۔ مگر ایشیا میں اور خاصکر ہندوستان میں ایسی مثالیں بہت کم ہیں۔ ہزاروں گھر تو ابھی تک تعلیم نسواں کے بالکل خلاف ہیں چہ جائے کہ شاعری اور پھر اُس میں کمال۔ میں اپنے اس چھوٹے سے مضمون کو اس دعا پر ختم کرتی ہوں کہ اے ارض و سما کے مالک ہمپر رحم کر اور اس اندھیر گھور سے ہمکو نکال ہمیں توفیق عطا کر کہ ہم علم سے روشنی حاصل کریں اور اُس روشنی میں محض دنیا ہی کو نہیں بلکہ تجھکو بآسانی پالیں۔ اے اللہ یہ دیوان بجلی کا لیمپ بنے اور اسکی روشنی میں علم کی خوبیاں ہمپر نمودار ہوں۔ اور ہمکو اپنا گرویدہ بنالیں۔ آمین بلکہ ثم آمین۔

والدہ سید محمد انور محمودی طالب علم درجہ انٹرنس مہاراجہ کالج راج سوائی جیپور مورخہ ۲۳ - دسمبر سنہ ۱۹۱۳ء

تقریظ و تاریخ رقمزدہ برخورداری نور چشمی ام محمود دختر کلاں حضرت اخی مکرم حضرت مولانا [illegible] مدظلہ

بولتی ہوں اور بے مایگی زباں روکتی ہے زباں کھولتی ہوں اور کم لیاقتی ٹوکتی ہے مخدومہ مکرمہ جناب پھوپی اماں مدظلہا کے زبان سے نکلے ہوے الفاظ ہمارے افتخار کا باعث ہوتے ہیں نہ ہمسے کم سواد دل کے منہ سے نکلے ہوے کلمات جناب موصوف کے لیے عزت تقریظ وہ لکھے جو اُس کلام کو جانچ سکے ہم اُسکے پورا سمجھنے سے بھی قاصر ہیں تاریخ وہ کہے جو اس فن کا مشاق ہو ہم اسمیں بھی عاجز ہیں بہرحال جسطرح تقریبات میں ہم سب آپ کے ساتھ جاتے ہیں کلام میں بھی ہم آوازی سے محروم رہنا نہیں چاہتے آپ کا کلام آپ کی قابلیت اہل علم مردوں کے نزدیک مسلم ہے معظمہ تاج العلما کی پیاری پوتی عالم کامل کی رشید بیٹی دو عالموں کی سعید بہن آپ کی تعریف کے ثبوت میں یہ کلیات دلیل قاطع ہے اور بس اللہ تعالے قدر دانوں کے دل میں جگہ اور سخن سنجوں کے آنکھوں میں درجہ اعلی دے - این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

قطعہ تاریخ

یہی کافی ہے اک تعریف اسکی	کہ جیسا نخل ویسے ہی ثمر ہیں
سن ہجری میں چھپنے کی تاریخ	لکھو- اشعار پروین پر گہر ہیں
	۱۳ ۵ ۳۲

تقریظ و تاریخ رقمزدہ عزیزازجان عفت نشان
برخورداری اہلیہ نورچشم سید مشتاق حسین زاداللہ عمرہا

اللہ اللہ میں اور مخدومہ پھوپی صاحبہ کے کلام کے بارہ میں منہ کھولنا کوہ بلند کو ترازوے میں تولنا ہے آپ کا کلام آپکی لیاقت علمی سے زیادہ مشہور اور آپ کا شہرہ علمیت مسلم نزدیک و دور ہے آپ کا علمی مذاق ہمیشہ علمی امداد میں صدہا روپے خرچ کراتا اور قومی درد ہزارہا اٹھواتا رہتا ہے آپ کے علمی چشمہ کا یہ کلیات ایک قطرہ اور آپ کے شاعرانہ مذاق کا یہ مجموعہ ایک شمہ ہے ہم سے کم استطاعت لڑکیوں کو اسپر کچھ لکھنا اپنے لئے سند افتخار حاصل کرنا ہے اللہ تعالے اس کلام کو مقبول عام و مفید تام کرے۔ آمین۔

قطعہ تاریخ

بلند اور روشن ہے کتنا کلام
مرے دل نے ہجری میں یوں سال طبع

صفا خیز ہے نور آگیں ہے یہ
کہا جلوہ نظم پروین ہے یہ
۳۲ ۱۳ ہجری

تقریظ از جانب عزیزہ و سعیدہ نادرجہاں طاہرہ بیگم
دامت عصمتہا بنت تحصیلدار صاحب

این نظم دلکش ریختہ کلک جواہر سلک حضرت بڑی بیگم صاحبہ

المتخلص به پروین است که رنگ صحبت حضرت قبلهٔ دو جهان حضرت میر قربان علی صاحب علیه الرحمته از هر مصرعه او هویدا ست کلام شاعرانه با رنگ صوفیانه نقش کرده اند اگر مذاق شاعرانه نمک این کلام است چاشنی تصوف کام و دهان لطیف و شیرین می سازد۔ الحق که پروین رتبه خود را ازین کلام خوش برافلاک رسانیده است مگر درین عالم هر مصرعه سوادی در چشم بینندگان و مذاق در قلب طالبان و لطفی در دل شاعران پیدا می کند۔ اگر جای هر مصرعه در سویدای قلب سازم بجا است و اگر حرفش را سرمه چشم خویش کنم روا است۔ ب

این کلامیست که بیند اگرش دیدهٔ حق　سرمه چشم کند ور دل و جان سازد

هر که را مطالعه اش خوش نسازد دیده بے نور دارد و هر که ازین کلام لطف نگیرد مذاقی در دہن سخن ندارد۔ منکه از خوشه چینان حضرت پروین ام نسبت تلمذ خویش اگر با ایشان سازم کلاه گوشه تفاخر بر آسمان نهادن است۔ این نسبت هم خالی از گستاخی و دور از بے ادبی نمی باشد۔ چه نسبت خاک را با عالم پاک مگر این تحریر را ذریعه نجات و مایه سعادت برای خود می شمارم و این کلمه چند را در حیات ابدی حضرت پروین مثل دعا می افزایم۔

تقریظ دلپذیر برخوردار عزیزہ ہمشیرہ دختر پھوپا قاضی برکت علی صاحب مرحوم وکیل سشن سابق

بہار عالم حسنش دل وجاں تازہ میدارد ۔ برنگ ارباب صورت را ببوار باب معنی را

میرے اللہ میاں ہمشیرہ صاحبہ مخدومہ نے دیوان لکھا ہے یا شاعری میں نیا عنوان قائم کیا ہے پرانے راستہ پر جہاں تک چلی ہیں وہ توبجا لیکن نئے رنگ میں عروس شاعری کے لباس کو رنگا ہے یہ کیسا تماشہ کہیں قدیم سخنوری کا انداز ہے تو صفحہ کا صفحہ شاہد طناز ہے کہیں نئی دنیا کا پرواز ہے تو دیسی سارنگی میں ہارمونیم کی آواز ہے قومی رنگ ہے تونیچرل شعرگوئی کا اعلا پایہ ہے جہاں صوفیانہ طرز ہے وہاں اللہ والوں کا سایہ ہے ۔ ناول کہوں تو مشہور نہیں ڈراما کہوں تو سوال وجواب میں محصور نہیں ۔ نصیحت نامہ کہوں تو عاشقانہ شاعری زور کے ۔ رنگیں بیانی سمجھوں تو مصلحانہ حصہ تو کئے ہر قسم کی شاعری کا مجموعہ اور ہر رنگ کے پھولوں کا گلدستہ ہے ۔ اللہ تعالے اہل سخن کا دماغ ہمیشہ اس سے معطر اور اہل مذاق کا دامن دائما اس سے منور رکھے ۔ آمین

تقریظ ریختۂ قلم جواہر رقم فرزندی اعزی ارشدی چشم و چراغ خانوادہ طریقت جرعہ چش بادہ معرفت۔ گرامی منسلک سعادت و اقبال نشان رونق و زینت دودمان میاں مولوی سید عبدالرحمن اوصلہ اللہ الی منتہی مدارج الارتقا والعرفان صدر منتظم محکمہ سائرات راج سوائی جیپور

نقادان لآلی بلاغت و جوہریان یواقیت فصاحت۔ بامدارا خطہ سخن۔ و شہسواران عرصہ ذکا و فطن۔ سالکان مسالک نظم و نثر و مالکان ممالک شعر پر پوشیدہ نہیں ہے کہ گوہر سخن قیمتی اور باصفا ہے اور کلام منظوم عظیم اور گراں بہا۔ کارخانہ امکان میں کوئی متاع اس سے گراں مایہ تر نہیں خریدی جاسکتی۔ اور بازار عالم میں کوئی شے اس سے بلند تر نہیں دیکھی جاسکتی۔ احاطۂ عقل میں کوئی شے اس سے زیادہ باوقعت نہیں آتی اور خزانۂ خیال میں کوئی صورت اس سے زیادہ خوشنما نہیں معلوم ہوتی۔ وزن و مقدار اس در شاہوار کو سوائے خردمند کامل کے نہیں جان سکتا۔ اور قدر و قیمت اس لعل بے بہا کی سوائے دانشور عیار کے اور کوئی نہیں معلوم کر سکتا نظم و نثر کی مختلف اور بے شمار قسمیں ہیں۔ سخنوروں کے حالات کا

تفاوت اور ہنرمندوں کے درجات کا اختلاف جو کہ اُنکے طبائع۔ رسوم و اوضاع کی تقبیح و تحسین تحریر و تقریر نفرین و آفرین و دیگر مقتضیات کی وجہ سے ہے۔ نظم کے قسم در قسم ہونے کا باعث ہوا ہے اسلئے ہر شاعر کا کلام دیکھنے سے قبل اُس شاعر کے مذاق اور اُسکے اہل وطن کے خیالات کا اندازہ بھی رکھنا ضروری ہے اس سے شاعر کے اصلی مطلب تک رسائی ہوتی ہے۔ اُسی شاعر کا کلام پسندیدہ ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کے لوگوں کے مذاق کا خیال بھی رکھتا ہے اور اُسی شخص کا کلام عرصہ دراز تک باقی رہتا ہے جو فطری جذبات کو جنمیں راستی اور صداقت کے سوا کچھ نہو بہت با اثر اور سادہ الفاظ میں ظاہر کرے اور جس سے خاص و عام اپنی لیاقت کے اور علم کے مطابق نتیجہ اخذ کریں ورنہ ہر قافیہ پیما کا نام شاعران باکمال کی فہرست میں نہیں داخل کیا جا سکتا شاعر کا اولیں فرض ہے کہ انسان کی فطرت کو غور سے دیکھے اور اپنی شاعری کی بنیاد اُس عہد پر رکھے جو اُس نے روز ازل میں اپنے رب سے کیا تھا یہی پاکیزہ شاعری ہے اور بیشک سوائے کاملین کے کوئی شخص اس شاعری کے میدان میں قدم نہیں رکھ سکتا جس ذات قدسیہ کی خاطر میں یہ چند سطریں لکھتا ہوں وہ میری مخدومہ مکرمہ والدہ ماجدہ ہیں جنہوں نے حال میں ایک دیوان

طبع کرایا ہے - میری کیا لیاقت ہے کہ آپ کے اور آپ کے کلام کے بارہ میں کچھ بیان کروں خود ماہران سخن کلام کی قدر کو جان سکتے ہیں -

یہ دیوان پروین جسکو تمغہ عرش بریں کہنا چاہیئے مضامین تصوف سے مالا مال ہے ہر مصرع اُسکا سرو گلستان خوبی اُسکی ہر بیت شمشاد بوستان محبوبی اس کلام کی تعریف میں زبان فصاحت لال ہے اور اُسکی توصیف قوت ناطقہ سے محال ہے اُسکے محاورات اور اُسکی چیست بندشیں قابل تعریف و توصیف ہیں ہر لفظ اُسکا گوہر شاہوار ہے اور ہر حرف اُسکا جوہر آبدار مذاق تصوف جو اس دیوان کی جان ہے عجیب تسکین دہ اہل ایمان ہے کہیں دردکشان بادہ محبت کو ملازمت پیر مغاں کی ہدایت ہے اور کہیں سرشاران بادہ الست سے لغزش پا کی شکایت یہ دیوان بیشتر عشق و محبت حقیقی کے جذبات اور پاکیزہ خیالات اور دلدادگان طریقت کے واردات سے مملو ہے اور یہ سب فیضان ذات قدسی صفات معدن لطائف روحانیہ مخزن معارف قرآنیہ حضرت والدی سیدی سندی جناب حاجی میر قربان علی صاحب نوراللہ مرقدہ نقشبندی مجددی کا ہے اُنہیں کے فیضان صحبت سے یہ آتش بیانی ہے والدہ مخدومہ کو امراض گوناگوں سے کب

اتنی فرصت ہے کہ ترتیب دیوان کی مہلت ملتی اور شعرو
شاعری کی طرف توجہ ہوتی لیکن وہ جذبات اور ولولہ عشق
الٰہی وقتاً فوقتاً مجبور کرتا رہا اور انکو اپنے خیالات وجذبات
کا اظہار کرنا پڑا یہ مجموعہ کلام امید ہے کہ بادہ نوشان الست
کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا اور سخنوران کامل بھی فرقہ
اناث کی طرف سے اسکو ایک ترقی قوم کی علامت تصور کرینگے
دیگر مضامین بھی کہیں کہیں ہیں تاکہ دیوان دنیاوی دلچسپی سے
خالی نرا ہے اور اس سے ایک لطف بھی پیدا ہوگیا ہے
خدا سخن چیں حاسدوں سے بچائے اور مقبول عام فرمائے
آمین

تقریظ صبیہ مرضیہ نسبت بنت الراقمہ صالحہ العابدہ العالمہ بانوے خانہ قرۃ العین عزیز از جان برخوردار نور چشم سعادت توامان حاجی سید انوار الرحمٰن سلمہ المنان المتخلص بسمل نائب ناظم ریاست جے پور

خدا کا شکر ہے کہ میری مخدومہ مکرمہ جناب نانی صاحبہ محترمہ
دامت ظلہا ۔ کا دیوان چھپ کر تیار ہوا میری لیاقت اتنی
نہیں ہے کہ میں اسپر کوئی نقادانہ رائے دے سکوں اور
اگر تعریف کروں تو اسکے لئے بھی قابلیت اور سخن فہمی درکار

ہے ورنہ تحسین ناشناس سے بے قدری شعر ہوتی ہے علاوہ بریں چونکہ مجھے مخدومہ موصوف سے علاوہ نسبت خوردی کے نسبت تلمذ بھی ہے ایسی صورت میں مجھے آپ کا ہر کلام دلکش و دلفریب اور بہتر نظر آتا ہے لیکن جو کچھ میرے دل میں اُسکی منزلت ہے وہ اگر ظاہر کروں تو شاید عوام یہہ سمجھیں کہ شاگرد کی رائے اُستاد کے حق میں نواسی کی رائے نانی کے حق میں۔ اچھی ہونے سے واقعہ نفس الامر پر کوئی روشنی نہیں پڑ سکتی اسلئے میں اپنے اصلی خیالات کے اظہار سے احتراز کرتی ہوں حاسد کینہ پیشہ نگاہوں کی بابت

چشم بداندیش کہ برکندہ باد　　عیب نماید ہنرش در نظر

کہدینا کافی ہے۔ منصفت اہل نظر سخن فہم قدر شناس حضرات اس دیوان کو دیکھکر بغیر کسی بیجا طرفداری کے یہ کہہ اٹھینگے کہ ابتدا سے زبان اُردو کی بنا قلعہ معلّے کی بیگمات کی بساط بول چال پر رکھی گئی ہے۔ اُنہیں کی زبان مستند ہے۔ پھر شہزادوں کی پھر اور دلی والوں کی علےٰ تفاوت المراتب۔ اب ایک ایسا زمانہ آگیا ہے کہ وہ مقام جو زبان کا سرچشمہ اور منبع تھا تباہ و ویران ہو چکا اور جو بچے کھچے نفوس ایسے رہ گئے تھے جنکی زبان سے استناد ہو سکتا تھا وہ یا تو ختم ہو گئی یا ختم ہونے والے ہیں اور اب زبان یتیم اور

لاوارث ہوچکی اب ہر شخص اُسپر اپنا حق اور دعوے کررہاہے نہایت افسوس کا موقع ہے کہ جن کی باتوں پر بنا سے زبان اُردو رکھی گئی اُن کے کلام کا کوئی محفوظ خزانہ اسوقت قوم کے ہاتھ میں نہیں ہے اور نہ اسپر کسی زمانہ میں توجہ کیگئی مستورات کے جو چند دواوین موجود ہیں اُنمیں کوئی ایسا نہیں ہے جسکی زبان مستند ہوسکے گذشتہ زمانہ میں تو ایسا موقع تھا کہ جب کسی محاورہ کی بابت تنقید کی ضرورت ہوتی اہل زبان حضرات سے تصحیح کرائی جاسکی اب وہ دورہ ختم ہوچکا اب ایسا وقت ہے کہ ہر شخص کو ادعاے زبان دانی ہے اور اہل کمال کا تمسک اہل علم کی زبان سے ہے۔ بہرنہج وہ سابقہ روش کے اسناد باقی نہیں ہے اور عنقریب زبان ایک دوسرا رنگ اختیار کرنیوالی ہے اور وہ رنگ خواہ اچھا ہو یا برا مگر یہ ضرور ہے کہ رنگ قدیم سے مختلف ہوگا ایسے پرآشوب زمانہ میں بہت ضروری ہے کہ ہم اپنی قدیم زبان کا کوئی ایسا محفوظ خزانہ چھوڑ جائیں جو قدیم رنگ کے متبعین کے لئے سند اور جدید دور والوں کے لئے بھی قدیم رنگ کا نمونہ ہوسکے اس مقصد کو اس دیوان نے کامل طور پر پورا کردیا ہے کیونکہ حضرت مخدومہ کی ذات ایسی ہے جنکو ایسی آغوش میں پرورش نصیب ہوئی ہے کہ آپ پر اہل زبان کا لفظ پورا پورا اطلاق

کرنا ہے کیونکہ آپ کی والدہ ماجدہ سادات عظام وزرائے
شاہان تیموریہ کی یادگار تھیں اور اُنکی تربیت خاص قلعہ میں ہوئی
اور شبانہ روز شاہزادیوں میں نشست برخاست رہی یہانتک
کہ اُن کی آنکھوں کے دیکھتے دیکھتے اُس گلشن بہار میں خزاں
آئی جسکا اثر خاص اُنکی ذات پر بھی وہی پڑا جو اور قلعہ والوں
پر ہوا تھا۔

اس بیان سے یہ غرض ہے کہ مخدومہ کی زبان کس درجہ قابل
سند و استشہاد ہو سکتی ہے اور بوجہ شرافت و سیادت
ذاتی اور رسم و رواج خاندانی انکی زبان پر عامیانہ ہونے کا
بھی گمان نہیں کیا جا سکتا جیساکہ اور اگر دواوین پر یقین کے
ساتھ کہا جا رہا ہے جو اسوقت تک عورتوں کے نام سے
طبع ہو چکے ہیں۔

یہ چند الفاظ جنکو میں سمجھتی ہوں کہ میں نے بغیر کسی طرفداری کے
لکھا ہے میری طرف سے بطور تقریظ کے حضرت مخدومہ
کے دیوان میں اس دعا کے ساتھ داخل کرتی ہوں کہ خداوند عالم
اپنے فضل سے اس کلام اور اسکے متکلم کو چشم بد سے محفوظ
رکھے اور دیر تک ہم زلہ خواران فصاحت کو اسکے مزے
لینے نصیب ہوں۔ آمین

تقریظ منجانب الحق وشفیق عزیزہ مجیبہ مشتعند زلیخا بیگم والدہ نور الحسن ساکن امروہہ حال مقیم ریاست جے پور

حمد اُس خدا ے عزوجل کو جسکے ہیبت اور دبدبہ کے سبب قلم شگافتہ سر ہے اور کاغذ کو سیاہی کے قبول کرنے میں عذر ہے پھر کسطرح حمد لکھنے کی ہمت کی تجا وسے اور نعت حضور سرور عالم محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم جنکا وصاف خود خدا ے پاک ہو کلام خدا اور زبان محمد کا مصداق ہو کیونکر ہو سکتی ہے اور اُس خدا ے پاک و برتر کی عطیات کا اگر لاکھ بار انسان زندگی پاکر تمام دنیا کے درختوں کے قلم اور تمام زمین ہستی کے صفحہ کا کاغذ بنا کر لکھنا چاہے تب بھی اُسکے شکریہ کا عشر عشیر لکھ نہیں سکتا ایک ادنی اُسکا ہم پر یہ کتنا بڑا احسان و کرم ہے کہ منجملہ دیگر مخلوقات ہمکو شرف انسانی بخشکر ہم میں سے کسی کو نور باطن سے معمور فرمایا اور کسی کو حسن ظاہری سے مخمور کیا کسی کو علم و ہنر کا حصہ دیا کسی کو مال و زر سے بھر دیا غرض کچھ عجیب اُسکی نیرنگیاں اور ہمارے حال پر کیا کیا مہربانیاں ہیں چنانچہ میری مخدومہ مکرمہ جنابہ عظمی بیگم صاحبہ پروین سلمہ اللہ تعالےٰ اہلیہ عالیجناب اکمل الزمان افضل الدوران مولوی میر قربان علی صاحب مرحوم مغفور

مرحوم مغفور سابق ممبر کونسل ریاست راج سوائی جیپور نے جو
یہ دیوان تصنیف فرمایا ہے اسکی خوبی اسکے دیکھنے سے تعلق
رکھتی ہے عجیب جدت طبع و مضمون آفرینی فرمائی ہے سبحان اللہ
بندش چست نشست درست قافیہ دل پسند ردیف خوش پیوند
اگر کہیں لطف زبان ہے تو کہیں مضمون نادر بے پایاں ہے
کہیں نعت حبیب خدا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہیں
منقبت حضرت علی شیر خدا ہے اور کہیں مدح صحابۂ کبار ہے
کہیں تضمین و ترجیعات گہر بار ہے کہیں رنگ مجازی کھلا
ہوا ہے کہیں کلام تصوف سے بھرا ہوا ہے۔ سچ تو یہ ہے
کہ ان باکمال نازک خیال بیمثال بی بی نے کیا کیا انوکھے
اور عجیب و غریب مضامین پیدا کئے ہیں واقعی اُنکی قابلیت
قابل داد اور لیاقت لائق آفریں ہے میں اس مضمون
کو اس شعر پر ختم کرتی ہوں۔ شعر

لوح سے عمر فزوں ہو وے تمہاری آبرو میں
اور نازل ہو سدا رحمت باری پر وہ میں